

شش‌ای
علمی و تحقیقی مجلہ

معیار

جلد: ۲ جنوری تا جون ۲۰۱۰ء شمارہ: ۱

۳

شعبہ اُردو

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

مجلس انوارت:

مرحمت:

پروفیسر خجھر لک، ممبئی ہندو

مجلس:

پروفیسر ڈاکٹر نور حسین صدیقی، احمد نعلی ہندو

مرحمت:

مصنوعہ لکھنے والے کتب خانہ

مجلس مشہرت:

ڈاکٹر راجہ جی (علی گڑھ)

ڈاکٹر خالد حسن بکوری (کونکن)

ڈاکٹر حلیف شری (کونکن)

ڈاکٹر محمد حسن (کونکن)

ڈاکٹر محمد علی (MIT)

ڈاکٹر کرشنا چندر جی (پینسلوانیا)

ڈاکٹر نور احمد (کونکن)

ڈاکٹر جیل جی (کونکن)

ڈاکٹر محمد احمد (کونکن)

ڈاکٹر نظیر احمد (کونکن)

ڈاکٹر رفیع احمد (کونکن)

ڈاکٹر محمد کریم چٹائی (کونکن)

راہنہ کے لیے:

شعبہ اُردو، بین الاقوامی اسلامی جرنل (پورٹریٹ) اسلام آباد

فون: ۰۵۱-۹۰۱۹۳۰۲، ۰۵۱-۹۰۱۹۳۰۳، برقی پتہ: meyan@iiu.edu.pk

لکھنے کا پتہ:

پتہ: میڈن، عمارت تحقیقات اسلامی، لکھنے کے لیے، بین الاقوامی اسلامی جرنل (پورٹریٹ) اسلام آباد

فون: ۰۵۱-۹۰۱۹۳۰۲، ۰۵۱-۹۰۱۹۳۰۳، برقی پتہ: meyan@iiu.edu.pk

ترتیب و ترتیب:

ماسٹر ڈیگرم

ISSN: 2074-675X

ترتیب

۱۔ مصروفیات: تحقیق میں مصروفیات کا مسئلہ

حصہ اول

مطالعہ تحقیق: حارف اور ثانی

- ۱۔ ۱۱۔ مجموعہ لایف و لیٹریچر ایف۔ بی۔ کی کتاب شاعری و ادبی
مناہج کی ایک قدرہ مللہ
- ۲۔ ۲۸۔ بیلی فیکر اپنی پہلی کتاب کی کام
- ۳۔ ۳۵۔ مہاراجہ خان خاں کی ہر دوری داشتہ سے حریف
تاریخ محمود شاہی کا ایک خطوط
- ۴۔ ۳۳۔ جاپس جہاں گری جہاں گری کے ہمارے اور کی ورنہ ہی
واحدت کا ایک سفر مللہ
- ۵۔ ۸۷۔ تذکرہ تہذیبی
- ۶۔ ۱۱۵۔ شری تہذیب و ادب میں مہاراجہ سے تحقیق خیر شہار
- ۷۔ ۱۲۵۔ ہمدان بیک خاں کی اور دیات تصانیف
- ۸۔ ۱۵۵۔ جہر کا مکتب خاندان و ہراس کی طبعی ہریت
- ۹۔ ۱۸۳۔ لیکن ہورہ اس کے تقریبی خاندان کا ایک طبعی تذکرہ
- ۱۰۔ ۲۲۱۔ غریب ہریت از و ہریت کے تحقیق کے خطوط شہری حلالہ
- ۱۱۔ ۲۳۳۔ انواری انجیل میں شاعری کی تاریخ و ہریت و ہریت

تہذیب

- ۱۲۔ ۲۵۵۔ سرفراز سید ناصر حسن کی اور ہریت
- ۱۳۔ ۲۷۳۔ محمد صبیح آزاد اور لاطر کے طبعی ہریت

دیانت و اخلاق

- ۱۴۔ ۳۸۹۔ پاکستانی خاندان
- ۱۵۔ ۳۰۷۔ فیض احمد فیض کا ترجمہ "جہاں شری"

مطالعہ و تحقیق

- ۱۶۔ ۳۳۳۔ اردو میں تحقیق شاعری کی تاریخ و ہریت

$$\frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \frac{1}{\sigma_i^2} = \frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \frac{1}{\sigma_i^2} = \frac{1}{n} \sum_{i=1}^n \frac{1}{\sigma_i^2}$$

حمدهی قیامی و غایب [۱] شکر و مهاسای لهابی هر مکتبی صحیح و مدعی بپیکر که
مجموعه وجودی آدمی از جمیع موجودات عالم به حس مطلع آراسته [هس از] حمده و
نعت بسفاس و مدح آل کرام و صحابه عظام اما بعد می گویند که خاندان نوری سبب چام
هر وی که حلیفه محنت محمدصاحبان در گوش داشت و عاقبت به موت صواب بر در پیش
دارد (سر) کائنات احوال بر محس معلوم و اثر مفهوم مبسوطی تمام داشت و ثقلی غنی و موم
است. باعث بر می شد که گشسالی در مرغان و محلی باشد نهاده که در آن انواع فواکه و
ریاحی و مسمرات و بنایس و حلقی و خلوات و خلوات و خود باشد که در هر شایع و
کفری به فرخت [۲] این چنانک از چنان غیر شده و مونس جان و روان گردد

ہر کسی لا دوسان

گر بمالند لا تو چیزی بادگار

سر حکیم ابن علیؑ، امام، ابن مجموعه الطایف و سفیحة الطریف کرده آمد و بر جد و یک "اسم"

^a منقسم گرداننده شد.

مؤلف کے حالات

سیدنا امام ربیعؒ کے حالات زندگی، ذرا مختصر ہیں، مگر یہ مختصر بھی بڑے ہی دلچسپ اور دلکش ہیں۔ ایک اور تصنیف "امام ربیعؒ کے چاروں صاحبِ مسئلہ کی کا پڑنا ہے" اس کے بارے میں چند مختصر اور ضروری باتیں کہنا چاہئے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ مؤلف دہلی و بنگالہ کے ترقی پسند عالم دینی اور علمی اہل علم و کمال تھے۔

سینٹ جام روڈی کی کافی اچھی کھجوریں دستیاب ہیں۔ یہ مقامی نہیں بلکہ راجا مسعودی اور سر پٹ کی قسم کی
 خوش مزہ ایک قابل ذکر کتاب ہے۔^{۱۸}

مجموعہ صحیفہ و صحیفہ فکر ہے جس میں مؤلف نے غیر وزٹا کا نام جاری کلمات "خلد اللہ ملکہ..." کے ساتھ لکھا ہے۔

ایسی بیت را در وصف بنای قصر در گاہ بقا جوئی شهنشاه اعظم فیروز شاه معظم - خلد مہ ملکہ و

سلطانة و اعلى امرة و شانه - شاعري ايشمه است. ■

اگر نذر ہو، نفی ہو، شک ہو، ہندوستان کے نقلی جانوروں کا تیرا اور ان کا قرار دے گا، جس کا یہ معنی ہے کہ ۱۹۰۷ء

۳۵۔ ۱۹۶۸ء سے اس کے بعد مولف نے کھنڈ اور شاہنشاہی کا ذکر کیا ہے (شہزادہ) (۱۹۶۸ء) اور ان کے دربار کی تفصیل ۱۹۵۹ء میں

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے یہ سب کیا ہے، اب تو میری زندگی ختم ہو گئی۔

۱۰۔ جہر تک ایسا کا حال نہ کرو کہ ایک اس کا مٹن مشغول رہے تو اس کے لئے متوقف کے اس میں کوئی اثر نظر نہ آئے

صیغہ ثانی میں خود کوئی دے دیا ہے کہ ہندو الگ الگ فتوات، 'نہرست قلمات و حسابات' کے مجموعہ کا ہے۔ صیغہ ثانی میں
 'ت' 'ہ' 'ط' 'ث' 'س' 'ش' 'ح' کے تحت مثال کی ہیں۔ چنگیزی کی فارسی کا ایک حصہ اس میں شامل ہو گیا ہے۔ صیغہ ثانی میں 'ا' کی
 بریں، 'و' کی کہوتوں میں کیا ہوا ہے کہیں سے ہیں وہیں کہوتوں کی شکل کی ہے۔ بعض صیغہ 'ا' کی کہوتوں میں سے 'و' کی
 فتوات پر قرار دے دی ہیں۔ صیغہ ثانی میں ہیں۔

نہرست قلمات و حسابات

۱۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۔ نہرست قلمات و حسابات

۳۔ نہرست قلمات و حسابات

۴۔ نہرست قلمات و حسابات

۵۔ نہرست قلمات و حسابات

۶۔ نہرست قلمات و حسابات

۷۔ نہرست قلمات و حسابات

۸۔ نہرست قلمات و حسابات

۹۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۰۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۱۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۲۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۳۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۴۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۵۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۶۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۷۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۸۔ نہرست قلمات و حسابات

۱۹۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۰۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۱۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۲۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۳۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۴۔ نہرست قلمات و حسابات

۲۵۔ نہرست قلمات و حسابات

۳۸۔ کرات	۳۹۔ لکھنؤ
۳۹۔ منہج	۳۳۔ منہج (۱)
۳۳۔ منہج اختارات	۳۱۔ منہج
۳۰۔ منہج منہج	۳۹۔ منہج منہج
۳۳۔ منہج منہج	۳۲۔ منہج منہج
۳۱۔ منہج منہج	۳۸۔ منہج منہج
۳۹۔ منہج منہج	۵۰۔ منہج (۱)
۵۰۔ منہج منہج	۵۲۔ منہج منہج
۵۳۔ منہج منہج	۵۲۔ منہج منہج
۵۵۔ منہج منہج	۵۱۔ منہج منہج
۵۷۔ منہج منہج	۵۸۔ منہج منہج
۵۹۔ منہج منہج	۶۰۔ منہج منہج
۶۱۔ منہج منہج	۶۲۔ منہج منہج
۶۳۔ منہج منہج	۶۲۔ منہج منہج
۶۵۔ منہج منہج	۶۱۔ منہج منہج
۶۷۔ منہج منہج	۶۸۔ منہج منہج
۶۹۔ منہج منہج	۷۰۔ منہج منہج
۷۱۔ منہج منہج	۷۲۔ منہج منہج
۷۳۔ منہج منہج	۷۴۔ منہج منہج
۷۵۔ منہج منہج	۷۶۔ منہج منہج
۷۷۔ منہج منہج	۷۸۔ منہج منہج
۷۹۔ منہج منہج	۸۰۔ منہج منہج
۸۱۔ منہج منہج	۸۲۔ منہج منہج
۸۳۔ منہج منہج	۸۴۔ منہج منہج
۸۵۔ منہج منہج	۸۶۔ منہج منہج

- ۸۶۔ مشنریات و ملازمت مشنری "درود کشی" کو تکفلہ امرامی، اردو قی ۵۷۷
- ۸۷۔ عجایب جمالات نظیری، دہلی
- ۸۸۔ جمعیات
- ۸۹۔ ستر دولت
- ۹۰۔ سلب و سفل
- ۹۱۔ بخشی، ص ۱۵۷
- ۹۲۔ علم و سبلی
- ۹۳۔ مشنریات
- ۹۴۔ مشنریات
- ۹۵۔ مشنریات
- ۹۶۔ راجیات شعرا کے ذکر کے بغیر
- ۹۷۔ مشنریات
- ۹۸۔ مشنریات
- ۹۹۔ مشنریات
- ۱۰۰۔ مشنریات

شعرا کے ناموں کی فہرست

کتاب کے آغاز میں درج مصنف کی تیار کردہ فہرست کی قسم کی ترتیب سے تکرار کیا ہے جس میں سے یہاں مؤلف کی تیار کردہ فہرست سے دور کر دینے کے لئے، ہر ایک کو ماننے کو کہہ دیا گیا ہے کہ یہاں فہرست کی ترتیب کے مطابق ایک درجہ فہرست تیار کی ہے ہر شاعر کے نام کے سامنے نویں میں اس قسم کے شمارہ کا ذکر دیا گیا ہے یہاں مذکورہ شمارہ کا ذکر درج ہے۔ ہر نام کے سامنے اس قسم کے شمارہ کا ذکر دیا گیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شاعر کا شمارہ فہرست میں درج ہے اور اسے فہرست کے متن میں نہیں ملتا۔

- ۱۔ فہرست (۸۶)
- ۲۔ فہرست (۸۶)
- ۳۔ بحال دار میں اس شاعر کی (۸۹، ۸۷)
- ۴۔ فہرست (۸۶)
- ۵۔ فہرست (۸۶)
- ۶۔ فہرست (۸۶)
- ۷۔ فہرست (۸۶)
- ۸۔ فہرست (۸۶)
- ۹۔ فہرست (۸۶)
- ۱۰۔ فہرست (۸۶)
- ۱۱۔ فہرست (۸۶)
- ۱۲۔ فہرست (۸۶)
- ۱۳۔ فہرست (۸۶)
- ۱۴۔ فہرست (۸۶)
- ۱۵۔ فہرست (۸۶)
- ۱۶۔ فہرست (۸۶)
- ۱۷۔ فہرست (۸۶)
- ۱۸۔ فہرست (۸۶)
- ۱۹۔ فہرست (۸۶)
- ۲۰۔ فہرست (۸۶)
- ۲۱۔ فہرست (۸۶)
- ۲۲۔ فہرست (۸۶)
- ۲۳۔ فہرست (۸۶)

- ۲۵۔ افسانہ کی (۵)
- ۲۶۔ امیر کے بانی (۸۶)
- ۲۷۔ افسانہ کی (۸۷)
- ۲۸۔ افسانہ کی (۸۸)
- ۲۹۔ افسانہ کی (۸۹)
- ۳۰۔ افسانہ کی (۹۰)
- ۳۱۔ افسانہ کی (۹۱)
- ۳۲۔ افسانہ کی (۹۲)
- ۳۳۔ افسانہ کی (۹۳)
- ۳۴۔ افسانہ کی (۹۴)
- ۳۵۔ افسانہ کی (۹۵)
- ۳۶۔ افسانہ کی (۹۶)
- ۳۷۔ افسانہ کی (۹۷)
- ۳۸۔ افسانہ کی (۹۸)
- ۳۹۔ افسانہ کی (۹۹)
- ۴۰۔ افسانہ کی (۱۰۰)
- ۴۱۔ افسانہ کی (۱۰۱)
- ۴۲۔ افسانہ کی (۱۰۲)
- ۴۳۔ افسانہ کی (۱۰۳)
- ۴۴۔ افسانہ کی (۱۰۴)
- ۴۵۔ افسانہ کی (۱۰۵)
- ۴۶۔ افسانہ کی (۱۰۶)
- ۴۷۔ افسانہ کی (۱۰۷)
- ۴۸۔ افسانہ کی (۱۰۸)
- ۴۹۔ افسانہ کی (۱۰۹)
- ۵۰۔ افسانہ کی (۱۱۰)
- ۵۱۔ افسانہ کی (۱۱۱)
- ۵۲۔ افسانہ کی (۱۱۲)
- ۵۳۔ افسانہ کی (۱۱۳)
- ۵۴۔ افسانہ کی (۱۱۴)
- ۵۵۔ افسانہ کی (۱۱۵)
- ۵۶۔ افسانہ کی (۱۱۶)
- ۵۷۔ افسانہ کی (۱۱۷)
- ۵۸۔ افسانہ کی (۱۱۸)
- ۵۹۔ افسانہ کی (۱۱۹)
- ۶۰۔ افسانہ کی (۱۲۰)
- ۶۱۔ افسانہ کی (۱۲۱)
- ۶۲۔ افسانہ کی (۱۲۲)
- ۶۳۔ افسانہ کی (۱۲۳)
- ۶۴۔ افسانہ کی (۱۲۴)
- ۶۵۔ افسانہ کی (۱۲۵)
- ۶۶۔ افسانہ کی (۱۲۶)
- ۶۷۔ افسانہ کی (۱۲۷)
- ۶۸۔ افسانہ کی (۱۲۸)
- ۶۹۔ افسانہ کی (۱۲۹)
- ۷۰۔ افسانہ کی (۱۳۰)
- ۷۱۔ افسانہ کی (۱۳۱)
- ۷۲۔ افسانہ کی (۱۳۲)
- ۷۳۔ افسانہ کی (۱۳۳)
- ۷۴۔ افسانہ کی (۱۳۴)
- ۷۵۔ افسانہ کی (۱۳۵)
- ۷۶۔ افسانہ کی (۱۳۶)
- ۷۷۔ افسانہ کی (۱۳۷)
- ۷۸۔ افسانہ کی (۱۳۸)
- ۷۹۔ افسانہ کی (۱۳۹)
- ۸۰۔ افسانہ کی (۱۴۰)
- ۸۱۔ افسانہ کی (۱۴۱)
- ۸۲۔ افسانہ کی (۱۴۲)
- ۸۳۔ افسانہ کی (۱۴۳)
- ۸۴۔ افسانہ کی (۱۴۴)
- ۸۵۔ افسانہ کی (۱۴۵)
- ۸۶۔ افسانہ کی (۱۴۶)
- ۸۷۔ افسانہ کی (۱۴۷)
- ۸۸۔ افسانہ کی (۱۴۸)
- ۸۹۔ افسانہ کی (۱۴۹)
- ۹۰۔ افسانہ کی (۱۵۰)
- ۹۱۔ افسانہ کی (۱۵۱)
- ۹۲۔ افسانہ کی (۱۵۲)
- ۹۳۔ افسانہ کی (۱۵۳)
- ۹۴۔ افسانہ کی (۱۵۴)
- ۹۵۔ افسانہ کی (۱۵۵)
- ۹۶۔ افسانہ کی (۱۵۶)
- ۹۷۔ افسانہ کی (۱۵۷)
- ۹۸۔ افسانہ کی (۱۵۸)
- ۹۹۔ افسانہ کی (۱۵۹)
- ۱۰۰۔ افسانہ کی (۱۶۰)

- ۱۲۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۲۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۳۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۴۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۵۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۶۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۷۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۸۹۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۰۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۱۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۲۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۳۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۴۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۵۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۶۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۷۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۸۔ غریب شریف (۸۶)
۱۹۹۔ غریب شریف (۸۶)
۲۰۰۔ غریب شریف (۸۶)

- ۲۲۸۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۲۹۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۰۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۱۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۲۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۳۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۴۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۵۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۶۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۷۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۸۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۳۹۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۰۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۱۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۲۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۳۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۴۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۵۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۶۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۷۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۸۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۴۹۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)
 ۲۵۰۔ میرزا محمد امجد علی (۱۸۵۵ء)

درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ دوم کے لئے اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

اس لئے کہ درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ دوم کے لئے اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

اس لئے کہ درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ دوم کے لئے اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔
 درجہ اولیٰ مرتبہ میں شامل ہونے کی صورت میں اس کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا۔

سائنس و ادب کے کتاب میں دستور الشعراء اس نام سے تصنیف و تالیف کی گئی ہے۔ اس کتاب کا نام "ہم و دیگر" (عربی ۱۹۷۱ء) ہے۔ یہاں دستور الشعراء کا لفظ اس کتاب کے لیے بطور وقت استعمال کیا گیا ہے۔ یہ کتاب غزالی کی اس مکتبہ پر کسی شاعر کی ضرورت ہو تو اس میں اشعار کے حوالے مل جائیں گے اور یہی یہ کتاب شاعروں کے لیے دستور کی حیثیت رکھتی ہے۔

۲۔ خطبہ اشعار، عربی، تالیف غزالی، ۱۹۷۲ء، ص ۹۶-۱۰۰

۳۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، انگلستان، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۴۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۵۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۶۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۷۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۸۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۹۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۰۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۱۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۲۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۳۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۴۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۵۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

۱۶۔ خطبہ اشعار، "A very old source of Hafiz's Ghazals" Indo Iranica، نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۲۵-۲۷

- ۶۔ غزلیہ ص ۳۸
- ۷۔ یہ دونوں اثرات میں سوچو کہ چنانچہ سخن میں اس قسم پر سلیکھ چڑھ چکی ہے مثلاً اس کے مؤلف نے غزل کو اور غزلگوں کو شریف قرار دیا کیا ہے۔
- ۸۔ اس کی اصل کا مطلع یہ ہے
- درد عالم ہمارے تو دیکھ کہ لعلہ دم ہر گھر و السج ایس بار کشتہ دم، ایک کشتہ دم ہر گھر
- ۹۔ یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ مؤلف نے میر خسرو راوی کو ان کے آباؤ اجداد کی نسبت سے، جو لاہور کے رہنے والے تھے، لاہور کی کہا ہے۔
- ۱۰۔ مؤلف کی اپنا رد و غیرت میں اس کی نسبت "ستانی" عنوان کی گئی ہے۔
- ۱۱۔ پروفیسر ایچ۔ اے۔ اے۔ کے منسلک ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۲ء/ ۱۲۲۲ء میں لکھی گئی اور بار صلیب میں قادیان کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ میرے سامنے اس کی طبع چارم درجہ کی کاپی ہے جس کا شمار ۱۲۲۷ھ/ ۱۸۱۱ء میں کیا گیا ہے۔

Abstract

Majma-e-e Lateef-o-Safeena-e-Zarraf is a Persian work of Saif Jam Merv, written in 1401. Its subject is related to the explication and interpretation of the art of Poetry. The most important part of the manuscript is the collection of Persian verses written by various poets during the history of Persian literature. It includes the verses of 252 classical as well as the author's contemporary Persian poets. Thus it has many references to the rare works of anonymous Persian poets. There are only two manuscripts of the work available, one is in London and the second is in Pakistan. This article is based on the manuscript available in Pakistan.

مجموعه انگلیسی در سطح آذری

عزت‌الله سلیمی

گروه اول: به زبان فارسی - علم و فنون در زمان راجه و پادشاه

مجموعه آثار دکتر محمد تقی میر

اداره کتابخانه ملی

کتابخانه ملی ایران - تهران - خیابان ولیعصر - پلاک ۱۰۰

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع، پروفیسر محمد رفیع

دیہم خسرو ان سر ما وجل لمر اسب
خسرو کسی کہ حلقہ تجرید بر سر است
سب سرخ و از روی لہسم بہ لہاف عشق
کو عارفی کہ منظر او عرش اکبر است
عقل کل است علم لکلی بہ عارفان
لیس عقل و ہم حسی و سمی منہر است
دوس خسرو بسود و السواح بسجلی
اوج جہاں دوست سر تو را بر سر است ۲۱

پروفیسر میں مطلوبہ **پانچ** نکتہ کی بنیاد پر اسلوب شعر پر نظر دیکھنے والے ایک ناظم نے یوں کی مٹامی کے دورے میں حور سے

دلی پتہ ہے

”ہن کے لہجہ اور زبان و بیان میں ایک گوارا نہ دیا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو مثنوی کے رستے
بلائی عاشق کی طرح نال و پست نہیں سمجھتے۔ ہر نئی عاشق کو مثنوی کی جیسے دہ جہر گریم نال خیال کرتے ہیں۔ ان
کے نزدیک عاشق کو مثنوی دو تہائی قریبی ہیں اور اپنے اپنے دور میں تقریباً سبکی اور سحر اور جگہ رہا ہے
عشق کی محنت کو سن کے علاقہ میں ادا دے کی کوئی کی اور یوں کے لکھنا: ناز و عاف کا اظہار ہے۔“ ۲۲

ہم یہاں پہلی نکتہ کی تہہ کا ہی مزاجیں ایک ایسے مآخذ سے نقل کر رہے ہیں جسے اہل علم کے کلام کی سند کے طور پر پیش
کرنے کا نام ہے۔ ہر دور کی تاریخی تصنیف کے **مآخذ** سے لیا گیا ہے۔ کتاب کے داخلی شہادہ کے مطابق یہ کتاب
نیرور شاہ تعلق رولانہ حکومت ۱۳۵۳ھ تا ۱۳۵۵ھ (۱۳۶۸-۱۳۷۰ء) اور بابا کے شاہد شرفی (زمانہ حکومت ۸۸۳-۸۸۵ھ تا ۸۸۷-۸۸۹ء) کے
دور میں اردستان میں تصنیف ہوئی۔ اسی کتاب کا بارہ تہہ قدیم شعر کے انتخاب کا نام پر مشتمل ہے اور اس میں کم و بیش ۱۷۰۰ شاعر کا
کلام درج ہے۔ اسی جگہ میں ”شرفی نے اپنی کتاب کا کچھ کلام کتاب کی ”تہہ ۸۶“ میں درج کیا ہے۔ کئی وفات سے تقریباً ۸۰
سہ صدیہ ہوا یہ مآخذ ہم دور کا نقل قدر ہے۔ کیا جاسکتا ہے کہ جب آٹھویں صدی ہجری کے ہزارہی نویں صدی ہجری کے اہل علم میں
سیف جام ہمدانی نے شرفی کا کلام نقل کر دیا تو مثنوی کے کلام اردستان میں دستیاب تھا۔ **مآخذ** جو تہہ ۸۶ میں درج ہیں، ان میں
نویں صدی ہجری کے کلام ۲۱ اشعار ہیں۔ مآخذ ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ سال تک ۵۰۰۰۰ سال تک ۱۰۰۰۰ سال تک ۱۰۰۰۰ سال تک ۱۰۰۰۰ سال تک
مستقیم میں ”شرف“ منظم و متناظر ہے۔ ایک پہلی نکتہ ”پہلی نکتہ“ لکھا ہے۔“ ۲۳

- سرور دوزی، تیریزه، سنه ۱۸۷۳، ج ۱، ص ۳۳۸
- ۸- سرور دوزی، تیریزه، سنه ۱۸۷۳، ج ۱، ص ۳۳۸
- ۹- احمد خان دوزی، ج ۱، ص ۲۴۷
- ۱۰- احمد دوزی، تیریزه، سنه ۱۸۷۳، ج ۱، ص ۳۳۸
- ۱۱- آبان ۱۸۸۹، ج ۱، ص ۳۸۲-۳۸۷
- ۱۲- آبان ۱۸۸۹، ج ۱، ص ۳۸۲-۳۸۷
- ۱۳- نظام نظام الدین، تیریزه، سنه ۱۸۷۳، ج ۱، ص ۳۳۸
- ۱۴- لعل یک، لعل دوزی، ص ۹۱۳

شیخ شرف الدین پانی پتی فرمایند

گر پرده بر اندازی زان روی چو گل بازی در هر طرفی بعضی واله شده هندی
چون یوسف اگر روزی باز او فرود آید بسی که در هر سوی آید خرمی بازی
دلچسپ سر گیسو آینه ترک جهان کاندل نه هر سوی آید گریزی
نا جان بود تو ای، دو کوی تو می مالم گرجان بود بازی در کوی چو مو دری

مسکین شرف الدین شکر الله دهد جان را

گر سر به اندازی بر پهای تو یکباری

و

پرده زور سر فکس نا به رخت بگرییم باز ایما روی نا مسجده به پشت بریم
جنت فر دمی چیست تا که کیمش نظر گهر تو شوی یار ما در دو جهان بگرییم
بشیر در حسرت سر به فکر فرود لطف کنی بده ایم، قهر کنی چاکریم
حاضر اگر بر کنی او تو ندانیم روی روز طبعی جان ما از لعل بگرییم
نا صفت محسوس تو کشت سمن در جهان کم شده چون کیمیا، سوخته چون دهمیم

ما شرف الدین عظیم خاک درت قبله گاه

گر تو برانی در پس به که زو آوری؟

و

تو می که از غمزه جان می برد تو آن از لعل لعل می برد

چنگو نه لنگر دم به دلبال او که جعدش مرا مو کشان می برد
روانی قلش که بس دلو باسد [کلیا] در دلها صبور و روان می برد
دلش می رساید در شکل کمر ولسی جنان من از میان می برد
دل از بهر یک بوسه جان می دهد صناعی چندان دایگان می برد
چه داند در احوال خسته شرف
که انبوه او را چه سان می برد

وله

ایستاد چو درویشو بهاب هر گز ایستاد به پیش تو تو داب هر گز
بود طاق ابروت ناقبله گاهم ایستاد گهی زو به معراب هر گز
چه گویند ترا خواب دین توالم چو لبه بچشم گهی خواب هر گز
شوم خاک در پای آن لیکرویان به از من لالند کسی ای داب هر گز

ایستاد به بهر غمت چون شرف من

ایستاد درین بهر بهاب هر گز^۱

۱. مجموعه لطائف و سلیقه دار ایضاً، قسم ۸۶، ص ۱۳۲-۱۳۳

Abstract

A renowned Sufi of South Asia, Sheikh Sharafuddin Bu Ali Qalandar d 1324] is also known as a Persian poet, having a collection of poetry, and some short poems on his credit. This article introduces his four Persian Ghazals which were compiled after seventy years of his death, by Saif Jan Harvi in his work *Majmu'a-e- Lateaif o-Safeena-e-Zarraf*. This work is considered an authentic source of Qalandar's poetry.

عبدالرحیم علی غفاری کی مدد اور دلالت سے مرین "مروج معجمہ تاجی" کا قیام محفوظ۔ عارف نورانی

۱۹۷۳ء مطابق ۱۹۷۱ء میں عبدالرحیم نے ان کی جنم بھائی کے لئے ایک کتاب "میرے دوست اور دشمن" کے عنوان سے لکھی ہے۔
۵

۶ قرآن کی ماریت ہے (دیکھیے تصویر)

بِسْمِ الْکِتَابِ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ نَارِیخِ مُحَمَّدٍ
لِصَاحِبِ مَعْدِنِیَاتِ الْهَمِی لِمَامِ شَدَدِ مِکَّةِ مَعْقِدِہِ دُورِ
چہار شہیدہ ہست و ہندجسم عاۃ مبارک شِوَالِ حِمْ
بِالْخَیْرِ وَالْاِیَّالِ اَمْنِہِ سِتْ وِ ثَمَانِہِ وَ تِسْعِ مَاتِدِ الْکَلِہِمْ
اَعْلَمُ کَالِہِ وَ مَسْکِہِ وَ الْجَمِیْعِ الْمَوْہِہِہِ وَالْمَوْہِدَاتِ
وَ حَسْبِ الْمَدَّةِ عَلٰی سَیْطَانِ مَعْمُودِ الْاَلِہِ وَ صَحْبِہِ وَ مَلِہِ
حَسْبِہِ الْاَلِہِ وَ لَعْمِ الْوِکِیْلِہِہِ

میرزا فتح محمد خان قاضی کی مدد اور یادداشت

سورہ خاصیات الہیہ کے کلمہ پر عبدالرحیم جان جان (۱۹۱۲-۱۹۳۶ء) ۱۵۵-۱۵۶ء (۱۹۳۶ء) کی ہر کا شہادت اور سڑک کے صوبہ
کی کیفیت پر مشتمل ہے عبدالرحیم جان جان (۱۹۱۲-۱۹۳۶ء) کا صوبہ دربار (۱۵۵-۱۵۶ء) ۵۸۳-۵۸۴ء میں
ہر پر جوں نہ کہہ سکتا تھا ۱۵۸۳ء میں ہر مال کوڑا کی صوبہ دربار کی صوبہ سے اسے اس علاقہ کی تاریخ سے دریافت کیا گیا۔
ہر تقریر یا کلمہ سے ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)

نہ کہہ سکتا تھا ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
کوئی ایک یا کئی کلمہ والی ہر ہے ہر کلمہ سے ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
عبدالرحیم کی ہر ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)
ہر مال کی یہ بات کہہ ہے "عبدالرحیم جان جان ۱۹۱۲" (دیکھیے تصویر)

اللہ اکبر

محمد رفیع قاسمی کہ دو کوستان وا

سندھ والیہ و اتفاق بلذات

محمد آباد حقیقت علی القصد

والیہ حجاب (صفا قات)

ہدایت القصد شاہ (نور اللہ)

مطریق لحدہ القصد لحدہ القصد

«دفاع جرم جانی» خالق کوی «دور اور دلا دلت» سر مرزا «ظفر احمد» جانی «کلیات احمد شطوط»

دارت کو جانی

† (ن) گورو تاجی دتت کادیا حرکت دینا قصور یا

عبدالرحيم علي خانجي کي ۽ ٻيو اورو ڏاڍا محنت ۽ سحر مريون ”هروڃ ۽ محسوسه نتايج“ ڪا اڳيان ۽ مشغول ۽

ڌرتي نو نتايج

ٽن ڳڙهون ٿاڻي ٻيڙي ۽ ڏاڍا ۽ محنت ۽ مريون ۽

«دفاع جرم جانی» خاتمی کی «دور اور طاقتور» سرزن «ظلم و محسوسہ جانی» کا اثرات و مضبوطی

دور و جانی

تاریخ گورو تائی بانو کا دل کا حرکت و مدینہ و قسور

مؤلف، دہلی میں نظری بنیاد پڑی کہ اسے میں مبتلا بن جائیں، رکھتے تھے اور انھوں نے نظری کے ساتھ بہ تنقید کی ہے۔

[illegible][illegible]

۱۔ رہبر دنیا کی جتنی خاطر سے میرا تعلیم کی دنیا کا رہبر ان میں کسی کو نہیں سمجھتا ہے جسے جسے کسی کو تعلیم تھا۔ مؤلف نے جلد ہی سے اس کی مدد کی اور اس کے لئے دنیا میں رہ کر کہا اور بات میں اس کی زبان کی جیسے اور پوچھا تھا (ص ۳۱)۔

مولانا کا ترجمہ کیا ہے تھا کہ سب کچھ وہ جہانگیر کی خدمت میں لکھوائی داستانِ اکبر کا سب سے پہلا حصہ ہے جہانگیر کے بے ادبی
 دماغ سے شمر پڑے (ص ۱۰۱)۔

- اگر یہ مؤلف ہستاری کا ادبی رنگ دے رکھتے ہیں جس میں خود شام کہتے ہیں انھیں اچھے بڑے ہستاری کی حیثیت سے دیکھ لیں۔
 مظلّم شعبان ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۷ء کو کربلا سے ہجرت کی ہے۔ جہاں اس کا کمالی طور عارفوں سے صرف اس لیے کہا رہا کہ اس کی زبان
 کو دیکھ کر دیکھ کر لوگ اسے محفل سمجھنا نہ سکیں اور ہستاری کی حیثیت سے بڑے بڑے راوی (ص ۱۹) جہاں تک ہستاری کی شان و حرکت کو
 دیکھ لیں انھیں کہتے ہیں کہ ”تیس ہستاریوں میں اس کی حرکات ادبی رنگوں، اس کی آثار و علامات سے ابتر ہے۔“ (ص ۱۹)

مؤلف کی بھاد و شہرہ کی اطلاع ہے، آگے کرتے ہیں۔ مگر ان کی طرف سے ایک نصیحت، کہانہ حاسن شعری

الهي تاركه عاك و باد و آتش را بقا باشد

به شادی بگلزار ای عمر و دایم شادمان باشی

یہاں اگر چاہتا تھا کہ چلے اسے جس "آپ" بھی مثال ہو لیکن ہمارے چہرے نے کہہ دیا تھا کہ یہاں شاعر نے شعر کی یہ حد جان

بودند خاک و باد و آب و آتش را بقایارب

به شادی بگلزار الی عمر و دایم خاندان باشی

جائزہ برائے بہترین علمی اور ادبی کتاب (۱۹۵-۱۹۶ء)

یہاں جگہ جگہ میں شمال کی جانب سے کوئٹہ کے دور خانہ اہم حکم کی بنیاد پر (۱۳۲۱ء) منوعہ کوئٹہ کے لئے
 نئے وقتوں سے اس جگہ کی خدمت میں اس شخص کی جیسے سلطان سلطانہ علی بی بی کی فرمائشوں کے ساتھ کہ وہ کوئٹہ کی خدمت میں
 (۱۳۲۳ء) جہانگیر بھی لکھا دینی تاہم بھی منوف کے ساتھ کہ وہ کوئٹہ کے لئے بھیجے تھے۔ یہ کہ جہانگیر کے ایک دورہ کوئٹہ کے لئے
 بہت دور۔ ان کو اپنی پیش منال کے لئے یہ دورہ اس لئے کہ اپنی ملک (۱۳۲۳ء) ایک دورہ منوف کو کوئٹہ کی خدمت میں جہانگیر
 سے اس دورہ میں ہی کوئٹہ کی اور وادی طبرستان میں جو اس دورہ کی ہے اس کی بنیاد پر وہاں کے بارے میں جو یہ مشورہ کہ
 (۱۳۲۴ء) اس وقت کے کہ وہ منوف جہانگیر کی مجلس اور وادی کے ادب کا خیال رکھتے تھے وہ کوئٹہ کے کچھ اس لئے کہ وہ کوئٹہ کے
 کھن کر رہے تھے (۱۳۲۴ء) منوف کے اس دورہ کے ساتھ کہ وہ کوئٹہ کے لئے یہ دورہ کوئٹہ کے لئے جہانگیر کی مجلس اس لئے کہ
 (۱۳۲۴ء) جہانگیر منوف کی یہ شخص اور اس کوئٹہ میں ہی کوئٹہ کے لئے تھا (۱۳۲۴ء) کوئٹہ کے لئے جہانگیر منوف کی موت
 سے اس لئے اور اس وقت خاص طور پر جہانگیر کی حکومت (۱۳۲۴ء)۔

جہانگیر کے چچا بھائی مراد آبادی کا کرچا ہے۔ پہلی بار وقت نقاشی کی مراد میں مانگرو (۱۵۳۶ء تا ۱۵۷۱ء) کے وقت کے
 مومن میں سرسبز طور پر لکھا ہے کہ ۱۳۱۱ھ میں مراد آباد کا کھجانی ایک خاص ملک تھا۔ شہر کی راجا کا ذکر کچھ تفصیل و رعایت کے
 ساتھ موجود ہے۔ جہانگیر کی جنموں کے اور بعض بیان کتاب ہے جنوں کے عظیمین کے وقت نقاشی کی مراد میں مانگرو (۱۵۳۸ء) کے وقت میں
 کی کہ مراد میں کچھ ہے

«گویی و لا خفاست و مجموعه ای به خط عاشق حضرت جنت انبیا - امار الله بخرانه حشمت
بر بعضی از دعوات و موعظه او علم و محرم و دیگر امور غریبه که اکثری را از موده و به حقیقت
و از سبب در آن جریده صادق است فرموده اند به رسم پیش کش گلوله بند بغداد را برت خط
و مبارک ایشان دانی و نشاطی در خود مشاهده نمود که خود را کم به آن حال دارد به غایت
الطاعت محظوظ گشتم به خدا که هیچ نسخه نافر و جواهر گران بها پیش می نه آن نمی رسد به
جسدی ای پس خدمت مستحب او از آنچه در صحبت او نگشاید بود، از موده و هر از رویه عام
فرمود»^{۸۸}

[illegible]

یہ کسی اور جاکیر کے واسطے ہے۔ یہ جاکیریں بادشاہ کے لیے لکھا تھا، جاکیر کے لیے اس سے پہلے کہ خود کو لکھا تھا۔

۱۔ برکی، یکر، ایم، شہیات ۴، معاصہ شاعرین کے ساتھ مولف کے تعلقات

مؤلف نے جہاں کو دیکھی کہ! اوسے میں نسبت رائے فضا کی ہے جو ان کے اچھے تعلقات کی دلیل ہو سکتی ہے (صفحہ ۱۹)۔

• مابین انٹیم، نولڈ کے صحافت کے معلومات کی ملازمت سے آگاہ تھا اور اس نے دربار میں باادریں اور اس نے محمد کے

دوسروں سے وہاں بیٹے میں جہانگیر کو یاد دلایا کہ عہدِ انکار میں حالات میں بہت آگاہی رکھتے ہیں (صفحہ ۲۸۰)۔ پھر اس بحث میں چاروں میں کے

۱۰۔ دیکھیں! یہ سب اعلیٰ بھی کرتا تھا (ص ۳۲)۔ جانِ معظمہ کو کبھی کبھار سوائف سے اپنے نجی حالات بھی بیان کرتا تھا (ص ۹۵)۔

دہانت خان بھی کبھی کبھار مٹول کے سامنے دروازہ جان کر لپٹا تھا (ص ۱۸۷)۔

- ایک مزید مؤلف نے بھی دربار میں کوئی بات نہیں کی تھی اور بادشاہ کی خدمت میں کوئی واقعہ بیان نہیں کیا تھا کہ جہ گمیرے قریب

نہن سے، جردن۔ میں واقعی غصہ کر رہا تھا، پوچھا کہ جو کچھ مدفقار کہتے ہیں وہ کج ہے یا بھولت: "قلب جانے کے کہ، بھولت ہے، مؤلف نے

عمر زلی کی عورت کیا؟ پہلے قریب خان کو ج چھا جا ہے تھا کہ سردار کا کیا کہنا ہے۔ خان بھی نہیں جانتا کہ میں نے کیا کیا ہے۔" (ص ۶۰)۔ مثلاً

مؤلف کے ساتھ قریب خان کے دو بھائی اور چھ بھانجے تھے۔ سب جمنا دور دراز پہنچ چکے تھے۔ مؤلف نے ڈاک کی طور پر کئی کتابیں میں پڑھیں تھیں اور جس

میں جہانگیر کے لیے دہرائے تھے، وہ قریب ماہی کے لیے لگا ہوا تھا، لیکن جینوں کو بھی (۲)۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قریب خان کی یہ سب کچھ

عبداللہ کے عہدِ نیا خود کی وجہ سے نہ

تقریباً ہفت روزہ کے بعد ارمی اس کے لیے کلاں اور مغربی مسائل حل کرنا خواہ اس سہولت پر کراپ کے لئے وہ اپنے کو بچھ

ہاں سکتا ہے، کیا تھا کہ ہاں بکرا بھاسکتا ہے۔ اور تباہی کے بعد ہمارے پاس انہوں نے کہا جو کچھ ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں وہ وہاں کے

عقل اور فہمی ہے اور نہ از رو عہد و اہل کج ہے پھر اپنی دلیل و بیان کی (۸۸-۸۹)۔

-تقریباً ہر مہینے میں ایک بار کے لئے شاعر کی راجہ پٹیل سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔

حالی خود پرستہ دھیمی لڑکیا ہے (ص ۳۹) کہ ایک خود جگر پر اسے ضرورت مند دروازہ دے رہی تھی اور نشہ حال نکلتی کہ ہے (ص ۳۸-۳۹)۔ یہ

سب اہل بیت کی دلیل ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شہری کے بارے میں مثبت رائے نہیں رکھتے تھے۔

نغمی میثا چاہی، خوب ہے رائے کے ساتھ رہا ہے اور ہندوستان کے دار میں سے ملتا ہے، مگر اس کے ذکر میں

لہذا استاد اے جیے میں نے نظریہ کے بارے میں کسی سرکاری حوالہ کی تلاش کی کہ وہ دہشتا ہے یا نہیں ہے۔

معمور شاعر کا یہ کیا ہے؟^{۱۰} رات گھیری کا ایک کٹھا عمر۔ ایسا بے ہوش دل بادشاہ کے اس کے بڑے چاہنے کو رشتہ کی وہ سنگین کھال

نظر میں جماعت کے اچھے اے خودی کی اور میں نے ایک فیصلہ پڑا جو دراصل کیا کہ خودی کے بعد بہت سے لوگوں نے یہ کہہ کر میں کو

۲۔ یہ کہ بچے کو اس سے پہلے دیکھ کر کے ساتھ کسی نے نہیں کی۔ اس کی یہاں غلطی نہیں ہو سکتی۔ (ص ۱۵۲)۔

جہاں غیر ملکی اس کا ۱۴۰ اشخاص کا قیدیہ کی طرف سے، پر دہائی کی طرف سے شروع کیا "کے سبب سے اور بھاڑا ہوا، وہ خود مستحق

چاہئے کہ اس کی اپنی شہریت میں اس کا دل ٹوٹ جائے۔“ (ص ۱۵۴)۔ بھٹی فلمی کے اس صیغہ میں کوئی کمال نہیں تھا، مگر وہ اس فلم

”حضرت ظلّ الہی، ارشاد پندہی، سابقہ مالدارِ محب کئی، شاہدولو عرصہ نوکل، صبطہ
مرتب امکان و وجوبہ حافظ صلاح اطلاق و تہذیب گجور اسرار الہی، مہبط انوار، مدہی،
حضور لدنخ دیوب، پادشاہ عہد القلب، جلال الکعب واللقبا اکبر پادشاہ غازی حمد اللہ ملکہ و
سلطانہ“^{۱۲}

پ۔ کرباؤشاؤیشی غزائش کا ہتھا دکھ کر اس کے دربار میں مختلف مذہب کے افراد ہر مرد میں کے تکرار کے حالات اور
دوس کی محنت کے درمیان ہوئے ہیں۔ کرباؤشاؤ عرصہ گزشتہ کی کوئی معلوم ہو رہی کے رد و قبول سے ایک ہی دستور عمل بناوئے
اور دوسری کے لوگ سیرہ رہیں۔ چنانچہ سولہ کو چلا اور حکم دیا کہ کرباؤشاؤ میں بیکو ہو گیا (اور فلاؤشاؤ میں اور دوس کے حالات
اس کی محنت سے بنائی میں ہر گز نہ ہوئے۔ مؤلف نے صحت کی ضرورت کے ایک ۱۵ سالہ رنگہ دیو خوشی سے دو کئی قلم کی اور اس سے بہت
نیکی۔ چنانچہ کرباؤشاؤ میں اس کے طبعی اور کئی مضامین کو لکھنے کی صلاحیت پیدا کر لی۔ اگرچہ کرباؤشاؤ میں اس کے طبعی کی وجہ سے اس میں
کا حلقہ نہ تو حاصل ہو سکا لیکن کرباؤشاؤ میں اس کے طبعی اور کئی ہو گئے۔^{۱۳}

پ۔ یہ کتاب ۱۵ ہجری ۱۵۰۰ء میں لکھی گئی۔ اس کی صحت کے ذکر میں ہے کہ وہ میں نے اپنے ایک کے نام سے لکھا۔ صحت اعلیٰ اور
بہت کا بیان بھی ہے۔^{۱۴} کتاب کا آغاز ”میں نے اس کتاب“ ہے۔^{۱۵}

پ۔ خاص کتاب میں تاریخ تہذیب (۱۳۱۳ء تا ۱۳۱۴ء) ۱۲۹۷ء تا ۱۳۰۸ء میں لکھی جان ہوئی ہے۔^{۱۶}
مؤلف نے کہا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے میں اس کے ایک کے ایک کے ساتھ ہو گئے اس کے اخیر۔

سرمویش کا ایک قلمی اور کئی اور کئی میں ۱۳۹۳ء میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ کتاب میں لکھی گئی ہے کہ اس کے ایک کے ایک کے ساتھ
نہرالد میں ہے تاریخ کربت ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔^{۱۷}

اس کتاب کے لکھنے کا ذکر کرباؤشاؤ میں (Browne, Suppl. 770) ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔^{۱۸}
وکتوہ فائبر کی کتاب (MacLagen, p. 212, no 16) گوشت فائبر کی کتاب میں لکھی (ماچاؤشاؤ فائبر کی) ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء
(گورست آملی، ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء) ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔ (گورست آملی، ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء) ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔
28 ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔^{۱۹}

۲۔ سر آغا تھری

پ۔ اردو میں خوشی ۱۵۰۰ء میں ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کی صحت کے ذکر میں ہے کہ وہ میں نے اپنے ایک کے ایک کے ساتھ
س کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس میں صحت کا ذکر کیا ہے کہ اس کے لکھنے کے ایک کے ایک کے ساتھ میں ہے۔ اس کتاب کے لکھنے
نے ایک معلوم ہے۔^{۲۰} اس میں سے دو خطوں ایک اور لکھی ہوئی ہے (MS 46) ۱۳۱۴ء تا ۱۳۱۵ء میں لکھی ہوئی ہے۔
سر ۱۵ Islamic 94) سے لکھا گیا ہے۔^{۲۱} دونوں خطوں کی صحت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لندن کے لکھنے کا ذکر اس صحت سے ہے۔

”کسم الاب والابن والروح القدس الاله واحدهم آت القدس، کہ در آن گزارش می باشد۔“

عجیب احوال حضرت ایلخو کربسی و بیان پادشاهی تعلیم آسمانی و معجزہ ہای بلند قدر و ”

مہربانایلیف بر بیان ہونے کی کتب ہے۔

مہربان پادشاہ لاسٹا کبرے حضرت یحییٰ کے حالات انکشاف کے ساتھ نے تو اس کی افکار کا اظہار کیا کہ وہ حضرت یحییٰ کے مصطفیٰ حالات سنا جا چکے ہیں اور اپنی روایتوں میں کمال کا حکم دیا کہ جو کچھ حضرت یحییٰ کے قریب ہو کر گذرے اسے جس کتب میں لکھا ہے سے قاری میں منتقل کر کے پیش کیا ہوا۔ اور پادشاہ کا حکم یہ بھی لایا لیکن جب پادشاہ کے اپنے نادر کر کے کاٹنے کا حکم ملا تو اسے قاری کی طرف سے روئے کر دیا۔ اور اسے اس طرح مضمون پر مبنی نظر دانی کر کے اس کا نقل دیا کہ پادشاہ کے حضور پیش کیا جائے۔ یہ کتاب پارچہ پارچہ ہے پہلے وہ اب میں حضرت یحییٰ کی ولادت سے لے کر ختم [۱۰] کے آتا تو تک کے حالات، پھر اسے اب میں ان کے عزت و بزرگواری، تیسرے سبب میں ان کی وقت اور کثافت کا کہ ہے جو لوگوں کی طاعتی عورت میں برداشت نہیں چوتھے اب میں ان کا قہر سے بھرا اور ان کی طرف سے کامیابیوں کا ہے۔ اس کتاب کا بار بار مرمر میں مضمون سے لایا گیا ہے اور دوسری کتب میں سے کچھ کتب میں لکھی گئی ہے۔ ہر بات کا ماضی حاشے میں لکھا ہے۔ اس کتاب میں بیان کر کے کہ پادشاہ نے اس کی وفات میں ملایا اور وہ اس کی وفات کتاب آیت قرآن میں لکھا ہے کہ پائے گی میرا آیت قرآن ۱۵ اور دینی پشت ۱۶۰۰ عیسوی کا ذکر اس میں لایا ہے۔^{۲۱}

القام کتاب

”باری ہیچ کسی اور احسان لایا۔ انا گریبان۔ بلی کشیدہ قد، صفت ہای او درست و درست،

بارش و خوش لہا، دو گھنٹی سجیلہ و گھران و حکم گوئی، خوش روی در آدمی را دگان“^{۲۲}

نہن کے لئے کے القام ہی ایک اور داشت میں پادشاہ نے تھے میں مہربانایلیف کا جنت کا لایا اور کیا ہے

”میں لایا گھر اسی و عباہتہ سعادت، بندہ ہادی زیرو و لمو شویر فرنگی او طائفہ صحبت [۱] حضرت

عینی سے حکیم شاہ شاہ دوران، خلیو روشی جان، برائی روزگار [۲] جلال الدین اکبر بادشاہ۔“

عبداللہ مشکہ و سلطانہ۔ او انجیل مقدس و دیگر کتب پیغمبران در دار الخلافہ اگر فرہم

آوردہ مولانا عبداللہ سبب لاسٹا لہوری بہ اتفاق ابی بندہ فرہمان دار الخلافہ اگر فرہم کرد

در سہ ہزار و شش صد و دو او ولادت حضرت ایلخو مسیح، و چہل و ہفت الہی اندام ہیات

نحریر فی التاريخ ہشتم ماہ رمضان المبارک در روز چہار شنبہ سہ ہزار و بیست و ہفت“^{۲۳}

اس کی کتب میں لکھا ہے کہ ۱۱۸۵ھ میں شہنشاہ نے فرما دیا کہ اس کے لئے کیا کرنا آتا ہے، لے کے لکھی گئی۔

جسے بعد میں ہے لیکن بروہی کی ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ ۱۲۱۲ھ میں لکھا گیا ہو گا۔ چنانچہ اس کے بعد ہے۔

خ۔

۷۷۷ھ ۱۲۱۰ھ ۱۱۸۰ھ کی ایک نشانی میں لکھا ہے کہ خان اعظم کو لایا کر آج سے ایک چھوڑ رہے ہو لکھا۔

دش گشتہ و در ماعت موز۔“ (ص ۱۷۷) اور (ص ۱۷۸) میں بھی لکھا ہے۔ بہت سی کتابیں، جہانگیر کی حرکت و رد، دی دواور میں کی آخری پر ختم ہوئی ہیں۔ بعض مقامات غری دوا کے ساتھ دعائے شفا کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس پر صحت چمکی کتاب میں بھی ہے۔ بعض کتابیں دوا کے آخر بھی ختم ہوئی ہیں (دیکھیے مجلس ۱۳۳۲ھ، ۱۳۷۲ھ)۔ کبھی دوائے شفا کی تحریر ہوتی ہے۔ مثلاً

بود دو آسمان نامہر را نور

صدا عکسی او تو چتر شہ دور

(ص ۱۷۲، ۱۷۳)

عمر طی دو تو باد کہ چرخ عطیہ بخش

از ہر عطیہ ای کہ دھند عمر غوطی تراست

(ص ۲۹۷، ۲۹۸)

لنا گشت بر شہاد و بر بزم شہاد

کہ آباد باد لا تو این بزم گاہ

(ص ۳۱۳، ۳۱۴)

نابود چرخ را جنوب و شمال

نابود مہار و اسرار و مہیر

فی آخر۔

(ص ۳۲۳، ۳۲۴)

اٹھی نا جہان را آب و رنگ است

فلک و امیر و گہی را در رنگ است

فی آخر۔

اور ایک جگہ ہے

عینا نا جہان۔ فی آخر

(ص ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶)

معلوم ہوتا ہے کہ گورو کے لیے مرقع کے ساتھ شفا بھی تھی۔ لیکن اس سے متعلق آؤرنگ زیب کی کتاب میں صحت سے یہ شفا بھی لکھی (دیکھیے مجلس ۱۳۳۲ھ، ۱۳۷۲ھ)۔

کتاب کا دوسرا ضمیمہ کلاؤٹک کی بیماری کے لیے طریقہ خورد و نوش ہے جس سے کوئی ”بھگن“ نہ بنے۔ یہ سمجھنا کہ کس برس سے ۱۶۵۷ء کے لیے قابل فہم ہوتا ہے اس کی تاویل و روشناس کرتے ہیں اور اس میں جہانگیر کی شفا و اپنا ذکر کرتے ہیں

وہ اپنے مدعوئی مکتوب پر دو روپے میں ورنہاری کو خود غرض کر کے ایک اہل قس دیتے۔ بعض اوقات اس میں غرضی اس قدر دبا دھکتا ہوتا ہے کہ چار روپے ورنہ اور اس قدر آتی ہے کہ مکتوب کوئی واقعہ نہیں بتا سکتا۔ غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

اگر وہ چاکری کے ذریعہ کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

۱۲۳۱ء میں چاکری کے مکتوب کے مکتوب کو دیکھ کر دیکھوں ہیں تو غرضی کے مکتوب سے غرضی کے بیان کا شروع کرتے ہیں لیکن چاکری کی اس کے درمیان قریبی کر کے اور دبا دھکتا کر دیتے ہیں۔ غرضی کے مکتوب سے قاری کو غرضی کا ہوا ہے۔

نور دین تھانوی کی اصلاح کا وہ پہلو جس پر وہ اس طرح کی اصلاح دینی اور اہل سنت و جماعت کی طرف سے کی گئی تھی کہ ان میں سے
میں کوئی نہ مہتر تھا۔ چنانچہ انہیں کہیں چھوڑنا پڑا۔ کیا جائے؟ انہیں اگر شاعر کے تصور کی دیکھ (دیکھ) اور کہتے ہیں کہ وہ دیکھ کی
ٹہنی سے نہ بنے، نہ کہ ہر ایک کو اپنی نظر آتی ہے۔ اس لیے کہ ان کی کوئی خوش آمدت نہیں ہے (ص ۱۸۸)۔

- جہانگیر نے ہمارے دور کو بہت مشکل میں پڑھا۔ ان کے لیے تکلف اور خوشامد کی طرح وہ قہر میں رہا۔ چنانچہ ان میں
- جہانگیر نے ہمارے زمانہ میں ان کے اسے میں اپنی ٹھنڈی ہوا اپنے دو صافیت کے ساتھ دیاں کی ہے کہتا ہے۔ بہتر میں منہ
نہ نزل و دریاں ہیں۔ ہم قصیدہ کے قائل نہیں ہیں کیوں کہ شاعر کوئی شاعر سے کہہ دیتے ہیں۔ (ص ۲۰۹)۔

- جہانگیر شاعر تھا۔ سلطان عالم شاہ (۱۶۵۷ء) کو سدری کے ایک شعر پر وہ دیکھ دیا۔ وہاں عظیم سے یہ واقعہ جہانگیر کے
رہنے کی بات کہہ دیا کہ اسے وہ شاعر بن گئیں۔ آپ جس پر ہر ہوا تھا۔ جہانگیر سے اسے کہا کہ اگر وہ سدری کی شکل فرما دے تو وہ صحت
شعر کی بنا دے گی کہ اسے ماں عظیم سے نزل پڑی ہو جہانگیر نے وہ شعر بتا دیا (ص ۱۲۵)۔

- ملک تھی کے عالمی ہمارے اسے اسے کہا کہ بہت خوب ہے۔ اور وہ دیکھ دیکھا ہے (ص ۲۱۲)۔
- چلی گئی، پہلانی، جہانگیر کی ہمدست میں، لکھا تھا۔ انہی وہ دور تھے جو لکھے کہ وہاں میں جانے کی رخصت چلی۔ جہانگیر سے
اس کے چھٹے کی راجہ سے نکلا۔ ان کی اور کیا "شکسکی ساسنی کھڑو (ورڈ) چند بہہ مقصدی نعلیں عرویش
میں شکسکی بند، عجب کہ "شکس" واکار وافر مودہ، از مارود کھیلود " اور وہاں سے کہا "شکس" فارسی
صبر است شکسکی یعنی صبری و عاشقان را صبر نمی باشد۔ پس "میں صبری" نعلیں کر دین بہ حب شاعر لایق تو
میں لعلہ " (ص ۲۹)۔

- چلی گئی نے جہانگیر کے وطن چتر پٹنہ کے لیے لکھا، ان کی چتر پٹنہ

سوزندہ گلزار ای کے کوہش گاہ است

از شاہ جہانگیر ابن اکبر شاہ است

جہانگیر سے کہا "چتر کو گاہ سے کیا سمت؟ اور وہ امر رات "ان" سے گزرا ہے۔" (ص ۶۸)

- طالب پہلانی کی ایک نیا فی لکھی گئی تھی کہ تیرا عمر راجو دھت و بددھالہ تو عمر بوقت "خدا کرے" میں ہیں
نعت نہ کہتا "راجو دھت و دھت عمر بوقت "جہانگیر نے ان کے دیکھ دیا اور کہا "خدا کرے" اور لکھا ہے کہ
یہ دیکھ لکھا ہے

بدبھیم و صبر پستی گجور

دلہالہ کمار عرویش گجور

لکھا "دلہالہ" چتر گجور تھا، اس لیے لکھا دیتے اسے اسے لکھا ہے

2. *Prüfung*

موم سیکنٹی ۴۰ روپاں کے تھپی

[illegible]

۱۔ ایک اور بات اس قول اور ترجمہ کے متعلق، اس راوی کی نقل اور ایک راوی کی نقل میں اختلاف ہے۔ جعفری کے نسخہ میں دو جگہوں پر حرکت ہے۔
 اور (۳۶۹)۔

شہزادہ سلطان عالم دہلی میں شاد ہوا جس کا جشن شادی کے جشن میں محفل موسیقی منعقد ہوا۔ جہاں گہرے امن میں شرکت کی۔ سہ ماہی سے اس پر گات، مارا، جو گلی (۱۳۳۳ء)۔

شرقی خطوبہ و ان کو شاہی حکمران نے توجہ دی مگر یہ بھی خیر سے چڑھوئی (مرواری) اسے ملائی (صفحہ ۶۷)۔

۔ جیگمے کاغذ سے چمکا کر خوشبو دار سم سے جیسے گرم سے چلے طالب علم کاغذ اور بادشاہ کے دربار میں کچھ کاغذوں کاغذ کی آڑت کی طرح بادشاہ کی کھنکھ کی طرح لے آئے تھے (صفحہ ۳۳)۔

جہاں گہرے صبر اور مہمانی ہے، جہاں نیک اور سخی کے فتن میں اپنے مہر میں بے مثال خدا، فتنے سے اور اس کی قربت کی

 $\mathcal{L}(f)$

کوتی

جہاں کمرے اپنی حد کی کے کوئلہ بنا رہی تھیں جیسے ہر دن کے بہت سے مٹھائی سے دم لہو دیو کے گئے تھے۔ اس سے پہلے تو
خوٹری سے کہا: ”تم ان کو غریب بنائی ہو، مگر وہ کب تو اسخ سے جو کچھ مل کر گئے ہو، ان کے کرم سے وہ کچھ سب لہو دیو سے
میں نہیں کوئی شک ہے تو فقط ماہ میں نہیں جھیل سے جان کر نکلا تھا۔“ (ص ۷۸)

۱۔ اس کے کتب خانے میں اعلیٰ درجے کی تعلیمی سطح پر تیار کیا گیا ہے۔

اس نے عجم کا کتب خانہ دیکھا اور کہا کہ یہ کتب خانہ جو کتب خانہ ہے اس کا قیاس نہ کرنا چاہیے۔ یہ کتب خانہ جو کتب خانہ ہے اس کا قیاس نہ کرنا چاہیے۔ یہ کتب خانہ جو کتب خانہ ہے اس کا قیاس نہ کرنا چاہیے۔

۱۰۔ اس کی رات کی چائس میں تھک چوہی ایک معمول تھا (ص ۱۰۸، ۱۰۹)۔

تو، یہ لکھ کر جا کر کوئی بھیجیں۔ چونکہ سب ایجنسی خیر غرضی اور ایک نیکی کے نیکی کی تھیں، اس لیے وہ اس کے کہہ بھڑے ہو کر چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچے۔

[illegible]

—جہانگیر اپنے معزور کردہ عمال کے خلاف حقیقتات اور حقیقتیں کے لیے غصہ کا دے معزور کرنا ظاہر بن کر رہ گئیوں پر اعتماد کرنا

۱۰۰ (۱۰۰)

تجزہ و غبار، عقیدہ امت کا تصور دینا

جہانگیر نے چاندنی خروبر دیگر سے کوس دور تھا۔ اسی کی غیبت میں ہجر و نکسا درگت، موٹ کر کرنا اور تھکے سڑے سے میں ہب کہتے ہیں کہ سناں اللہ اور نکسا درگت کا عالم یہ کہ راجہ جہاں میں بیٹے جہاں اور غور کر میں رہے دیکھتے ہیں۔ انسانی میں خوشامدور ہے چہ کی کوئی شہ نہیں ہے کہ کہیں کہیں میں ایسے کی وادعت ملے ہیں جس سے جہانگیر کا ہجر و نکسا درگت رہے اسے دیکھا کہ اس کے حق کی کامرس میں تھکے ہے۔ مثلاً

”ایک بٹے پر نظر مارتا کہ پانچ فرنگ لکے یہ ستر اے دولت کا دھن مٹا ہے یہاں اچھوت ہے تم جن کو میں اس میں دیکھتا ہوں۔“

پھر چڑھا کہ اس کی بلبل کو کھاتے ہے جو کچھ اس کی قدیم رازے سے چلی آ رہی تھی، خدمت کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ اس کی دواہ

سب سے تھپ سے ادا ہو چکے تھے۔ پانچ فرنگ لکے اس کے ہاتھوں میں اس کی خدمت میں کی ہے اور اداری لکھی، چاہے کچھ ”دوا“ کیس ہے

چتا چرسے ”دوا“ (سوا) کیا دیا گیا۔ پھر دوا دوا کر میر بہت اچھی چیز ہے اس کی فصل کے اپنا حاصل غرض میں نہیں کیا غرض اس کے پاس ہے جی

(ص ۱۶۸-۱۶۹)۔

[illegible]

- ۲۸۔ لاہور شہر کے کٹر مخالفین نے خود کو بھڑکایا اور لڑائی کا نعرہ لگایا۔ حکیم صاحب نے دیکھ کر بہتر برداشت کیا۔
- ۲۹۔ حرکتِ فتنہ کا نعرہ لگایا اور کئی افراد مارے گئے۔
- ۳۰۔ ہمارا ۱۸۵۵ء
- ۳۱۔ ہمارا ۱۸۶۱ء
- ۳۲۔ سن کے لئے لڑنے کی عہدداشت میں ہے تمام شد حکیمت مرثیات حضرت عہد میں، یہ جو حب اور حبش
- مستور چارہ حاکمیں صاحب زادہ قشورہ۔ یہ خط شیخ الامامہ اللہ بہ مقام کلکتہ، سندھ اور ونگ صمد و شہداد و پنج ہجری مبارک۔
- نور الدین کے پہلے سنے پر اس کتاب کے رکن کی آگاہی دینا کید کے لئے یہ عبارت ہے
- ”والمصنوعی و طبابت صاحب ترجمہ برای خوانندگان ای عزیزان و محبوبان مرا میں ۲۵ سن مسیح و ہجری و ہجری بہ نام کبرگی فوشت و ہجری کہ از حدود کتب الجہل بر آمدہ ہسپار چہرہ ہی ہنگامہ غرو و آ کہ یا نا یمنی اللہ یا دروغ اللہ یا بہ بزرگواری جفا و بہ احلاص میں الجہل مفہم معاملات میں سمایندہ بلکہ ہیمان چہرہ را آن کہ از کتاب های الجہل مفہم آوردہ است، آن طور ہند بہ بحث کہ پاکیزگی و اثر و قیمت [۱] خود را تلف کردہ اند ما بریں حق اعلیٰ بر ہر روی کاغذ [۲] میں ۲۵ سن و آلودہ حوالہ نام نہا ہج کسی از راہ بردہ نشود پس خوانندگان را خوب نمیر کردن باید کہ از میں ہا چہ چہرہ قبول حوالہ کردہ یعنی ہر چہ بہ کتب الجہل مفہم ادا میں دارد، آن را یاد ہکمہ و در حفظ حوا بہشود“
- ۱۔ ہر دور میں کاغذ اولیٰ اور دوسراں سے آتش ہے اس لئے کہ نیرت و ناکارہ تصویروں کی وجہ سے چہرہ رست سے نکل گئی ہے جس کی اپنی تہمت اور بالکیں کی بے پروائی کی وجہ سے سڑا پڑا ہو چکا ہے۔ پہلے ٹائیٹل پر عین و دانشور سے مطہر ہوا ہے کہ سڑا پڑا تصویر کے دور کی تحریر میں دیکھیں اور دیکھیں
- ”میں کتاب معراج حضرت مسیح بہ قیمت و ہند بہ قبول محمد مراد ہنگامہ“ اور اس کے ساتھ ایک سڑا پڑا تصویر بھی ہے جس پر ”نکیرہ“ کے الفاظ لکھے ہیں۔
- ”بیچہ“
- حکیم و محاسب کہ تو شیشہ عیان است ترا
- بہ عدو مہر شب و روز قرآن است ترا
- حزورہ محرم غفر داوید“
- اور غفر داوید کی وصاحت کے لئے ساتھ رکھتا ہے

"خطِ محرم کو کہ حضرت کامران میرزا بہ ۱۵ ربیع ۱۰ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ و عشرہ و عابدہ فرزند و نور دینہ یہود طول اللہ تعالیٰ عمرہ بحلیہ و القہ ع [کامران کا نام محمد دینوہ] اس خط کے تدارک و اس کی تصحیح پتھر سے کی گئی ہے

۱۔ چٹا، نور محمد، *Mirrat Al Quds An Illustrated Manuscript of Akbar's Period about Christ's Life*, Lahore Museum Heritage Christ's Life, مرتبہ نعمت علی (Azam Rehmani)، ۱۸۳۰ء، ص ۱۸۳۰ء

۲۔ حضرت علی نور عالم، *Mirrat Al Quds (The Mirror of Holiness)*، Dastan-i-Masih، ۱۹۹۲ء (مخطوط)، مرتبہ انجم رحمانی، لاہور، ۱۸۳۰ء، ص ۱۸۳۰ء

۳۔ *Dastan-i-Masih Historia Christi persice conscripta, simulque multis modis contaminata. Latine reddita & animadversionibus notata a Ludovico de Dieu*، لاہور، ۱۷۳۹ء، کوفہ (Storey)، چٹا، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳

۴۔ *Dastan-i-San Pedro Historia S. Petri persice conscripta simulque multis modis contaminata. Latine reddita & brevibus animadversionibus notata, a Ludovico de Dieu*، لاہور، ۱۷۳۹ء

۵۔ *Saadharah* سے، ۱۸۹۲ء، مکتبہ شاہی لاہور، کوفہ (Storey)، ص ۱۸۹۲ء

۶۔ *History of India*، ۱۸۲۸ء، ص ۱۸۲۸ء، لاہور، کوفہ (Storey)، چٹا، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳

۷۔ *History of India*، ۱۸۲۸ء، ص ۱۸۲۸ء، لاہور، کوفہ (Storey)، چٹا، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳

نہایت عام ہے۔ مہاراجاں میں سے جوئی مہار کے مصوعوں کی تصاویر میں، جاگیر کے مہار کے مصوعوں کی تصاویر کی تعداد عام ہے۔
 قریباً ساتویں صدی کے مہاروں میں، کئی، زیادہ ہیں جوئی کا سن کے تقاریر سے بھی ان کا مرتبہ بہت ملتا ہے۔ جاگیر کے دوئی
 مہاروں، روٹی، ہاتھ کے لیے دو کتب دستیاب ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔
 محرابہ، چٹائی، "جاگیر کا ہوتی مصوری" ۱۹۶۱ء

۱۔ لیس، لیون (Lawrence, Buryon) *The Court Painters of the Great Mughals*، مقدمہ
 مرتبہ آٹلا، لی، (لیون، لیون) ۱۹۳۱ء

۲۔ عرب، پی (Brown, Percy) *Indian Painting under the Mughals*، آکسفورڈ، ۱۹۳۳ء

۳۔ کلرک، سی (Clark, C.S.) *Indian Drawings*، ۱۹۴۹ء

۴۔ کونہل، ارنسٹ اور گوٹز، ہمنام (Kuhnel, Ernest and Goetz, Hermann) *Indian Book painting*
 From Jahangir's Album in the state library in Berlin، ۱۹۳۹ء

۵۔ کونہل، ارنسٹ (Kuhnel, Ernest) *Miniaturmalerei in Islamischen Orient*، ۱۹۳۳ء

۶۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۷۔ جاگیر کے مہاروں کے سلسلے میں، کتب کا مطالعہ ہے

۸۔ جسٹس، ڈی، سیمینٹر، کتب خانہ شاہنشاہی، ملتان، ۲۱

۹۔ محمد، نسیم، پٹی، کتب خانہ شاہنشاہی، ملتان، ۱۹۳۳ء

۱۰۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۱۱۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۱۲۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۱۳۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۱۴۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

۱۵۔ کوکس، آئی (Coomerswamy, Anada K) *"Portrait of Gosen Jadrup"*, Journal of the Royal Asiatic Society
 ۱۹۶۹ء

مؤلف نے اس ضمن میں بات کیا ہے۔ اگرچہ جہانگیر کے اصولی حکمرانی ایسے ہی تھے لیکن کنڈارائن کی عقوبت و... کی ایک موزون و...
 خراج جہانگیر میں لکھتا ہے "۱۶۳۲ء تا ۱۶۱۸ء ۱۱۱۰ھ کو شہزادہ شہر کے قتل کا بڑا ہوا۔ عی و لاخاکہ جہانگیر
 ملو و موروہ کبار سائے کے مورتل کا بچہ ک کرنا گئی۔ جسے کی شدت میں نہیں ہے علم و ادب و موزون و... کی لک کر دیا ہے
 اور لیاہوں نے اپنی کلاٹ کر کے ہر سوار کے لشکر میں بکرا لیا جائے گا کہ کوئی اور اس کی جگہ نہ کرے" عرض ہے کہ جہانگیر
 نے مگر سب سائے کے ایک نوکر کے ہاتھوں کے ہاتھوں کو بچے کا بچہ کا حکم بھی دیا تھا جس سے کثرت کے ایک دو سائے چہرہ کے
 ہاتھوں کے چہرہ کے کلاٹ دے تھے۔ (جہانگیر نامہ ص ۱۳۶)

یہ سب باتیں جہانگیر کے نام پر لکھی گئی ہیں۔ اگرچہ جہانگیر کے پاس اس دور کا کوئی نسخہ نہیں ہے، مگر ۱۶۱۱ء تا ۱۵۹۳ء میں جہانگیر کے
 دور میں جہانگیر پر اثر کیا گیا کہ اس نے اپنی کور ہر دو ہے ۱۶۱۱ء تا ۱۵۹۸ء میں جہانگیر نے اپنی کلاٹ جہانگیر کی کور
 لکھا اور اس میں اپنی اپنی کلاٹ کا لکھایا گیا۔

Abstract

This is the Urdu translation of the Persian foreword of *Majalis-e-Jehangir* by Abdul Salter Bin Qasim Lahor. This book is a report of unofficial activities of the Mughal king Jahangir (1605-1627) during the first three years of his reign. It thus, depicts the literary and cultural heritage of the period and throws light on various aspects of the personal life of Jahangir. The only manuscript of this book available in Pakistan was edited by Dr. Moin Nizami and Dr. Anif Naushahi and was published in Tehran in 2006.

انک ہمارے پورے چار شعبہ قلب سے پھر روزِ قلم گرفت^{۱۲}

تھوڑا سا ہے پہلے چاہیوں کا جو ہے پودہ گیہی کا جب کے قلم سے ہے اس کا قیریں ہے

آگ انعام و سید چار چمن چمنو بہان برھیں، پورے پنج شعبہ بنارویع کا شوالی ۱۰ جنوری

و لا، موالفِ حجبی کے ۱۰ مرقمِ سبکِ عمل و لدِ خیال داس انعاما کی قصہ خیالِ سچیت

پہر حضورِ دلو پہو گئی داس، بنارویعِ سبست و پنجسم شہر و مظان ۱۳ پورے ہنگ شمسہ لہر

گرفت^{۱۳}

تھوڑا سا کی نثر میں سب کو ادبی کی رو سے طبقہ بندی (Classification) کر لیا تھا چارے شعر کے تڑکوں میں بھیجے گئے، ہر چند کہ اس میں اصولی تڑکوں کی ہی دو تھیں کی گئی، یہ اس قدر مختصر ہے کہ دے رہیں کی انکی باقی کہنا چاہیے جس میں شعر کے ۱۰ ایک دوسری تڑکی مالت اور ایک دوسرا بطور صوت کلام درج ہوئے ہیں لیکن اس انعام کے (وجود میں) تڑکوں کی کئی خاصے قرار دیتے ہیں۔

اوپر سے خیال میں کسی ۱۰۰۰ کا دیکھنا ایک کردہ پہلا تڑکہ شعر اسے پتہ چلے گا کہ اس کے بعد کیسے گئے^{۱۴}

ڈنیا پر ایک قصہ کوئی تڑکہ ہے پہلی صورت یہ کہ اس کا زمانہ حقیقی ہے اور اس میں چند ایک دو ہی صدی عری اور دور دور گو، دو ہی صدی عری کے شعر کو مثال کیا گیا ہے، دوسری صورت مکانی ہے یعنی صرف ایسے شعر کو مثال کیا گیا ہے جو اردستان میں رہتے، چوتھی صورت موقعتی (ایضاً) ہے تھے وہ دور و دستان میں بکھر کر گذار کر دیکھیں چلے گئے تھے۔ ماہیت بندہ میں بندہ ہے موقعتی اور دوری شعر کا کر کیا ہے جس میں اسے صاحبِ قلم کے قیہ چہرہ دکھانا اور دستان میں آئے تھے۔

ڈالنا اس میں خاصہ یہی کی قدر و قیمت لیا ہے۔

دیکھا کہ اس میں کچھ شعر کو ذیلی طور پر جانتا تھا۔ جن شعر کے ساتھ ذیلی تعلقات تھے، اس کے ذکر میں جاہِ ہمارے کیسے ہیں، جس سے تاریکی دل بھی ہو جاتی ہے۔

حصہ چکر برہنہ خود غرضی نہیں تھا، اس لیے جو شعر غرضی نہیں تھے ان کے حالات میں کی ہمارے غرضی کی ذکر نہ ضرور کیا ہے بلکہ غرضی غرضیوں کا ذکر بھی کر لیا ہے۔

جیسا کہ میں نے کیا، یہاں تڑکہ نوکی کے سطر صوفی کے مطابق نہیں ہے کیوں کہ اس میں

۱۰ بعض شعر کا سرفہم ہونا گیا ہے جو صورت کچھ نہیں ملتا ہے

میں بعض کا سرفہم ایک شعر بطور صورت کلام ملتا ہے

سویں بعض کا سرفہم صورت کلام ملتا ہے لیکن اس کلام کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ کہیں کہیں ایک دھڑلے میں ہمارے کی انشاء میں بھی ملتا ہے جو کہ اس میں ۳۰ کی ہمارے کی انشاء و دھڑلے کی صورت میں ملتی انشاء و دھڑلے کا ہے اور دھڑلے کی انشاء و دھڑلے کے آگے نہیں ملتا۔

۵۔ سبکی قصیدہ گم خیزہ طرح سے لکھا کہ جو بے صف ہے اس کی کوئی صف نہ ہو سکتی۔

درجہ اول

اسی لیے **میر تقی میر** نے شعر و ادب کی روایت سے سراسر علیٰ قرب، بغیر شہر کی سپاہی شکر شاعر کی عادت تھیں۔
 تاکہ چہ تو دیکھ کھینچیں اروپا بہ سخن و ادب طبع - کہ تو ایران و توران کو بی معبودی و محض
 دلی بلند قرار دے اشد - نسخہ ہا و میاض ہا پر استے لیکن دراب مقام بہ طبعی احمال، بر حق و
 حالی بعضی عزیزان صاحب سخن و قلم بطور حرفہ عامۃً لازم می گردد۔¹⁵
 آج کی روایت کے شعر و ادب کا شمار

گو و عہد و صواب و سرائے ہادشاہ شہان، اللہ خدا انگھار، حضرت جنت الہیائی ہجر جہ رب
طبع و صاحب سخن طیفہ طیفہ بود، اما جمعی از شعرائ و اعرابی کہ صاحب دیوان عرب و مثنوی
الندہ اشعار الیہا بر سبیل احصاء، بہ طبعی ہادگار در تحت نام ہر یک و کلام ہلجی خامہ سو بخ نگار
می گرد *

۳۔ ریاستی و سرکاری اداروں کے شعراء و شاعرات

۳۰ گرچه در عهد پادشاه آسمان جاده خلیفه الوهابی، جنت مکانی اعلیٰ معی و ربیب مع
در اطراف و اکناف هندوستان بسیار بودند اما جمعی که در محفل حلد آیین زاده شدند *

۳۔ شاہ جہانی عہد کے شعر و شاعر

مگر چہ در عہد حضرت عریٰ الجبالی و حضرت خنت مکانی لھما و بقاء بسیار بود، تا در
 زمان سعادت شایب اعلیٰ حضرت عالی، علیہ الرحمۃ، صاحب ان قالی ہنگامہ سخن و سخن
 ہادی و لوق و وواج ہنگامہ داد، ۱۹

۵۔ ان میں شاہجہان اور کے مر اور میر دونوں کے قبضے میں شامل ہیں۔ ۱۳۰ قمری کا ذکر ہے۔

نہیں، اسلام آباد کے خاتمہ کی یہ عبارت ہو رہی ہے۔

^۱ «خبرنامه انجمن تصنیف کهنه بی بدنگان چمنو بهان بر همتی در دار الخلافه اکبر آباد در ۹۹۰».

یہی سب باتیں اس کی وفات سے کوئی پانچ سال پہلے ۱۹۶۸ء/۱۳۸۷ھ میں تھیں۔ ہوا چنگر دہانے میں ہر جگہ مٹا ہوا ہے اور مسطرت کا درکار نہ رہا۔ اس کے طور پر ہوا چنگر میں مٹا ہوا ہوا ہے کہ اس کی قوت کشش کے لیے اس کے نیچوں میں ۱۱ سے زائد گھڑیاں کنز مٹا ہوا ہے۔ اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ ہوا چنگر دہانے کا عالم کشش کی قوت کشش (۳۳ دفعات ۱۹۶۸ء) کے لیے گھڑیاں (۱۱ گھڑیاں) میں

تصویر ہو چکا تھا۔ لوگ دربار کی تخت نشینی کے بعد برصغیر میں جا کر کوششیں کر رہا تھا۔
برصغیر نے کئی شرارت کھات میں برصغیر سے اپنے وطنی انتظامات کا ذکر کیا ہے جیسے
دخاقلی ہمارے رائج کے طریق برصغیر میں سے کچھ رہا تھا۔
مسلک برصغیر، برصغیر کے طریق میں کے گھر گیا اور اس سے بہت کچھ لیا گیا تھا۔
مگر وہاں قریب جب میں سے لاہور آئے تو ایک کا دو میں اسے ملے گا۔ تو برصغیر میں سے وہی ہو گا۔
قریب کے ساتھ اس میں ملے گا۔

۱۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۲۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۳۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۴۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۵۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۶۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۷۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
۸۔ شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔

برصغیر میں شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
شہر کی شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔

نکاح و شہر:

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

میرزا محمد (گلزار نویس) "یہ نکاح کی گیتھے۔"

نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔
نکاح و شہر کی رہاں ہر کے طریق برصغیر میں ایک ہی مکان میں رہے۔

شیخ خدا گیم ساکن کابل	جیری میرانی
محمد قاسم	خان راجن ولد میرا بت خان
قام بن	محمود خان محمودی
میر شمس	محمود خان میر بخش
میر اس بدعوان کمرانی	نیکم خان کمرانی
مرور مرور و مرور در حرم صفوی	باقر خان
پرو مرور	نیکم مرور و مرور و مرور نیکم امام
فخر خان و مرور مرور مرور	زین العابدین ولد آصف خان چغتای
میر رضوان	حاجت خان ولد فخر خان
محمد مرور و مرور و مرور خان	میرا حیدر خانی
حسن یکس، شیخ	دولت یکس
غلامی یکس و مرور مرور خان	آلی ولد حاجت خان
شاردان گنگو	میر علی طاهر مرور و مرور خان
میر باقم	خان حسن خان
ادلان یکس و مرور و مرور یکس و مرور	محمد فاروق
محمد باقی و مرور مرور خان	نور الله طاهر مرور
جہانگیر آل مرور و مرور خان	میر قادر و مرور مرور خان
فرط خان صبیحی	عبدالستار و مرور مرور خان کنو
عبد سبکی	علیل الله و مرور مرور خان
مرور یکی	محمد صبیحی شریب
خانہ جانی و مرور مرور مرور و مرور	مرحمت خان و مرور خان
محمد حسن	قاضی مرور و مرور خان
شیخ محمد و مرور مرور مرور مرور مرور خان	اسحاق یکس
بدعت و مرور مرور مرور مرور مرور خان	محمد حق
صیسی یکس و مرور خان	نیکم حق

نہایت سید علی رضاؑ کی کتاب **تذکرہ فضیلتی** سے مندرجہ ذیل اشعار کی مدد سے تیار کی گئی ہے۔

۱۔ **بیتِ علیؑ**، سخنِ چتر اعلاؑ (۱۱۳۶ھ)

۲۔ **تغییرِ خوشی**، بذرِ دامنِ دامنِ خوشؑ (راہِ سنا، لفظ ۱۱۳۷-۱۱۳۷ھ)

۳۔ **تغییرِ شہرت**، دُرِ گدازِ شہرتؑ (تالیف ۱۱۷۵ھ)

۴۔ **گلِ رضاؑ** (۱۱۸۱-۱۱۸۳ھ) اور **گلِ خرمینؑ** (۱۱۸۲ھ) کی مجموعی زائچہ شیعہ

۵۔ **نفسِ ہوا**، ہوا میں گولِ نفسؑ (۱۱۹۷ھ)

۶۔ **گلِ ہندؑ** (۱۳۰۰ھ) اور **گلِ ہندؑ** (۱۳۱۹ھ) کی مجموعی دامنِ ہندؑ

۷۔ **نفسِ ہوا**، نفسِ گدازِ شہرتؑ (۱۳۳۹-۱۳۳۵ھ)

۸۔ **گلِ شہرت**، دُرِ گدازِ شہرتؑ (۱۳۶۱ھ)

۵۔ **تغییرِ شہرت**، دُرِ گدازِ شہرتؑ (۱۳۶۱ھ)

۶۔ **بیتِ علیؑ**، سخنِ چتر اعلاؑ (۱۱۳۶ھ)

۷۔ **بیتِ علیؑ**، سخنِ چتر اعلاؑ (۱۱۳۶ھ)

۸۔ **بیتِ علیؑ**، سخنِ چتر اعلاؑ (۱۱۳۶ھ)

بیتِ علیؑ کا یہ شعر اساتذہ کرام سے لے کر اہم سید خاندانِ علیؑ کی زندگی میں جن کے حالات سے مندرجہ اشعار کے تذکرہ

میں خاندانِ علیؑ کی نام کی قوتِ قدسہ سے منسلک ہے۔ جس میں ہر شخص "نورانی" خطا اور دو ایک اہم ماحول پر مشتمل ہے کہ حضرت

نوشاہِ گلِ بخشؑ (۱۰۶۳-۱۰۶۹ھ) کی مدد سے جس حاضر ہو کر پیشِ آپؑ ہوئے تھے۔ یہ ماحول نورانی تذکرہ نویس کا یہ بیان

یکساں ہے کہ وہ مذہبِ طور سے ورنہ کمال میں رہتے تھے۔ دیکھئے **دعوتِ مسالمت**، خوشیؑ اور میرزا محمد ایک اور کی اس م

آداب ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۸۵-۸۶ تذکرہ نوشاہیؑ اور اہلِ شہادت نوشاہیؑ، ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۱۶-۱۷ تذکرہ خوشیؑ اور شہادت

میر شہادت نوشاہیؑ، ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۱۶-۱۷ تذکرہ خوشیؑ اور شہادت نوشاہیؑ، ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۱۶-۱۷ تذکرہ خوشیؑ اور شہادت

نوشاہیؑ، ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۱۶-۱۷ تذکرہ خوشیؑ اور شہادت نوشاہیؑ، ۱۲۰۱-۱۲۰۵ھ میں ۱۶-۱۷ تذکرہ خوشیؑ اور شہادت

تذکره تحفة الفصحاء

[32a] بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گم چه لو ذکر کعبیت ارباب سخن و نعل طبع که در ایران و توران کوی محبوری و سخن دبی بند
آورده و نهند - نسخه ها و بیاض ها پر امسه لیکن در این مقام به طریق [32b] احسان، برخی و چاپ بعضی
عزیزان صاحب سخن و قلم پلمر افه خایه لای می گردد

[تلا شغایی]

قبل از این، یک قرن سر حلقه شعرای ایران، تلا شغایی بود که دیوان غزل و مثنوی معنیه دارد پس بیت
از او است

مساده لوحی بین شغایی گمان دل آلود را
چو رسم السو سینه و جانی دگر گم کرده ام

مرزا نصیحی.

در نظم و نثر اسناد و قبت خود بود دیوان غزل دارد و مقالش [کنا مثنوی هایش] مشهور و روزگار
است. حیف شکسته درست می نوشت.

سه پای شانه ای بو سیم و ای دلفی بادی
نصیحی زایب معشوقم که بی موجب پریشانم

مرزا ملک مشرفی.

از جوان بلند طبع صاحب سخن بود

دو سان چون بروج های غنچه در یک خلوت ایم
تا جدا گردیده ایم از حسب پریشان می شویم

ندام گیلانی.

صاحب سخن است

سرخ و ماضی سینه از ماتم می در شور اند
کشه نای سرا عشق به غوغا پر داشت

مرزا جلال ولد مرزا مؤمن، حوکی مشهد.

صاحب طبع بلند است

دختر را گلگون سوار می‌رخون گل رنگ کرد

بسر رخ آهوی بیاسان را از شوخی رنگ کرد

میر جعفر همای.

از سعادان وادی سخن بومد چو کاشی.

صاحب دیوان است این بیت از او است

شاد سالید پریشانی دل را نه که صدام

خبر از حال دل های پریشان دارم

ابونواب کاشی فرقی.

صاحب طبع بود این بیت از او است.

عاشق و مامان چو شیر طرح بیستون

خنده بر ساز چینه فرهاد می آید مرا

چند شد اگر مژه بر هم نمی توانم زد

که لب به لب بر سیده است هیچ دربار!

نصیری [32a] همای.

در نظم و نثر صاحب تصنیف بود و رقعات و اقربان او گلشنه مجلس ها است این دو بیت از حمده

اشعری است.

فصلی فرا به خمیر بر سر او شمه ایم

این بیست بر کسار به ساغر او شمه ایم

ما همجو و سرگ واد و برادر او شمه ایم

دور از شو باقه شربت سرگ بهیر باد

علاؤچی.

از شعرای ایران بود این بیت از او است.

هر چند پیشی محرم و بیگانه سوختم

آبی بر آتش دل ما هیچ کسی نزد

میر عیسی جرقه‌کنی.

هر شبحه که بی ذکر بود، و تار آسم

عالم نبود، اعمی مشعل دار است

علمی که در او عمل نداشت، غار است

آن کسی که به علم بی عمل می نازد

ناظم‌هرانی

ناظم همه دردی، و کجا می‌آیی؟ از کوی کنگام دلبر با می‌آیی؟
ای گردار کوی کیستی؟ راست بگو بسیار به چشم آشنا می‌آیی

[صاحب‌فریزی]

و امروز سر دلقب شعرای ایران، صاحب‌سیری است که مکنی در غرضه هندوستان بهشت من به
و سبب حال گناهان به ایران شالفت قصاید غرا و غزل‌های دلگش و مدوی‌های شیرین در ده مجلسی در
کتاب نه اکت و لطافت و طبعش در غایت سیرابی و شادابی است و بحر طبع او همیشه در جوش است بی‌بیت
از او است.

بوی گل و بوی معطر می‌برسم راه است
گر می‌روی از خود، به این قافله‌ای هست

ملا شلی

از شعرای مشهور و مازاء النهر است، در مجلسی در محمد خان - و فی بلخ - بی‌بارمده در سفر
صحبت‌های معمله با ملا داشته. این دو بیت از او است

[330]

بده ز بخت لبم به گل جهان سبلی که مانند لا دو در آبی دلیری سبلی
سرا ز ریاضت خون غلیظ شود عار که آهاسی و لازم بده در اخلاقی

ملا نظمی به‌خانی

به غایت خوش‌گو و خوش صحبت است

نه مزگشت به خون و می‌بلا انگیز می‌باشد
ز چشمش هر چه سیر می‌دلف خون روی می‌باشد

در عهد و جوان منزلت، با شاه‌شاهان، قیله‌خدا آگاهان، حضرت جنت آسمانی اگر چه
از باب طبع و صاحب سخن طبقه بوده، اما جمعی از شعرای و امیری که صاحب دیوان غزل و
مشوای اند، اشعار آنها بر سبیل اختصار، به طریق یادگار در تحت نام هر یک رقم‌بند و خامه
مواضع نگار می‌گردد.

[غزلی مشهور]

از جمله شعر اغزالی مشهوری خطاب "ملک الشعرایی" دلقب و صاحب بی‌بیت است

شوری شد [و] از خواب علم دینه گشودیم دیلم که باقی است شب فتنه غنودیم

نظم کاهلی.

از نثرای مشهور و صاحب حال بود هفت بلند و اسفاده تمام داشت

نثر شیرین و آهوی.

شیری چه خوش است را غم سرگردن سرگردن و سرزند [و] برادر کردن

عریان نس و شرده هر گنج دل خواهد چون سوزن غرقه دوز سر بر گردن

نثر آینه حسین هکلی.

احساب و آینه لکب در مان برادر است دردی که به پای همیلمی دوستان دهه

نظم لیلی.

من به زلفی می روم کالجا قدم نامحرم است

و لا مقامی حرف می گویم که دم نامحرم است

و مثنوی نال دس از شیخ لیلی مشهور است

نظم عربی.

هر تو رحمة به دام و مرا ز ساده دلی تمام عمر به الهیة زهائی رفت

[34a]

نثر شیرین و آهوی.^۴

کمر در عظمت عمری است می بلند، چه شد قلم

بر همن می شدم گر این قلم ز نثار می بستم

نظم لیلی.

دیوان غزل دارد و مثنوی سوز و گداز نثر لیلی مشهور است.

دلی که سوی محبت از او نمی آید سوی چون گلی کاغذ که تو نمی آید

نظم شکلی.

سوی بی فکر او پایی است در خواب دلی بی ذکر از جویی است بی آب

نظم عربی و آهوی.^۵

ای سیر و ای صحرای بوی زچون دارد دلی الکی و معنی سرور سکون دارد

نور قلبی عیسی

صبح شود بیدار به سامان توان باز آورد / پس از دستار پریشان است که از سر بگذارد
حرای اصلهائی.

هندوز پس از دل عشق است حزین گریه کمتر کن
که وقت گریه‌های درویش دل بر دایه می آید

ملا محوی

محبوبی که ز راه عشق بیرون می گشت / سر گشته در از هزار مجنون می گشت
دور از رخ دوست دینم آن گم شده را / در سادیده ای که ساد در خون می گشت

ملا محمد صوفی

کدوبی آردی بدمد آواره داشت و سر همت به دلای تو فرود نمی آورد / بی بیوت و زبانی نامه تو
مشهور است.

نمی ماند این سادۀ اصلاً به آب / تو گویی که حل کرده اند آفتاب
کامی سزوی.

هسته‌ن خون تو ز هیله چنگم / گریه بستم که گریه را اثر است

طالب اصلهائی

ز طعمم در گریبان مقدس دست و می کنم افغان
کداین چاک از گریبان نایه دامن دور می آید

ملک آبی

مکت‌ها در ملک بیجاپور کوی سخن دانی و سخن وری بلند آوازه داشت.

رسم که عمار او با کشی، محمول بهان شد تو نظر
یک لحظه غافل گشتم و عهد ساله را هم دور شد

ملا ظهوری

مالها در ملک بیجاپور با ایالت مغرب عادل خان به عزت و اعتبار تمام [34b] گلو برده و در مطالب و
تواکب سخن مشهور روزگار است.

با کم سخنی اش می توان ساعت / پس نیست بلا که کم نگاه است

مظهری کشمیری.

قلندای آیدسه گردهم که دلمستان مرا / درون خالده به گلگشت بیوسان داره

اظهری سرهشته.

دو ساله ادم به خویش و در لعلیر عاجزم / چون گدنگ خواب دیله در ظریر عاجزم

خواه با اظهری و خواه به بیگانه نشین / من همین شرم ترا بر تو لگه‌بان کردم
 قریب صد سال با قلمای اولی عهد حضرت صاحبقرانی در قید حیات بود. برهمی عصمت گیش - [که]
 جوئی از باب سخن است - در سرهشته به بقعه او رسیده، صحبت و لگش داشت. پان صحبت های اعمیر و محدث
 خان خانان نمود و قلمای خود را به میان آورد

(برام خان:)

و از طبله ادای حضرت عرفی منزلت برام خان طبع و ما و فطرت بلند داشت.

(بسیار مسمی گشت گشته و زله / و سوا سی خویش عاری لیلارم

عینالرحیم خان خانان.

که کمیت حالی از از غایت ظهور محتاج به بیان است. صاحب سخن بود و طبع بلند داشت
 لعل و لب دالم و لسی جمال، این قلم دالم / که پای نا به سرم هر چه هست در بند است

مرزا و سیم صفوی.

دل خوبان شهر مسایل نیست / دل آهس و بسا مسگر دل نیست

لسمو که بیک عمر زلفی کردیم / صد دانشه نه ز سیم و زلفی کردیم
 در نامه اسماء یک سرخوی سفید / از بی که هیلد ز سیم [35] کردیم

مرزا جانی بهشتی.

مناح و صلی جانان بی گران است / گهر ای سودا به جان بودی چه بودی

میرزا غازی.

آن صید ضعیف و غم جگر که صید / از لاغری ادم قابل عجبم نشدند

میرزا صید صفر جهان.

از سادات رفیع الکوجات بود

به خون خوردن خوشم گر باده پیمایی نمی دالم

منم پسرورده ای دوق نس آسایبی نمی دالم

فرخ خان لاهی.

از ادب دور رسیدن می طلب تو کوی دوست
 و ز لایه پای شوق را مصالح در دیوار بسب
 به او بیل عهد حضورت جنت مکانی حکومت پنداشت داشت در آن هنگام به همو پسر ی بختی حاضر
 دشت چون این معنی به عرض اشراف القدس اعظم رسید آن هفتاد و پسر را به حضور طلب فرموده. فرخ خان د
 بیرون شهر به وداع او رفت و [این] بیت ملاحظه گفت.

و فی جان رانه چشم خود لایحه هیچ کس
 می به چشم خویش می بینم که جانی می رود

آصف خان جعفر.

صاحب علموی و دیوان عزل بود جکات طبع و صلاحیت کلام او مشهور باو بیل عهد حضورت جنت
 مکانی وزیر با استدلال بود.

نابا چو نویسی توان نشست
 دل پهلوی مسا چو اشتهاست

در برهان پور، روزی احمد بیگ خان مغربی طرح نموده بود، این بیت از آصف خان مت

این چه صحرا بود و این صیاد صید الفک که بود؟

هیچ نهیبری نشنیده ام که او تیری لاف داشت

ملاحظه کنی که این - که این مجلس نشان [35b] بود - این بیت ملاحظه گفت.

بند عیشی تو آمد آن که آزاد قضا است
 گشته صبح تو آمد آن که هفتبری داشت

در هنگامی که عبدالرحیم خان خانان سپه سالار و آصف خان حضور در دکن بود [این] قرن سده

و قیام می شد و سخنان و رنگی به میان می آمد علامه روزگار فضل خان - که در آغاز خان به برهان پور رفته
 بود - اکثر خصوصیات آن صحبت بر زبان

می آورد

مرزا صوفی کجیوه اند.

از فرقه واجیهی است و از صفایاتی ابواب سخن بر او معراج گشته

ملاطبت خود به کفر و ایمان نکیم^۴
 تسلیم بر همی و مسلحان نکیم^۵

یک درّه عشق را به عسالم لغیم

اگر چه در عهد پادشاه آسمان جاده خلیفه الرحمنی، جنت مکانی اعلیٰ معین و ارباب طبع
در اطراف و اکساف هفتادستان بسیار پوشیده اما جمعی که در محفل خلد آیین راه داشتند از آن
جمله

ملا علی احمد شهر کن.

سر صاحب خیال بود و نشاء درویشی و بی تعلقی در سر داشت دلیل کمال جان و آن که در
حضور شرف اعلیٰ بر سر لب دو مصراع غیر خسرو دهلوی- که مغان در سرود می خوانند-

هر قوم راست دانی، دینی و قبله گاهی می قبله راست کردم بر سمت کعب کلاهی

بر فرد و جان داد

میر عبداللّه مشکین قلم:

باز خود غیبی حیل بستنیک به شعر مناسب تمام داشت و وصلی نعلی می کرد به نشاء فقر و سفا

بر عوالمی و سرگرم بود

صد جلوه بسه هر ظهور داری حیران شده ام [358] کسه را بهیما

ملا محمد علی مست علی کشمیری:

باز خود فضایل و کمالات ذاتی کلاه درویشی بر سر آزادی داشت.

شعری به میان آمده با پر تو غور شد هان مجلسیان همت پروانه که دارد؟

طالبی آملی.

صاحب دیوان بود. قصیده و غزل و مفری و لکین دارد. این بیت از او است

ز غارین چمنست بر بهار منت هاست که گل به دست تو از شاخ ناره فر داند

حکیم عارف.

مرید آزاده و صاحب حال بود

کای می است و کای دلی اشکبار من چون لب تو بهار به صحرای گریسی

ملا صری.

از مجلسیان خاصی بود دیوان غزل داشت و اکثر بلندی می گفت. چون مرید غایب شد، در حضور

قدیمی به پا دو الفاخصه سر بر نیاورد

شبی که همت هجران [بود]، مؤذن شهر بسه بسا سفاک ایست بر آورد آواز

عزت‌اللهی

در سبک احیاناً منظم بود. دیوان غزل او مشهور است.

میر غزوه

با حکام قنده به سر برده و به مظفر خان معزوری جمال الکس و میر حسینی ربط تمام داشت
هرگز به جلال چهره نپوشیده و نه ایم
آنسو حسنه ایم شیشه کینه ز شمع
باهر که نشسته ایم خود سوخته ایم
شیخ عزت‌اللهی چون پوری.

مرید [36b] صاحب حال بود. "عزیری" تخلص داشت.

چشم به نو افکند و مردم همه حنک شد
هر چیر که در کان لبک داشت لبک شد
می گویند چون ایستاده گوش شاه عباس - والی ولایت ایران - رسیده بی اختیار رها آمد و رده
طلب نمود، اما شیخ از گوشه دو گل بر داشت.
عزت‌اللهی.

برادر شیخ عزت‌اللهی چون پوری است

ای که از مشک رقم بر زرق گل رده [ای]
افشای سحر جگر لاله خون دل رده [ای]

امیر لاهوری

حالی از نشأه درویشی بود و دیوان غزل داشت. در عین شباب از جهان رفت

بنی لاهوری

طبع و ساد داشت. در آغاز جوانی و دایع سرای قالی نمود

[امیر لاهوری مرغان خان.]

و در طبعه امرا، اگر چه در اوایل جلوس و الا آصف خان جعفر هدایه سحر را نکرده داشت بامیر لاهوری
صاحب طبع و صاحب سخن بود و دیوان غزل داشت.

حسینه ام سرق در گلسو دارد
گرسنه ام بحر در میو دارد
دل غریبه و ز سلفه سنگی
پیشم الکسه کبابی رفو دارد

احمد خان بیگ کلبی

از مخی چاشنی داشت

دلها که ذمی لب لاله از انار وی
دالسا لهند هیچ مفار انار وی

دلیا طلیان یثیمار الفرویی چون موخه کاغذی شر از الفرویی

مرزا احمد.

مالها است ثقیبات دکهن بود طبع نظمی داشت [37a]

در راه صحبت چو لیسادیسم قلم را الوده شادی لکیم دامن غم را

ملا سنی دهلوی

از خدمتکاران حضور بود، اکثر اوقات، به امیر عبدالکریم بی رباعی نوشت

ای خواجه که رخ چو بدو آرمه ای فرداست که همچو ماه نو کاشه ای

امروز بخود داده که فردا چون گردد از دامن روزگار بر عاصه ای

میر عبدالکریم اگر چه شعر نمی گفت اما به سخن مناسب تمام داشت بلفهه بی رباعی گفت

غمیری ده معصیت به سر پیچودم درهر گنهی رهبر شیطان بودم

بیماری فسق لاسم از نی بر بود حسرت نوسه نکرد هیچ دارو سودم

سنی پاله سر دارد ای صحبت گز [کنا] شماره گیر که امروز روژ طوفان است

مکتوب خان.

از بنده های قلم فحمت بود و سخنان رنگین داشت

لوان رخ بساغ پسر گل می توان کرد و زان لب شیشه پُرمل می توان کرد

رشید آقرویی.

از مجلسای شیخ ابو الفضل بود چون طاقیت لسان و طاقیت بیان داشت، در محفل حد آیس ریاضت

به مهبت خان معرفت تمام داشت و سخنان بیباکانه و خوش طبعانه به مهبت خان می گفت

حواسم علمی که پیش از بی داشت وجود و زله علمی که پیش از بی خواهد بود

زمن سنی شیخ را در او راه نبود می نگرم حد هر از گفت است خود

اگر چه در عهد حضرت عرش [37b] آشیانی و حضرت جنت فصحا و بلحا پسار

بودند اما در زمان سعادت نشان اعلی حضرت خاگانی، حلیقه الزحماتی، صاحبقران ثانی هنگامه

صحن و سخن دانی رونق و رواج دیگر دارد.

معدنی کلمه^۴

او شعرای مشهور بارگاه سلطنتی و آزادی و بی تعلقی طبعیه لایق و اسب و دیو را می‌ساخت و قصیده و غزل دارد و به نام ناصی اشرف اعظمی معروف و نگین گشته و داد تو اکبیر محی داده تو ایدم سرک مطی روز و جهان افروز و غنای و وزن سارک شمس و لغوی و دیگر مجلس ها و جشن ها تعاهد و مدحی و لغوه و رباعی گشته دامن شهیدا را لایزال می‌سازد.

[ملا محمد جان قلمی ج]

رسیده از باب صاحب ملا محمد جان قلمی از ولایت ایران آمده مورد عذابت حضرت شاهنشاهی گشته مدح تمام یافت و سال هائی در عرصه دلگشای هفتوسان به کاهرازی گذرانده در گشت و روانست و لطافت سحر از شعرای مشهور روزگار بود قصاید غزلی و غزل های رنگین و مثنوی های مینا دارد و بادشاه اعظم الفصل جان نسبت آشنایی قلم داشت در مدح حجاز و ابله یکدیگر بوده و در ولس که ر به آن به دای السلطنه لاهور آمده در کاز و اسرازی نزول نموده این برهمنی فارسی دان - که خود این صحبت پس عذبت است - [38] به مکان رسیده آن طوطی گلستان فصاحت را با بابل هزار دستان گنجش بلاغت هم قلمی مینویسند و بافت این بیت را او است

عجبتی پس باغ به خار و یک رنگ دلی گشت کسان گل غنچه شود لب دلی می بگشاید

میر الهی مصلی.

سال هائی در عهده دل نشین کامل به فراغ بال گذرانیده الحال در عشرت کده کشمیر به طور خود می گهر سد و طیفه معززی از سر کاز پادشاهی دارد در قصیده و غزل و مثنوی اساده است و لطافت و در بعضی ها و بر زبان ها است.

دل خود به روزگار جوانی کیاب بود صوی سفید شد لعلی^۵ بر کیاب ها

باقیا

مرد آزاده قلمش مشرب بود سالها در عرصه هفتوسان - خصوص در عهده عثمان به سر شب بدر می به آزادی و بی تعلقی گذرانیده به ولایت ایران رفت.

ملا محب علی و محمد فاروق که همراهِ جان ملاز خان لیلچی به ایران رفته بودند پس می که مد که در روح حبالب صابا و باقی در خاتمه اعتماد الکوله مهمان بودند یاد خوبی های هفتوسان می نمودند. اکثر شاعران را لغوه پدران در ترانه های پسته اند این بیت او شهرت دارد

مرو و برگ خود چو بلیل همه و لقب روی گل کن
همه حاصل جهان را به نشاط عمر بی تل کن
و هم در آن ذکر این برهمی فارسی دان به وسیله [38b] شعر و خط شکسته که علائق معده جان و
مهر ب انحصار سلطانی نگر ب خان او هنلوستان به ولایت ایران به دست جان لار جان بهیچی از سده
بودند- به میان آمد و این دو بیت شعر در آن دایر مشهور است.
بسیار به داغ‌های نمکسود زمین بودن جسم انکس و بی دود زمین

چشم را بر هم رویه انجم شد آغاز عمر طی شد این ره آن چنان کاوازی پای بر حدست
فغان؟

برادر باقیا طبع زمینی داشت و همیشه زمزمه سخن با او بود.

حکیم و کاه.

از عهده حضرت جنت مکانی تا از ایل عهده اندر قریب سعادت این در عرصه دل نشی همدستان به
و سعادت تمام گلو ایل و قالی الحال به ولایت ایران رفته امتیاز دیگر یافت طبع غور و غروب بسد دشت به
بیت او مشهور است

گر ایلک یک صبحم با من گران باشد سرش

شام بیرون می‌روم چون افسان از کسوروش

حکیم نسخ لطیف را از غروب می نوشت و اکثر خوبها را کسب نموده.

چهره‌ری.

به خطاب از ایران به هنلوستان آمده در محفل علد آیین لطف اعلی واه یافته و هم در محفل شاه به
لباس باز داشته مالم ای عظام نسبت او به درجه مصاحبت رسیده [39a] بود مرد خوش گوی و خوش صحبت
و گرم اصحابی است و سخنان و لکین بر زبان دارد.

علا شیدا.

مرد میدان سخن و مبارز عرصه مخوری بود قریب یک لک بهیت از نظم و نثر داشت و به آردی و
سی تعلقی می گلو ایل از صاحب اهل روزگار به غایت الغایب منتظر و محتجب بود اکثر اوقات در لجه و حبه ها
به سر می برد

و به سفر برهان پور در عهده وزارت افضل خان طغوز با لقی همخاله بود

در اوایل حال نشو و نما در صحنه عبدالرحیم خان خاندان راه یافته و ثانی الحال به بازگشای و آواز سیده در
ملکیت شعرای این دولت ابدی بود معظم گردید
و قعر و قعره را به غی بر خرقه ای پیوندا
مردم آراسته را پیوند در احب پس سب
ملا میر لاجوردی.

سایه‌ها را امرای و آلا نشان علی سید جان و جعفر خان بود و به مساعدت احمر به شرف ملازمت لازم
مساعدت القیس اعلی مسعود گردیده و از حوادث روزگار در غی جوانی از برای لای به عالم^{۳۸} جاریه بی
شدت

در هنگام نزع آن مسافر بقاء فی خوشه چینی حرمی از باب سخن به رقابت محمد صبح منشی بر سر
وایت آن غنایب گشتی فصاحت رسیده بود به دهر و ایما حرف زد بعد از لحظه ای از او خویش رفت
دیوان فصاحت و غزل و مثنوی های [ای] متعلقه دارد قصیده ای عرا در مدح بندگان اعلی حضرت [390]
عالمی گفته بود از آن جمله ای بیت به عبارت پسند طبع مشکل پسند افاد
چشم دل چون باز شد معشوق را در خویش دید
عین دریا گشت چون بسیار شد چشم حساب
الحال ملا فیض را برای او یاد گاری او است.
میر یحیی کاشانی.

شعر فرا دادی است. فصاحت عرا و غزل های [ای] دلگشا و مثنوی های روح افزا دارد امروز - بعد مدتی
کلیه و محمد جان قدسی - مصنف بادشاه نامه او است. وای بیت او مشهور است
اسمعی بسیار خواست بسیار در نشان زینتی
مهر خون ها خورده تا در اسمعوان جا کرده است

ملیقای طهری.

سال ها در ملکیت بهنگاله با عمده الملک اسلام خان گلزار قلیله به غایت آزموده و کم اختلاط بود
در جهت آرزو آراسته مردان را بی است
فرگشتی نیری که در پهلور شش برور است

شلا گندی.

سال ها در خلج بهنگاله با حکام آنجا گلزار آید و با قصه خان واعظم خان صحبت داشته در این اتم به
و مسند عثمانی بهنگ
لانی به خدمت رسیده کتاب مطلب گشته به طبع آله آباد مرعاج نمود پس سب و
مشهور است

مه جمال نرایی حجاب تو آن دید که بی حمایت دسب آفتاب تو آن دید

و ملای غزوی.

مرد بی ملای آزاد بود و به طور خود می گذر آید

نظر به رلغ و [40a] خط و خیال نیست عاشق را

تو و قفسی که سر رفته در کجا پیدا است

ملا سرایی.

مرد آزاده صوفی ملری بی بود.

آزاده نسا نسا اند از آیدنی بر آید لایمست گز باشد از پهری بر آید

ملا سروری.

شاعر پخته گو و غزل ها [41] رنگین داشت.

ملا امین.

دار هزار ولایت آمده از غربت عالی او آن که می گویند هیچ ندانده، به محض لبش الهی صاحب سخن

شده بی زبانی و وزن مبارک گفته به انعام هند و عنایت خلعت سرافرازی یافت

ای آن که پست واصل ایرانی دو ایران چه، که پادشاه دورانی دو

سوان ز گران گهر وزن دو کرد با آن که سبک و روح نر از بجایی دو

[ملا ذهبی:]

و از شعر ای کشمیر، بعد از ملا منظور به اوبت سخن به ملا ذهبی رسیده

ذهبی و سنگ طبلان ناگفته به نیست [42] شکیم¹¹ و عرش نباید بدن گوید مر

ملا صحرچ.

از شاگردان ملا ذهبی بود. طبع آرمیده داشت.

[ملا فروغی:]

الحال ملا فروغی در به عرصه آمده منظور نظر کیبا اثر گلشنه و مرور سر دفتر شعر ی کشمیر، و

سب

دمی که حس دو با جلوه هم عان¹² اگر دد لگه و عکس رُحش شاعر نر ن گم دد

در ساز گوشه ابرو عملی را متعکس که نیر کج رود از گوشه کمان گم دد

ملا می.

او لایب لودان لب مرد خوش صبح جهان دیده لب نصیب دلگی دارد این لب و لب
چه آید و هستی که در خاک و خون است چو قوت سود پسند حسد از غرور را
[406] ملا می.

به طریق خوش باشان می گفواند با شاهسوار خان ولد میرزا در سیم رنظ نعمتی ده بی لب و
ست
آسمان بعد از پریشانی دهد ممان کار
می رسد آزل گهر بر قطره نا گهر شود
صالحا.

سایا با باقر جان و الله وردی خان گفواند الحال به طور خود می گفواند
در طالع زلیخا پریشانی هست در شاه من این والهد را دیده ام امروز
محمد علی و او ست.
از مردم صاحب طبع و صاحب سخن بود مکت ها در جلیج کابل و نه به آزادی گمر به
و مرید شعر بر زبان داشت
حکیم جمالا.

مکنی کروای ناوه بود، طبع مورولی داشت.
هموز لاله نه میبده است لذت داغ
کده داغ سدگی او گل جیم بود
خواجہ افضل الله.

در حلقه دلگشای کابل به وسعت مشرب و آزادی تمام به سر می برد و به کمال بی تعللی می گمر
گمر لبه رنگ حما می رسد به کف شکم درون دیده همانا که لبش پای هست

گردست مذهب که جیبی و جای خویش (کلام) بر سر پیگیر صفت و نفس و پای خویش
در همگامی که زیارت نصرت آیات در کابل نزول اجلال داشت ای نیازمند و غوری لب خود
کابل آزادی بر دگانی نشسته بافت و لحظه [ای] صحبت روی داد.^{۱۳}
ملک مکتور کابل.

او از باب کابل است طبع مورولی دارد
عشق شیری کار را [415] دارد که نصب قنوش

کو هکی را بسید برهیا از دگ خسارا کند

می بُرد کثیبت آن چشم مست از جا مرا
بسی بُدنگ ظم فم ماد آخر کند رسوا مرا
ملا گنجی حسالی.

"الهامی" دیکس می کند این بیت از او است
به کوی عشق الهامی بنای صبر محکم کن
که لیس کاشانه را دایم بلا بسپار می نه
ملا محمد امین چون پوری.

طبع سلیم و ذهن مستطبی دارد.

دی به جبر ت رفت و امروزم به غفلت می رود
وای من چون دی [و؟] امروز آرزو فردای من

[فرصت:]

فرصت نام جزائی یزائی، تازه به خر صه آمده این بیت از او است
صبح شد صبح که ناکام به بها به شد
می نه پند به فکر گریه به بها به شد [و؟]
شیخ عین الحکیم ساکن کالی.

سالها با امیری نامدار مثل ناصر خان و غیره خان و غیره آن به عنوان مصاحبت گنج به ای بیت و
بیت

می و بسیل دو آسیریم هم آهنگ ولی
او است سر شاخ گل و ما به کب صبا دیم
جوهری یزائی.

در اوایل عهد محسرات اشرف اعظمی از ولایت ایران آمده در هفتوسان اعیان تمام وقت به خدمت
خو بی و لا نشان آصف خان و علی مردان خان میر الامرای و ظفر خان وسط تمام داشت و به منصبی جوهر
لایمت منظور نظر کیمیا اثر اشرف القدی اعظمی گردید الحال به خدمت امیر تُرچ شاه و حلال 414، شاه و لا
ظفر به خدمت القال رسیده در محفل عالی راه یال و درایی ایام و عصب گرفته از راه د کیم به ولایت یز ن شدت
مرد چنان دیده خوشی صاحب اسب طبع و مانی و لیم دوستی دارد و اکثر اوقات در مده محس بر رن و سب
در جامی که از ایران به هفتوسان آمده در دار السلطه لاهور و در سرای صادق خان رفته، مشاُر به در
در باقه بود این شعر از او است

فلک به خاک کند و خرد نواخت مرا
به قلمر دانش خود هر یکی شایب مرا

محمد ولد حاجی بابا.

از جوان صاحب طبع است و جگرش لایمی دارد / این بیت از او است
نشدی بعضی لعلی باده پرست تو کسی نکرد / تعبیر خواب از گنجی نیست تو کسی نکرد

[خان زمان ولد مهتاب خان]

از جمله امیرای نامدار - که در این زمان میمنت نشان گرمی هنگامه سخن بودند - 'زُلْ خدای بود
مهتاب خان بود که دیوان غزل دارد و اشعار او بر زبان ها است.
بر دُرّ جاسم صابو میسند لایم صا / لایم صا به دُرّ بمالند ز جام صا
لایم خان.

سکنت ها در صوبه بدگلده بود - به طایفه درویشان - خصوصی به خدمت خاقان و معارف آگاهان میر -
اعطای لایم داشت. این بیت از [خان] اشعار او است
بعد از این در ^{۱۴} عووض اشک تل آید بیرون
آب چون کم شود از چشمه یگل آید بیرون

عمور خان [42a] معموری.

جگرش طبع و جودش دهنی داشت از جمله قصاید او این بیت مطلع مشهور است
سحر به باغ بُرد سلیم به مهمانی / که ناز ناله بهار ز معش او احوالی
میر جمعه.

سال ها میر سلطان این دولت آید پیوند بود / دیوان غزل دارد.
لایم گسی [ای] سه طالع هم هست / در پستای خمسی چسرا ایستیم
محمد خان میر باخشی.

طبع شکسته و حیک شکسته رنگینی داشت و همواره به از باب لغه و نشاط می گفت و در نظم و نثر
صاحب سخن بود جهانگیر نامه - مشتمل بر خصوصیات احوال حضور حجت مکانی نصیب و دست
رو زده در اقام چهار، به سیر باغی رفته بود غزلی طرح کرد / این بیت از آن جمله است
گلشست عمر و لایم هم یک گل روی / به پشت خم نشستم ^{۱۵} بر لب جوی

یک لحظه گریه گر نکم کور می شوم / گویا چراغ چشم من از آب و شش است

میران سینه جلال گنجی.

که سبلا و اجابت و حسب و کسبش از غلب ظهور محتاج به بیان نیست از مصاحبه بر دم حمد آید
بود این رباعی از ایشان است.

این نوبه که هست لطیف گنجینه ها و این نوبه که هست بهار دهرینه ها
از بسی که در او است بازه دوزی بسیار این نوبه نمونه ای است از مبدعه ها
حکیم مسیح آفرمان.

از حکمای مشهور روزگار است و همیشه زمره سخن بر زبان داشت
عمری قطره آبی جگر ت بشکافند ای صدف نشسته بهر و موی پستان دیگر

صراحتی به گزین قدح برده سر [42b] بدو را پویشده گفشی مگر
لذاتم چه گفشی، چه انگشتی که گفشی و از ذبله خون ریختی
مرزا مراد ولد مرزا مسم صوفی

صاحب سخن بود و لهجیت تمام دارد.

در خیانت مرا طرب بقای است شکری آسم به زهر لب بیانی است

باقر خان.

از امرای عمیده ای در گاه و الا بود حمیت دیانت و همت فطرت و حالیت او مشهور عاصم دست ای
بیت ای درو الله ها بسنه الله.

گنویسا در هدیه رجب ای طبعی بسنه الله هر دل شوریده کمال اجازات، دیگر برنگشت
بی بلل خان.

دار و خرد روزگار خانه در نظم و نثر طبع فرسی داشت و لهجیت جمیده قلمیت او بود

دارم افسر عمیده دل از خیانت گفشی همچو گل پویشده ام از خون دل بهر افسی
دست ماهر گز دیگر ذبله اسب دلی گنجی گز و چاک دل شود آسوده گردد دلی
حکیم عفاطقی ولد حکیم بهیم.

در کب لعلی نموده خلاصه او قات را [به] سخن به سر می برد و معتقد ملوی های [از] رنگی در د طبعش
در غلب لطافت و تراکم است

در سخن بهمان شلم مبدی در برگه ^{۱۶} گل جیل دیلن هر که دارد در سخن بیعت مرا

طبرخان ولد خواجه الحسن

صاحب سخن است و سخنان بلند دارد. در آغاز حال آلا جلایا و امیدا و صابا و انگر رب ب سخن در

صاحب [تر] بوده اند

بد هم و می که رسم و صبی دوسان گویم [43a] برای بار فروشی دکان می بام

سارا چو سر وقت به خجک شکسته است بسیار لب پزار لغزش درستی نشسته است

زین عالمین و لاله آصف خان جعفر.

از ایران صاحب سخن بود از آقا پند روزگار به مرگب عجاizat در گلشت

داغ های کهنه ام را نثاره کرد

آنچه صد ساله کهنه چشمت به یک خمیازه کرد

میرزاخان

در نیل عبادت حمید خان خاتان است به شگفتی طبع و آرمه دگی گلزار اند می بیت و مشهور است

نو از لنگین من از حیرت نه ایمانی نه نظیری

بلان مآند که هم بزم است تصویری به تصویری

عزت خان و لاله طبرخان

صاحب دیوان است و به صحبت شعرا و فصحا میل تمام دارد.

من به آینه روز و بدروز گفتم عیب پوشی به از نمد پوشی است

محمد جعفر و لاله الله وردی خان:

از او باب خدمت حضور است طبع رنگینی و فهم رسایی دارد می بیت از او است

دلی کندی تو بر آینه حساب ایران کرد دلی کندی تو بود جز کباب ایران کرد

ملا حیدر خصال

مسال ها با مهابت خان گلزار ایلده و مکنی در سلک پندهای پادشاهی انظام دلتاب و زر و طلا دان

فضل خان و اسلام خان پانی عزت اومی دانشمند صاحب دیوان است قصاید و غزل و مفری دارد

آبی که آبرو است چو آب سو میر عوشتار دهنده ریز ولی آبرو میر

حسن بیگ و فتح

عدلی و شاعر در نظم و نثر صاحب سخن است [43b]

دو میان فاصله [ای] نیست سرهای مرا / و نفس و آستان ما به نفس^{۱۸} می ماند

عزیز خان قاضی

سال ها نعلات کابل بودند. دو هنگام نسخبر قلمه از اول کسی که به قلمه در آمد، و بود به دوش
بگ- بر او خرد / محبت تمام داشت در وقتی که دوش بگ از عروزی جوانی از عروسی در عید، بی
رحمت از کابل به وطن رفت خان قزوین به مفضای نسبت اخوت و عطفیت دخی عربی نوشته فرستاد. این
بیت از آن جمله است.

بیا که خواب به چشمم دگر نمی آید / چسبیده مردم به چاره راه خواندیدی

دوست بگ به مجرد اسماع ایست خود را می اختیار به کابل و سابلد و عمر دوست و چون
عروشد محمد کبیر به نفر ای بی ماجر ای شوق افزا و پیش قبر نقل کرد، این ناله مدرا شوقی ندید به هم رسیده
و غریبی در شوق غزل مذکور بنمید گفت، همان لحظه نوشته به کابل فرستاد این بیت از آن جمله است

دگر به کشتی ما صبح بر نمی آید / تو نفس و به جهان راه آفتاب ردی

دوست بگ:

مرد آزاد، خوش صحبت، صاحب همت بود. و محبت ملرب داشت. در عی جوانی مدالی روزگار بداد
ماگور و در سفر و پیغام اندک گانی او و محبت و او دارالملک کابل به ملک جاودانی شد. در حسرت نوع
رسمه سخی چند به زبان بی زبانی ادا نموده در گفتش این دو مصرع را در حالت پر [445] ضعف گفته بود

و نسیم عزیزان به عزیزان بر ماند / عشقی و بهاری و سلامی و بهاسی

این بیت را از آله هر دو ان و قلمه سازان بر زبان درآورد.

به یک نگاه دل و دخی ما به بهما می برد / دوباره دهن او تا چه خواهد از می برد^{۱۹}

عزیز خان بگ و لغز عزی خان.

جوان صاحب طبع، به مفضای عهد شباب با اهل نشاط و غلبی خاطر به هم رسانده بود. این بیت از و
است.

دل گریه بران و عی زلف تو می بود اش / چشم صید لنگب آخر به سر دای کشیده

بالی و لغز عزی خان.

از جوانان صاحب سخی بود و اهلیت تمام داشت

در ای صحرای سخی دالم که لیر انور کمان دارد

که می بالد^{۱۹} به عود از شوق هر صیدی که جان دارد

شده مان نگهیر.

به سخن مناسب تمام دالت و ترک معصوب نموده در گوشه وطن به بی تعلقی می گذرد. این سب و مشهور است

شاه شکسته گل لعلد لبیک و لب یار هر جا شکسته خورد، گل آفتاب د

میر یحیی ولد میر محمود کابل.

ملکی در و سده شان همراهِ لعل محمد خان - والی آید - بود. تالی الحال به درگاه آسود خدایم دیگر پادشاه و به جمعیت دیوالی کابل میبرد گشت و به تفریبی در قریه پادشاهی اتحاد هدایت قاصد نمی کرد اگر چه از اهل دیار بود اما صحبت او خالی از [از] مزه مدحی^{۴۰} بود.

به چپ نه فلک جز مشیت خاکسار می بود

مگر یحیی را سوز دل بر آورده است یا فویدی

[440] میر هاشم.

بهشتی اهلان کابل است از جوانان صاحب طبع است و عطف شکسته او خالی از درسی نیست

نو گهر شایسم بر ما گریه کردن لازم است نو نهالی را که بشکند آتش می دهنده

ملا محسن قلی.

از کشمیر است و کیفیت حال او قالی او پیشا است ملکی در سرکار والا فطرت بدد آس منفک بود

بحال ترک تعلقی روزگار نموده در گوشه وطن به آزادی تمام می گذراند

در موج جسم حادثه یک باحقایب است گویا دعای دست نگیرد، خدایست

از سلاطین بیگ و نه فرقه بیگ یار.

"اسپاهی" تعلقی دارد. حوایب ایران را به شایستگی به نقل می رسالید.

کسی چه داند گریه جوانان پیشرو بیرون رود می نشاند یک کمان بر خاک چمن نیر د

محمد آروزی.

حویثی همت خان، از جوانان صاحب طبع است در نظم و نثر لطیفی در دست دارد مغوی رنگینی در

مربوب دار الخلاف حضرت شاه جهان آباد در حضور اعلیٰ مورد تحسین شد. این سب از شعر و سب

باطل اهل صفا گنجی است گر خالی است دست

گر کعبه دریا نهی باشد دل دریا پُر است

محب علی ولد عزیز الله خان.

مرد مسند قلاب است در نظم و اثر غالب و فصاحت به کار می برد

[نور الله ولد نصر الله]

انگم چه سلسله امارت پناه محمد خان به قلاب است و سخن فهمی مشهور است اما نور الله و پدر به
 به محمد خان به سخن دانی [45a] و سخن گویی اندک دیگر دارد این شعر از او است

جهانگیر علی ولد الله وودی خان.

طبع درستی دارد. اکثر فصاحت می گوید

عمر عماد بر فتح میر عزت گشت

صاحب مدحی و عرل است و به تعلیم مشهور است میر بزرگ سالها در حو به پنداب صاحب مدح
 خانه بود میر عماد با وجود شغل عمل، فرصت را از دست نداد و به ازبک سخن و ادب آموخت و متعده سر بُرد

فرمون حسین اولی.

از خوشان بهات خان مرحوم، ملکی در خطه دل گشای کلانور حکومت نموده و در عیش و کام می
 ۵۵۵ بجای به مفضای نسبت فرست با لهر است خان - که در این ایام به خطاب "بهات خان" می فریاده -

مربوط است. مبل سخن دارد و غوغ صاحب سخن است

عبدالستار ولد شهاب خان کبک.

در ملک و وزیران اقدس النظام یافت. این بیت را او است.

شکسته بالی چو گل نامه سر نهاد همه کسی بهش خمچه که پهلوی حیدر بگردد.

طهاسب علی.

از مدح‌های و شادایی در گاه و الا بود طبع نظمی داشت و سخنش عالی را اثر بود

علیل الله ولد قلیچ خان.

جوان آزادگی تعلی است و همیشه در زمره آزادان و بی ابدان می گذارد

مرزا ملکی.

ملکی دیوان کشمیر بود و با علامه روزگار الفضل خان و اماب خان نسب تمام داشت

ملکی عالم کباب گویایی بُست خطوط صید صید صید آرای بُست

بسیار چه عینک اسیر دیقه نو بهیسی دو پرده بیانی است [45b]

محمد حسن آشوب.

در سبک بندۀ های روشناس اعظام دارد

میره از مؤکدان می سر مثقی نادانی گرفت

نرسد گسی از چشم سرم تعلیم بیخونی گرفت

سظم به شاهد معنی و پرده دو خند ام حجاب عینک چشم است مرد به ۲۲

حوالهم از سلسله ولایتان داری چند که به هم تاب دهم رفته رفته داری چند

از باب جهان افش بر آب الله همه پی عطر سر از سر حباب الله همه

لب لثله در پی سر آب الله همه بر آتشی آرزو کیاب الله همه

اگر چه امرای و امیرزاده های این دولت عظمی سخن لهم و صاحب طبع الله صلی آنها مختصر در این
مساله گنجش غلغله اش جمع می که در سخن معنی و وفایت تراکت مشهور الله.
[ابو سعید:]

مشهور و تربی آنها اجادت مرآت ابو سعید است که در صحبت اعتماد الکوله مر حوم تربیت یافته و بر باب
سخن و اهل طبع او را دوا این وادی به اسنادی قبول دارند. این شعر از او است.

از صبح وجود تا شبانگاه خلدم روزی به شب و شبی به روز آوردم
مر حمت خان ولد صادق خان.

مر جع از باب سخن بود و در سخن لهی طبع درسی داشت.

رحمت خان.

هم سخن لهم است و هم سخن گو و گنجی غزلی طرح می کند.

قاضی زاده محمد قاسم.

مال ها در صحت آصف خان گلوئیده و به نظر سخن می رسد [45a] و مشخص حسب عدم دارد

شیخ محیی القین و شیخ معین القین آصف خانی.

مر دران حقیقی اند و از غایب الف و محب گویا یک روح در دو قالب ما آصف حن سبه دلار

نسب اینها به درجهٔ مصاحبت رسیده بود. حرف به ادبی می‌زدند و طبع دلفریبی دارند
اصحاق بیگ.

سال‌ها در صوبهٔ کابل به خلعت پادشاهی قیام داشته. طبع رنگینی و شگفته دارد
و آب دیده نشسته خشک روی می‌بازد. کینه گفته [بود] که بیارت به امر و باشم
به تهرمی گر قیام معاملهٔ دنیا شسته بود، به وسیلهٔ شاه و الا فطرت بلند اقبال نجات یافت
در حبسیت گریهٔ عاشق ثمرها می‌دهد. لشکر ما گر رفت با گل، با گلاب آمد برو
حکمت بیگ کشمیری مخاطب [به] کشمیر خان.

طبع سرورنی و لایم درسی دارد. از قیام خمسه فرجام پادشاه ادگی تا عهد سعادت آبی، عارفی، در
سفر و حضر ملازم و کاپ ظفر الکساب بود.
محمد علی.

از بنده‌های قیام پادشاه ادگی است. در اجمیر غزلی طرح نموده بود. این بیت از او است
وین هوا، وین سوز که وین گل تو به خواهد شکست
نوبه گسر زنجیر بافشد این هوا خواهد شکست
حسین بیگ فرکان.

نور از همین زمین غزلی گفته بود.

ایم جهان مست است ما را چون سوز دارد به دوش
ما کجاست بر خاک ریزد، ما کجاست خواهد شکست

حکیم افروز.

در حکمت شاهزاده پریوز بود. طبع سلیمی داشت.

بها ل بیگ [46b] و هی.

والله اویسی بدگش. از سخن بهره دارد و زمزمه سخن بر زبان او است

ایندای زمانه را چه رشت و چه نکر
ای صاحب دل! چه دوستی، چه وفا
نخسینی لبم و هم همه می به می
ما هیچ نماند، تو هم هیچ مگر می

[چندو بیان بر همین لاکواری]

و از نفسی خلعت حضور اشرف، اعظمی مر نوبه شاه و الا فطرت بلند اقبال، این برهمنی مدعی روان
در می دان شده و در مرقهٔ باب طبع و لعل نشاط نظام یافته. دیوان غزل و مقوی دارد و حد شکسته می

ضعیف حالی از دوستی نیست وایی دو سه بیب و رباعی بر زبان ها اسب به مستحیط خامی چمن بهمن بر همی
نظر به شاهد معنی به چشم دل دارم حجاب به عینیک چشم است مرد بهار را^{۲۳}

چشم شا بر همی زدی الحاح شد آغاز عمر طلی شدایی دهان چنان کاواچ پایی بر محاسن^{۲۴}

[حاشیه:]

نصفه الفصحی تصانیف کهنه بری بدوگان چمن بهمن بر همی در دایره الحاحات اکثر آمده در ۹۸۰ به ندم

رسید.

[ترجمه:]

ثانی الحال به تاریخ بیست [و] هشتم شهر رمضان المبارک [۱۰۸۰ مطابق ۱۳ جنوری خاندگیری] در
نصفه تک بداری، روز چهار شده، به وقت سه بهر روز، نقل گرفت اگر سهوی و عطشی در رقم کدک بن
واقع شده باشد، به قلم غفر افاضت نمایند

هر که عموالده دعا طمع دارم زان که من بساده گمشه گارم

اختلافات

۱. در اصل بهمنار
۲. در اصل بهمنی شاهپوری
۳. در اصل بهمنی عالی گیلانی
- ۴ و ۵. در اصل نکم
۶. در اصل بیاض
۷. در اصل فقر
۸. در اصل حکیم
۹. در اصل نمک
۱۰. در اصل عام
۱۱. در اصل لکیم
۱۲. در اصل عیان

۱۳. دراصل روی مسدود
۱۴. دراصل از
۱۵. دراصل + و
۱۶. دراصل رنگه این بیت در عوالم به نام رب الفضا معنی فرود آوردن رنگه رب عالمگیر بهموری شهر دارد و در آن به جای کلمه پنهان "معنی" استعمال شده است
۱۷. دراصل نفس
۱۸. یادآور این بیت امیر خسرو دهلوی است.
 بایک آمدن بودی دل و دین و جان خسرو
 چه شود اگر بلوچان دوسه بار خوانی آمد؟
۱۹. دراصل نالد
۲۰. در اصل معنی
۲۱. دراصل شعر لفظ
۲۲. مؤلف همی بیت را با کنی تغییر در نمونه شعر خود نیز آورده است. در گد ترجمه بر همی
۲۳. مؤلف همی بیت را با الکنی تغییر در نمونه شعر محمد حمیس آشوب نیز آورده است
۲۴. مؤلف همی بیت خود بیت را در ترجمه با آلیا نیز آورده است.

Abstract

The article introduces *Tazkira-e-Tuhfatul Fussaaha*, a work of Chandarban Lahori (1614-1662) who was a writer and official of the court of Shahjahan. It is a biographical dictionary of the Persian poets who came from abroad and got settled in South Asia during the reign of Akbar, Jahangir and Shahjahan. This is probably the first biographical dictionary written by a Hindu Writer, who knew some of the poets personally, as mentioned in his book. A few copies of its manuscript are available. The article has been written based on the one possessed by National Archives of Pakistan.

نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے لئے یہ سب کچھ ایک نیا جہان ہے۔

تألیف شامین مشوقی تخریج‌الچناب

[۸۱] مدح پشچاب و ستایش بزرگان پشچاب

دهی پشچاب کو خوبی سرشت است / تو گویی روضه حرم بهشت است
هوایش خوشی کی افسردگان را / دم عینسی چو رنده فردگان را
اسمیع او افسرد در مشک بپسری / در عینسی مفتخر از مرد حیری
چه مشکل باشد او در کوه پیوند / که لاله چون زمین بر سنگ روید
هوایش گسر به گلشن می‌رود نیز / صبا را گوید از گلشن کبر حیزا
در ماساهاش خوشی آبی روان است / زمین از مسره زهر پریان است
عباحت در سوادش عام باشد / که هر یک اهل آن گلفام باشد
دوای غم‌مزد مسوز و لسی او / غلای روح گندم گولسی او
[۸۲] مقرر هست کاکر شهر پشچاب / به دفع حدت عینسی بر لب آب
پل و مسجد و سرا و شهر بسیار / نه تنها قصرها چون ملک کلار
در خوبی غلای روی گشاده است / تو گویی خوبی آن را خانه‌راد است
پس است از پوسلطان هر قصر در وی / بسا شهر است در شک مصر در وی
چو برج ساههر بام از پری روی / چو قوطاس منقش دشت آهوی
مساجد از حد الفزون بهر طاعت / زمینی روپوش در دشت از دراعت
چینی کمر دندالسا پان رویت / که بر رخ هست در هند و ولایت
نه در گرسی هوا بی اعتدالی / نه در سری ریخ افسرده جالی
لطافت بیسی از کشمیر دارد / که ایچما ابر، آنجا برف باره
پی پنچمایان از بی نظیری / بر دشتنام گفتم "کاشمیری"
زیخ چون پل مسراط الهار کشمیر / نه قدری سایه اشجار کشمیر
[۸۳] اگر چه هست در وی باغ وستان / ساراد و قمر کسان باشد فر اوان
به بی و قمری فر اوان است راهی / چو عینسی چهره رنگی سیاهی
اگر چه مسرو او باشد دل آویسی / در موروی نشاط و عشرت افزایی
به سری سایه ابل اقبالای است / فساد بر زمینی ازتهای است

به نجیب از بیم سردی غلغل کردن
 بر ای مجرمی چون قلل کردن
 در تعریف ملتان و بزرگان ملتان
 خدا حاصل کند ای آرزویم
 چندی شهری که آباد از قلیم است
 در خلل [کدام] و آفت آرد از قلیم است
 عذاب از بهر همدومانی آمد
 که گویندش عرب "مطانی" آمد
 مکرّم بهر آن شهر معظم
 بهاء السمن، دیگر و کن عالم
 ولایت داه آن شهر دل آویز
 له شهر مطلق از پی شمس دربر
 [۸۴] به هر گویی ولی الله در وی
 به هر سویی فنا فی الله در وی
 که بر هر دو مقامی می توان کرد
 به هر گامی سلامی می توان کرد
 گر است خاله زاد آن زمین است
 که حاضر ضامن خلد بری است
 ر خاکش پناهن میان اثرها
 چو بهر شاخه های پر ثمرها
 جهان را سر جعی هر پیر زاده
 به سجده ز زمین سر نهاده
 به خردی قابل از بهر زیارت
 نقیض طالب حق را نجات
 [۸۵] در تعریف لاهور که پمناپناه او شهر ی بیست
 ز رفعت قصرهای شهر لاهور
 فگفته بر فراز آن فلک شور
 قصور و بر د بر گردون سیاهی
 مصلحت در میان یک نزه داهی
 لنگه از زمین شان در گزیده است
 چو عاجز فکر از چرخ بلند است
 به سفسه قصرهایش پُر ز مردم
 بیرون اند آن به عالم لا دو عالم
 به هر بانی گل اندامی نشسته
 که بر خلق از نماشا راه بسته
 ز یاد جملو آن سر و قامت است
 لا آنجا بیشتر دلس قیامت است
 سر و زت باشد آنجا آرمیدن
 چو امساده بگور اذان خمیدن
 [۸۶] به و سر بام خلق امساده
 به به چون مهملان رو نهاده
 نیشابیش دیگر سو ایستد
 اگر باشد به گلشن گل نبستد
 نصیبد سوی او پهل او گر ایستد
 که در امطار بادش مرگ آید
 غلّ قدر بر از پایبه شان
 چو دودی خاله ها همایه شان

فلک دار دلنگہ اعراض آن را
چو همسایہ حق همسایگان را
سروح شان بر روز الحکم توان دید
لہ یک دین کہ چون گل ہم توان چید
فرح الفرا حویلی ہر حوالی
مر صبح بسا جو لعل جنت آہن
نہی از پیل و لشکر کم در او
بلا گردان غور از بھر سراو
مہیا ہر کس و ہر چیز در وی
پہر از کنگر کہ کاخ شہریار است
قصور پادشاهی نیز در وی
بد خواب نعت عصمت کو کار است
[۹۰] برویش چون پد بیضا معلق
درون یکدمت پر نقش و مطن
در و ہر جا مہمد طرفہ ارض است
ہمو از مہف و سون گرمی و عرش است
ز ابوی کہ در وی صبح و شام است
نو گوی ہر حویلی عاص و عام است
بی ناظر کہ سوی او نگاہ است
گمان باشد کہ قصر پادشاہ است
نماش را نگہ نازد کہ بیند
چو صور از عرمن او دائہ چید
ر چشم بد کہ اقرب جہان است
چو گردون رفت آن را ہامان است
مر صبح ہر طرف آواغکافی
ز آب بسم و زر گلسرور و زروی
سز او تو نیست پادشاهی
سود دست گردن سوی او کس
نگہ را از ہمالت ہمار در وی
کرا الفوت کہ از در وی نشند
برویش ہمدم از رفعت بد کروان
[۹۱] بدعین و لعلہ کو چہ علم هست
نکہ را الید ہر سوی کہ بیند
چنگویم و صف بازار جو لعل
فراوان قزو بد پستی ہر گھر سچ
بد کب عویش قانع ہر ہر مند
کہانی گھر سخی شکر شادند
دما مسجد نشینی بخت بیشار
درویشی و دولت را سراو

تعریف مقام‌های بزرگان لاهور

همه‌لور است، نامش هم "لهاور"
 که چون جنت همیشه باد معطر
 ولسی الکه در هر گوی او هست
 لعل‌الی الکه در هر سوی او هست
 منور با گرامی مرقدان است
 لعل‌ابر هر یکی چند گنج‌دان است
 [۹۶] در تعریف مختص می‌گوید

دل شهر او فرح بخشی خاص است
 لعل‌الش قوی ساز حواس است
 به رنگارنگه قزو ده بصر را
 به مال آمل دل خوش کن بصر را
 چه دهنه گو لعل‌الش نهاده
 عسل‌گوها که اعماش آفریده
 به دستان چابجا آکرده نشسته
 ز لنگاره در بر عسل‌بسته
 به روی خجل کرده‌پری را
 خرمیده چون غلامان منبری را
 خرمیلن موزان پسته‌هسانان
 چو در جنت شراب از دست خوردان
 به سر به لبه چشم هر نگاری
 چو گره آلوده چنگی سواری
 که لعلش بلند تنگ درازوست
 [۹۷] که‌لاری که‌پرش پیر ابروست
 به خون عاشقان آلوده‌مزدگان
 چو پیکان حننگان روز میدان
 به صراغی شکر لب در دکالها
 همه غنچه دهان‌ها، تو میان‌ها
 مقابل خلق شان آماده گشای
 چو ز قلب دل سوزاخ سوزاخ
 رابو هی همه کسی دوش با دوش
 چو معان هوایان هم در آغوش
 ز نرسدن غم ز پسا لعل‌انسان را
 ز صله بهیم چالها سازگان را
 نه بر حفظ مراقب هوشتی کسی
 سلامت بایش چه پیش و چه پس
 لب‌بند گم شده کسی باز در وی
 کند گسر چه هزار آواز در وی
 بسا بسا از برای بسا غم‌ساک
 پی گم گشده بازی چون هو ساک
 بسا بسا از پی گم گشده فرزند
 پی بوسه چو به‌غوب آرزو مند
 در غوغا مشکل آنجا سمع آواز
 شلی معلوم لعل‌ه از دهی بسا
 [۹۸] و بسا بی‌ورسان، از جیش‌دار
 سمیز می‌شلی از چوب، لعل‌ار
 مناعی نیست در وی کان باشد
 و لعل‌ابی مگر یک جان باشد

به هر جای نماندنی که خواهی
 حصول هر نماندنی که خواهی
 به هر جایی که دل‌آلود خواهی
 پس هر غیب مردم سخت خواهی
 بهر از چاه‌نویسی شال‌شان کم
 که گه در پیش و گه در عقب مردم

تغریب مسجد و زیر حان

خوش آن مسجد که در دلکش می‌است
 به راه دهلی و کابل می‌است
 مسافرها در آن روز و شام است
 کسی ندارد مفید جز امام است
 و آمدورفت آن مردم شور آنجا است
 نه یک لاهور، صد لاهور آنجا است
 چه دیده‌ام هر که آن مسجد دیده
 سو گویی در بیابانی دیده
 و خلق آه و صبح و شام در وی
 به لعل شام و روز آه و وی
 [۹۹] هجوم ظهرش از پی کافران حشر
 حیح و دیگر برابر چون دو هم عصر
 هوای او همه عیسر بر دست است
 سو گویی منزل راه بهشت است
 گشتی گشتی عالم از او
 و گل کاری شکفته بوستانی
 لگه زر در آن لعل زر او
 به تصویر گلشن بلبل دیده است
 و گستر دیده است از مردم رید است
 مسافر او کز و حاجت روا هست
 پس معموریش دست دعا هست

تغریب نقاشان لاهور

کسم تصویر نقاشان لاهور
 ز شهرین کاری‌شان در جهان شور
 توان شفا برای نفس‌شان شد
 ز پنهان بهر آن‌ها صف‌شان شد
 و گل تصویر گل بهر تصویرند
 ز بیم بلبلیش مگان بلبلند
 لگه خرم خوش از تصویر خوانی
 چو از خوان‌پُرس ز نعمت مهمانی
 [۱۰۰] به تصویر گل از بلبل دیده
 کسی سوز عطش از آبند
 لگه آفتاب چو بر تصویر آهو
 هو می‌آید بر آهو بانی او
 همه کسی دور دور او پل تصویر
 و بیم حمله اش در فکر و دجیر
 به سوی صورت گل هر که بید
 بر دمی به آن قصه که چید
 میان صورت باری باری
 به تصویر از آن کر دامیاری

بسی حفظ از مگس با ناره افشان	کفایت کرد تصویر مگس زان
به تصویر شکر مگس از بهیاد کلام	پرسیده از شکریه بر وی نشیدند
[۱۰۲] تعریف مسجده چند بیوت که	
حیی حفظ الله حان رفیع الشان است	
و بیرس پیش سواد چند بیوت در حق امن و امان	
و دلگشایی و مولد بواب مرخوده است	
[۱۰۳] دلم عزم ز یاد چند بیوت است	لطافت حالیه زان چند بیوت است
نمایی آن سواد شهر معصوم	بیاض آسای چو طفلان در کف حور
له شهر بلکه هر خبر کان است	که مولد بهر سعد الله خان است
به یک سویش ز ساخت است البوه	به یک سو بهر گاهش دمی گوه
و بهری مظهر بهر جلال است	بطی معلوم این فلان جمال است
و بی دارالش مسادات بهکاری	پسند آستان چسار بهاری
نکن از بهر دای مال داده	صریح آسای به عقب شه پاده
و بهیاد آن دیگرم هم برقرار	سه عز و شان و شوکت جواد ممتاز
برون بالشکر و حشمت نمایی	ولسی در شهر حاکم را سلامی
هرو حاکم که ساند لایب خان	مطعمش خلق نا الهی متان
و بهیادش همه منقاد هستند	به زهر حکم او دلشاد هستند
[۱۰۴] هم گردن کشان او به گردن	عسراج آورده پیش از پناه گردن
زیبایی از بهر هر رهرو دلیل است	برای هر چه گم کرده کفیل است
له لب مائع به کسی از راه دلی	مستک در له از بهر نهیسی
به پند رهرو از اسی بهیوشی	جدا افتاده و همیان چو پناوشی
کرا قنوت که بهر بالیشی آید	دروغی منبر از سنگ نان زیاده
له رهرو را د پاسی اکنون گزیده است	له از جا جشمش همچون پدید است
و گر له پیش ازین حالت دگر بود	مسافر را مسفر از روز مسفر بود
له همیان را کمی همیان خود گفت	که دشمن او برای جهان عود گفت

و نیکنانان به قلب و بخش چپ و راست
 به و خم ناز و بهانه هر فرد
 به هر مو و نشانه اسخوالی
 [۱۰۵] هر از دلان به هر جا کله خندان
 گراسی مسجدش در دامن گوه
 طرب انگیز، روح افراد، دل فرور
 شود گردد چرخ غالی چو روش
 و دس و سرخ گنجش در حصاری
 (لفشش چشم را چهره تمام است
 لمسایش برای مؤمن اکرام
 چو بیت الله با سنگی جفا است
 بنای او و حفظ الله جان است
 بهاء خلق، شئی چو بارباری
 لبه و حلق و معول و معصوم
 [۱۰۶] هوس باین تجریش بر گنجش
 به حویلی چون علف ممتاز باشد
 پسر و لا گهر هر چند باشد
 ظفر آشفته ای طو بی لید او
 و عیش لا دهر حسن اصحابی
 لافزد هست و بهشت نظیری
 در تعریف ثواب، لهر به حجاب مرحوم سعد الله جان
 حبل الله الجنة متناه

کسم تعریف سعد الله جان را
 کلید سلطان در آیمش
 اگر مبالغه ای بودش و زبیری
 و لاف او شرف پسجایان را
 مه و خورشید را و سر و میش
 شای سعد الکی او روش جمیری

پس نفروسی چون اسناد می‌بود
جهان را مصفا از فساد می‌بود
[۱۰۷] مخلص چون به‌قربان‌شده شد
لجمل از پی آن باز گشته شد
کلید از بهر کنار پادشاهان
سر ای اعتبار پادشاهان
به همت دستگیر افادگان را
و قرب او حسد شهرادگان را
و ز عیش دشمن الکند بهر را
غبار لشکرش سرعه طغر را
به دلجویی بسی مرعیه از وی
سر ای سلطنت پسر ایله از وی
در انبای چو کلک‌کش باز کردی
چه جای سحر، بل اعتبار کردی
خط او عسر الزا لا معاسی
سپه طلسمات آب زلذگانی
بدان لمطی سخن در پرده گنجی
که شاه از لطف آن چون گل شکنی
چنان نامه به هر باغی نوشتی
که از معاصاتش دل باغ شکنی

در تعریف مر حوتم بواب وزیر خان اصف زمان

جعلی الله الحجه متوا

گمون شمع‌دخ کان خان و وزیر است
خروج و از ادبش ناگزیر است
[۱۰۸] نشان که به لنگو غولعی او
جهان در غلغلی شده دید آرام
چنان در غلغلی که دید آرام
که بهر دهن کلید خروج و آرام
در الوه ای وزیران شهر یازی
به خلوت همچنان یازی به یازی
عالم در صنعت طب بیخون هم
امام لشکر و لشکر شکن هم
عمارعتی که وقف المرح جهان است
مکافاتش بهادت جوادان است
سراو شهر آن مسامیل بخور
به لا هور لند هم بیرون لاهور
وزیر آباد شهرش بر چناب است
هوا و آب او عطر و گلاب است
سه کیفیت پسماده داری
به کیفیت سواوی موسسه داری
چهاروی صرفه بردار، صفت و عود
سر تپ سقف‌ها از وی زانوود
ویک جسی دیوار اقام در وی
و شهاد و چنار اقام در وی
دیواری را که او غیر سرشت است
نوعی گویی که نیت در بهشت است
[۱۰۹] سرد او را المروان فخر کردن
که حقیقت هر بنای را نه گردن

میرایش جمالش در پست لباد
 سنگیناد خدایش از میل بی سر
 قدم ثابت مبارکش در ولایت
 وزیر آید در لاهور و مغان
 بر دگان گزها کرد لید رفند
 کنون صرف ملک ای زمانه
 کسبیل جهان و مال هر مسافر
 چو از یاجو جهان شد سکندر
 برای حفظ از دست دعا هست
 دگر هم شهره در هند و خراسان
 پل و مسجد بنا کرد رفند
 به هیوه خانه و بنا قبه حبه
 در معرفت سعد الدین زمانه ده دین - مولوی عبدالحمید

قدس الله سره

جهان از عالمان باغ انعم است
 سبب بهر ولایت پادشاهان
 بی اسلاف نصیحتش معنی
 [۱۱۰] به هر جلقه کردی نهاده
 ز نصیحتش عرب هلوستان است
 به حرفش کمز چشم بدگردد است
 ضمیرش نعل بند گلشن علم
 چو دینی در سخن ظلمت زلفی
 به نصیحتش خلاف راهگان کم
 ضمیر او گشاده لاف و لاف
 چو مستی از علما دید شاهی
 چو در یک کفه حق از کفه عدل
 جهان از مولوی عبدالحمید است
 سزای انصاف پادشاهان
 سبیل بهر مصنف ها دست الحق
 برای دستگیری دانه کلمه
 جهان کاین گهر دان گنبدان است
 که نقطه دفع ضررش را بند است
 کلید سلطنت بهر محزون علم
 هزار فروغی منحل ز تحفیل
 انکس به نعره کس لا نسک
 ز کسل او معکرات لاف و لاف
 برای نعره خود مسجد شاهی
 به دیگر کفه از خالص انصاف

[۱۱۱] تعریف پیل های میان دولی

دهی دولا که پیل ها را بنا کرد
 و همت پیل به هر جلی که بست است
 از آنجا هر که گلود غم و شد
 باید بر پیل از بهرش ندا گفت
 چه روزها صرف در راه خدا کرد
 و نردن غوطه خوردن حق زست است
 اگر شاه است یکبارش کلید
 به دهر و لیر گشمن زیر پا نگ

کندون بروی مسافر خشک پوید
لنگر ده پاشی تر، گم خود نشوید
کسی از بهر وضو یا شستوبی
لباسد آب را بی جنت و جوی
له او غرقش قیامت وخت کسی را
له او گردن ملاحت سخت کسی را
[۱۱۷] به از غوطه کسی اکون دستان
بسر هفته سر پی دستان لالان
له کسی داند از پی مو نابان مو
که بر آب است یا در گو چه و گو
و گرنه پیش ازین آنجا خطر بود
مسافر را مسافر از وی مسافر بود
مسند یساری پی یساری نمی کرد
گل آلودی به لعلی و رخس و سر را
برای عواجبه از عجلت غلامی
کسی ز سر بر ده هستوی نمی برد
که نشناسد هسر هر گر پلو را
در تعریف پرو گان طوبی لهم و حسن مآب
لمسی دینی و می کردی سلامی

که لب چناب به یاد حنا عشقون پوید
ولی الله اسماعیل می بود
همیشه گسار او نهیل می بود
به لعلی معز او فاد گلنه
که هر شاگرد او فاد گلنه
قدیمی در وهش خود را فاد کرد
که عالی مسجد از بهر ش با کرد
به مسجد در می آن را و بگفت
پس از یک چند در لاهور دفته
[۱۱۸] به لعلی شهره بان حاجی گفتی
به دنیا بود پلست او، به دین روی
سر پلست بیسی در کوهساران
به یادش با امر چون شاهساران
حسام الکبیر کمال در هزارا
به عرق غلاب و کشف آنکدر
جمالی چندونی هم بیان است
کمال او نه محتاج بیان است

تعریف سر گان چناب

وطن گاه از پی علما چناب است
معتمد از فقر چناب است
به هر سوی ولی الله بروی
به هر چناب زیارت گاه بروی
در مردان عیسی پسر گلوهها
له یک محضری درو بل صد حضرتها
به صاحبی کامل در سوادش
که لمحله نیست بیرون حق زادش
به کالایاء علماء به دوزیل
به یک موسی له مشهور است چون لیل

بسا کامل فیض فی الله درویش
 و بیرون چون حنا سر از درون ریش
 [۱۱۹] چنانی شیخ سعد الله می بود
 که حب و بهش او لایه می بود
 پی دیس مبدنه چاکش همچو گندم
 شله لعلش از مژوری آدم
 سر پدانش نعشب کوش افغان
 شله از معنی سر شد کامل انسان
 به هر جای که بدعت می شلند
 سر همه پی پی دلش دویند
 پی هر عزتی نفس احساب است
 نباید صلح کل شد کو غراب است
 برای مجرمی تا زیر گردن
 به است از حمله ای بر شیر گردن
 اگر شهرش نرد لجس و پلند است
 و گر آنجا شود کشته شهید است
 [۱۲۳] در بهر یاف گنگهر آن که پشت بر پشت و پهل بر پهل
 مفر به پت شاه بیع زن و صفت شک است
 حصو ص از آن جمله اصالت جان رستم زمان ستمه الله تعالی
 گسود باید به طبع حرم و شاد
 به مدح گنگهر آن دای محس داد
 به ملک شان ز همت مردمی عام
 له نهها مردمی، هم مردمی عام
 پی دشمن کشی هر یک دلیر است
 به محس میر، در پیکار شیر است
 به خون و لگین سلاح آن امیران
 چو از عهد الفکسی چنگال شیران
 در بیم جان نهی التیله شان
 جو المردی و همت پیشه شان
 [۱۲۶] ز یکله گنگر نوالا نر جوان ها
 به خون خشم سرورده مندان ها
 کنهله قسمان و سعت بازو
 خود لا سنگ نیر شان نر او
 عسلو همت شان روز القرون
 و همعهران اصالت خان ممتاز
 به سر دیش اعفاد پادشاهان
 به روز جنگ با ادنی اشاره
 به سر دیش اعفاد پادشاهان
 مقابل روز جنگ سعت کوشان
 ز بهشت بر سر آمد مبلان را
 ر بهشت بر سر آمد مبلان را
 به خاک و خون طهان هر موی میل
 که در گیتی لمانه بوی میل

بود لبش کلید فتح در مشت مہمہ سالار جنگی پشت بر پشت
 بہ لہوئی در جوئی خوی کرد چو چو گمان خم لگشمہ گوی بر دہ
 اہم کہ ہزار لہوہ ہستائی ہے

[۱۲۸] ہزار سناریش سواد پنجاب

در جموں کوہ نامان چناب است دگر جالیس خطابش بہ حساب است
 درینجا میل دل ہا بر سخاوت ز شیرین لکشمہ لب ہا پر حلاوت
 لہ از محتاج پنهان خشن آنجا لہ در بیان است و لی در بسن آنجا
 لہ شوہر را مرگہ حال از جود لہ زن را پادشہ و عظمیٰ مال از جود
 خوند از دین محتاج خرمند چو دیگر مردمان از مال و فرزند
 عفا بین را بہ گوش آواز فرویش بسان مرہم وصل است بر ریش
 بہ سابل روز لکڑدن ہی محال است عطاشہ کسیر رازہ سوال است
 رواج اسب مسافہ از حد الفزون سوار و اسب چون لبی و مجموع
 بہ لہر آن کسی کہ تن بر زن نہادہ بہ وقت شام خبر ملک دادہ
 [۱۲۷] بہ گردن منی بر آہواش کہ از سم دادہ در صحرای امانش
 ز گیلرویی ست ہر خانہ گلستان ز زلف پُرسکین بل میلستان
 ہمہ رشک خیابان کوچہ و گوی ز حسن و لطف پر لا آب چون جوی

در تعریف بعضی مساکین پنجاب

در حق اعتدال ہوا و تلمستنی و چالاکئی اہل آن

ہمہ پنجاب را گردیدہ ام من بسا القطار اورا دیدہ ام من
 سواد او پُر از لطف و جمال است مہمہ جس از صباحت خال خال است
 ز حسن و عقل عالی هیچ جانب است کسی محروم از لطف خدا نیست
 کسی را دامن از جودش نیی نیست بہ جز از باغ کرم او نیی نیست
 لہ شہری را سرد مغرور بودن لہ سری را ز غم دلجو بودن
 عوش آن ملکی کہ غرض از "ہا" باشد ہویش متعلیل بسیار باشد
 چو آہو چسب و چابک ہر غریبی لہ دارویی، دوی، لی طبیی

[۱۴۸] طبیب از بهر طب بردن تلک پشیمان بار می‌گردد از آن تلک
هویش مایهٔ بخشش دلو منی کعبه‌ل از بهر چالاک‌ی و چسبی
رسادی کسی نگرود لنگ در وی مگر کافیهٔ لغضا را سنگ بر وی
نداند کسی که در لجزوی چه باشد فساد کسری و کزوی چه باشد
ز عجلت گر کسی بیمار باشد عضا بگر فیش دشلو باشد
ز لغوت خلق را مرضش نمائش بسان کنگری آهوی صحرای
برای آن که آنجا پس نکند کم دستان هلاکت از وی فصل هم
چندان دل را خوش آواز مگ آید که صلاح به مصلوح مسابد
دلیل زان گونهٔ اغزیلهٔ طرب را که هوین دلقی آرد محسب را
ز آنی زخمها کنز کارزار است چو لاله‌هر لکویی داغدار است
شرف با اهل آن دو جنگ مردن به خاک و خون طبلان، جان مبردن

[۱۴۹] مقالهٔ چهارم در بیان حقیقت پنجاب

که به سب دوری پادشاه و ظلم ظالمان

چه حال دارد و میر بعضی حقایق دیگر هم مملوح است

مسکلی گشت اطوار ز صالیه به روش نیست باران ز صالیه
مرّوح هست و شوت از حدّ افزون مرتبی نیست چون رشوت کس اکنون
و رشوت قصصها و شک بهار اند ز رشوت خالیه‌ها زریں نگار اند
مسلمان چون سودان سود خوانند که بجز کلمهٔ دیگر ابراهی ندارند
کشید لا یرع دامن پارسایان فراموشی صبر را کرده گدایان
امیران با چپیس قفر و امیری کشیدهٔ آنپس از دمنگبیری
امیران را غم لو پادشاه نیست چه جای پادشاه در من غما نیست
به زلفان آن قفر مردم که شگیر نسبی عوامد کسی ز آوازی زنجیر
ز نسیا بی درسی دور خیانت شلهٔ هوشیهٔ عفا دیانت
[۱۵۰] نه تنها خلق را لایا داد خود لب که هم نقصان به مال پادشاه آمد
و بمباری منجیل [۱] و ظلم و بیعدالت

نه کسی قانع به جاگیر این زمانه
که شد مدبیر پی غارت بهانه
به شه نصیبی دهد آن هم به صد ناز
که یکسر صید بود طعمه باز
سوی شه خلقشان از ظلم پویند
به رشوت آن که واقع می نویسد
اگر خلق است غیب خدای نویسد
نه نهها پادشاه را نوکر اند
امین از مهرم گردد به لشکر
امین گر زو همه ملکی فراو است
دزدی فوجشان احوال پسرند
[۱۳۱] قضا را کافر او باشد گرفتار
به کلمه خواندن آزاد و سرفراز
رعیت لبیک گر محبوس باشد
برای زاجرش هرگز سزا نیست
گنبد بگ را کسی لبیک بختی گود
که از هنگام غصب مطلع کم
کریمان مشیر از می کریمی
چه نفع از عیان متعلبان است
چو قاضی در خلاف شرع پویند
لنجن الحق معلوم بی گناه است
چندای هر چند هست از شامت داشت
[۱۳۲] برادر او برادر سود گیرد
نه نهها در دل شوهر و لها نیست
کسی گر شمشیر آب میرد
سراهِ منعم از کوری نشد
کر اگویم که این لبیک است نه آن بد

که شد مدبیر پی غارت بهانه
که یکسر صید بود طعمه باز
که از احوال خود پستی که گوید؟
به امدا آنچه نافع می نویسد
و گر پسر است آیدش نویسد
که هم برادر امین را مسکند
نویسدش "الان جا شد مظفر"
افسوسه را از شه امینوار است
به منع شاه از قلش پسرند
که گردد خلق زو نوید بسیار
به خانه غم و خوش می رود باز
رازادی عمو مایوس باشد
و گر کشته شود هم خون بها نیست
حلیل بود اگر دهقان پسرند
باید غمزه بودن پس قدرهم
چو تصویر چمن از بی نسبی
مگر پی مظلمه بردن نشان است
لنجن شومند زخ خود چون لیلند
که با نصیر دیگر رومپاه است
که این طوفان به فرق قامت داشت
مجامل؟ چون معطل رود گیرد
که در چشم زن او هم حیا نیست
به لب لبر کردلش کوزه نگردد
چنان گلود که سوز او نیده
جهان یکسر بر او دام است و از نقد

چو ظلم افروختست باید غلب بسیار
به هر فرعون موسایی صاف در کار
و منصب بهر هملو مع شاه است
که هر جیح کردش در دین نگاه است
در اینجا اگر چه رسوا در حضورند
در عزت بهر چشم خلق نوزند
چندان بر مسند عالی نشینند
که از کسر و منی میوم لیحد
پی پی و قریه بهینار مردم
گهی در خنده و گه در لبم
بر غم آن کنایی در حضورند
ز قرب شه که بهینار است دورند
[۱۳۳] ز ما هینگام تسلیم و سلامی
به خلق لا طبع لایک شان گزند است
مؤذن را به آذان و القامت
نفاصل کرده گیرند انتقامی
جلی بر ذاکران دشوار باشد
به مؤذن غم ز آواز بلند است
چین کالبران پیر چنین علامت
که نشود هملوای بهینار باشد
به بزم شان سخن لا دین که والد
برای سمع آذان و القامت
بسا آسمان ز حق شافل لسمه
مگر چون عصر حله کلمه حراند
همای او ج عزت بهر سر شان
چو نقش شیخ لب از ذکر سته
به عزو شان دهر تار و گیر ی
برای مؤمنان هر جیح در شان
که میگزشت؟ بگویند گز میزد
هر پی بهر بهر دهن و وری
مسلمان بر در هملوای بدخوی
که گیرد دست او گز خون برزد
[۱۳۴] مسلمان را ز هیت زان و بیان
به عقیقش گه دوان در کوچه و کوی
ز بسیاری شان در کوچه و بام
سه صالح آب و لی آذان شهبان
کسی کز بزم شان عاری ندارد
گهی آذان شود معلوم اسلام
بلا سازل شود بی طالعمان را
استانم گز چه ز آزاری ندارد
به بهیاری چنان الفرد عالمی
که می دانند مرشد هملوان را
که شه دور است و ما پیش که نالم؟
خدا در شاه و ماله دوری ما
به ویرانی بطل معمودی ما
چندان از چشم دهر القاده ام می
که بصر به چون هو داند داده ام می
طویل دوری شاهم بقی شد
که دین ما خراجی چون زمین شد

سبحارش بہر شئی ظلم دیدہ	مستطاب آب چون باغ گزیدہ
در ظلم ظالمان خلقت تراست	کہ ہر مگر را بعضی شئی شکوہ
چو مردم را سنگود اند ما را	در بعضی گھر فرسایند ما را
دیز ملک است اکنون شاہ در کار	کہ مشعل فقر باید در آب دوار

Abstract

Mathnawi Tuhfatul Punjab is written by Hakim Mita Chenabi who lived in Gias Key, distt Gujranwala. This Persian mathnawi was written in 1689 in the reign of Alamgir. The fourth chapter of the book includes verses in the praise of renowned scholars, political and religious personalities, buildings and cities of Punjab. This article presents a selection of the verses related to Punjab and introduces multiple features of Punjabi culture and civilization in the seventeenth century.

مثنوی لفظ الہی جواب میں دو جواب ہے مثنوی مستجاب التذکر

عارف و مریدان

نور العباب: ذخیرہ مثنوی پیر گنج راہ سلیمان قاری مستجاب

عارف غلامی

مشوری (اعضاء) اعلیٰ درجہ کے مستحق مستند شخص

نور العجب، انجمن ترقی پاکستان، لاہور

مثنوی (خط) الیچولی میں درج ہے کہ مثنوی مستطاب التدار

عالمی ادارہ فلاحی

نور الہدایہ: ذخیرہ معتقین، بحوالہ کتب خانہ اسلامیہ پاکستان، قادیان

[illegible]

احمد یار خان یکتا خوشابی کی دو تصانیف:
شش فصل اور گلہ سبز حسن

[illegible]

”ہم دوسری سال حجاب عالمی شان، احمد یار خان، یکتا تحلیس بی اللہ بار خان عالمگیری اور محمد عمر نسیم، سہیل و سوم حمادی الاولیٰ، عالم عصی، شہزادہ، میر غلام علی آزاد تاریخ فوت مگھے اللہ اما یک عہد رفتہ بی شہزادہ ابد تعظیہ بی آورو اللہ

خان والا رحمه الله احمديار خان
 ذات ابو اکبر علی علیہ السلام
 نو کمال و فضل یگای زمان
 و ده های طبع او قز یهم
 کرد او معمور و گهسی ممبر
 مسلم او ماعبد دلها را دو هم
 چون که "یگنا" زلفت، شد تازیخ
 های احمدیار خان بر خیم

خان مسطور یکای عصر و بی نظیر شعر بود. در شعر طوری عجیب دلاور، صاحب روح است این

۱۱۳۷ھ/۱۷۲۵ء تا ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ء کے درمیان ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۵ء سے ۱۱۳۷ھ/۱۷۲۶ء تک

”بلقان کہ بطور فرس چھار فصل مغرور اسبہ اما در پنجاب و هند شش فصل معنی صعب ہر موسم لگا ششم و نام این نسخہ شش فصل گنا ششم۔“

رباعی

ایں نامہ کہ شش چمن گل و پامیں است
ہر لفظ و خطش طرۂ مشکیں شکیں است
شش فصل ازان شدہ خطبش کہ و عش
آہستہ طراو صورت شش چمن است

نارنج

از طبع بحر الفان بسم طلسم دلگین
زین لعل و نظم سرزد شش گلشن دل آرا
بودم بہ فکر نارنج ناگہ ز عظم غیب
ہاتف بگفت با دل ”شش فصل روح افزا“

دل (۳۳) کے ساتھ ”شش فصل روح افزا“ (۱۱۰۳) کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

ایضاً

گفت ایمن نظم و لعل مشک رقم
سر مسدۂ دیسۂ اولو الاسعار
ساق نازنج آن بگفت سر د
”گلشن معنی ہمیشہ بہار“

۱۱۳۸

مصنف کی عمر اس وقت کچھ سا مال سے دو بیویاں تھیں۔ (مذکورہ بالا)

مصنف نے دنیا چھ دن بپا کی تقریب کی ہے اور اس کی مدح میں ایک مولوی لکھنوی نے یہ بات کہی ہے۔

”یہ اور دو رنگ زیب کی بھل گسری کی تقریب کی ہے۔“

”شش فصل کی کہ تیرہ سال پر ہے۔“

”فصل چارہ صفت مجمع ہوئی ہوئی (کڑو ٹٹو ہوئی)۔“

”فصل چارہ صفت مجمع ہوئی ہوئی (کڑو ٹٹو ہوئی)۔“

- ۱- فصل در شکل و رنگ کاغذ
۲- فصل در اندازه کاغذ
۳- فصل در نوع کاغذ
۴- فصل در رنگ کاغذ

بیرنگ طاسم دل شکستہ
کس لعل و لنگار رنگ ہنس
صد خیل پری بہ نام کردم
گلشن حسن نام کردم

مشورۂ آقا علی خان دہلوی ہے۔

سر نامہ بہ نام شاہد غیب
شاہد گنج حسن لاریب

اس کے کل دوم چاقی (۱۸۵۵) شمار ہیں۔^۸

یہ شاعر میں طور پر استقامت اور جدوجہد کا روح رکھتا ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ شاعر کی شاعری دنیا کی ہر کوئی ہے۔ وہ وہی سکھانے کے لئے ہوں گی۔ اور وہی کا ذکر کرنا ہے۔ اور ان کی نظر کی کتا ہے۔ ہر کے بعد شاعر ستارے کے ہے۔ ایک گوشے میں جا بیٹھا ہے کہ اہلک ایک مشورۂ آقا علی خان دہلوی، ان میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہاں شاعر نے اس کا سرچشمہ کیا ہے۔ شاعر اس کی زبان میں اس کی زبان ہو جاتا ہے کہ ہر کوئی کے لئے ہوں گی کہ بیٹھا ہے۔ جب اس میں آتا ہے تو اس سے ہم کام لیتا ہے۔ ہر اس سے پوچھتا ہے کہ تم نشان ہوں گی کی زبان؟

اڑا اسی سو یا پری داد؟
وہر ان گن جان ہای آباد

(۸۳۳)

وہی اڑد نظریاتی زبان کھلتی ہے۔ ہر شاعر سے ہم کام لیتی ہے۔

اڑ نام و نشان من چہ پرسی
می پلند زہر لعل و گرسی
دقہم لور است و حسن نام
وہر شکوہ دلبیری نام

(۸۳۴)

یہ مشورۂ آقا علی خان دہلوی ہے۔ ہر شاعر کی زبان کی کرے ہوئے ہر اس میں ہیں کرتی ہے۔ ہر جلوہ کہ مظهر کمال اس آئینہ ہر دو جمال اس

ایک جس بود و جہلہ دلیر
لیکس ہر جا بر لگ دیگر

(۸۸۵)

عشق و محبت کرتی ہے

جان منی خولھی دس ہرون ساق
از کشور ما و من ہرون ساق
دوڑی گہ از خود سفر گزینی
با شاد و صل ہم نشینی

(۸۸۶)

یہ کہ کروہ عشق و نظر سے قاصد نہ پائی ہے۔ شاعر پرچہ دہلی کے چچے جڑا ہے لیکن اسے اس کے نقل پا کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اور وہ پتا
والکدہ دل لے کر رہتا ہے۔

شاعر نے ایک ہی ہفتہ میں باغ کی برتے نکادہ پیش ماہل کی مراد ہی لے لی ہے کہ چروہ کے قاصد نہ لے سے تم کا سراپا کی بھی۔
مثنوی کا لفظ "دلی" "دوست و در" ہے۔ اور یہی ہے شاعر نے لفظ "دلی" پر ۸۸۵ ہے۔

دو یک دم و وصل و ہجر دہم
زین ہر دو سے مٹھسا دہم
معلوم شد کہ ہجر ہنگی بہت
با این مٹھسا مین شکلی بہت
ایک جملہ وہ بہ دھر کار فرماست
ہر جا کہ نظر کنم تماشااست
خبر ی بسود درسی مٹھسا
مٹھسا درسی مین مٹھسا

(۸۸۶)

شاعر نے دو مقامات پر اپنی نگاہیں متبادل کیا ہے

مٹھسا مٹھسا ہجر اسی جملہ کی
ای ذرا بہ عجز خود نظر کی

(۸۸۷)

Abstract

A Persian Poet of Punjab Ahmad Yar Khan Yakta Khushabi (d 1734) is renowned for his Persian Mathnavi "Heer Ranjha" and the collection of his poetry (divan). The above article introduces two of his works which remained unknown to the scholars. One of them is "Shash Fasi" a beautiful prose work in the praise of six seasons of the Sub-continent. He has also added many of his own verses into it. One manuscript of the work is available in Sindhology Institute Jamshoro. The second work, introduced in this article in a Persian Mathnavi "Guldesta-e-Hussan" which presents philosophical views of the poet in a light, lively manner. The only manuscript of this Mathnavi is available in Malik Library, Tehran.

شش فصل، اسی کتاب کی خوشامیوز آتش لکھتے ہیں۔

آدمی و غیر آدمی و یکدیگر و تنهایی، آرزو و حرکات، احساسات و

تأثیر و تأثر و تامل و

شکل فصل، همه و همه که یکجا و در یکجا و در

آدمه دینار، معلم و کتابت و خوشنویس، آری، غرور و عظمت، دهنه کار و...

عالم و غرور و عظمت...

کتابت و خوشنویس، آری، غرور و عظمت، دهنه کار و...

یہ کہنے سے کہ ہوا تک صحت اور دلورنگہ اور بے علم و قوت ہے اور یہ تفسیر ہے کہ اس آقا اور شریعہ میں ہوا میں ہوا کا حکم ہے۔

صاحبزادہ علی خاں غلٹی کے سوت اعلیٰ شیخ ابو مسلم معروف شیخ ابو حاتم (۱۰۹۰-۱۱۵۰ھ) ہیں۔ اس صاحبزادہ علی خاں غلٹی نے قیوں میں قرآن مجید، زادہ نام کے علاوہ کچھ کتب کا نام لے چکا ہے۔

شیراز، منتخب حیرہ کے پہلے باب میں مصنف نے اپنے خاندان کے حسب ذیل افراد کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے:

محمد، یونس، علی

- شیخ و مسلم عرب و شیخہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

சென்னை, 15.05.2019

— خوشی بہاؤ کیلئے میں خوشی بہاؤ کیلئے

-قاضی عیسیٰ علیہ السلام نے قاضی عیسیٰ علیہ السلام کو

- شاہد علی بن عثمان بن عثمان -

دراے کے حصے میں مصطفیٰ کا مائتہ تاریخ کی ایک لکھی کتاب تھی جس کا وہام نہیں چلے اور صرف صاحبِ تاریخ نے لکھتے ہوئے یہ ایک جگہ حضرت کا ضمیمہ دو روز ملا کر آدھا لکھا ہے۔ ہمیں کا ضمیمہ آج کے (اے سے) کی جگہ نہیں ہے۔

اس کے بعد مفتی نے قاضی جیل دھرمی جو سلمیٰ اور نور احمد صاحب قاضی خاں گنگا گنگا کے تھے اسی حصے کو فتح پور مفتی نے
 ٹھہرا دیا۔ تاریخ تقریباً اسی کے بعد کہ فروری ۱۱۹۰ھ تک جسے جبکہ فروری ۱۱۹۰ھ تک جس وقت پورے ۲۲ سالوں تک رہا اور پھر ۱۱۹۰ھ تک وقت پورے۔

[illegible]

آخر میں مصنف کے دونوں بیٹوں کا نسب نامہ یاد رہے۔

”خبر کا سبب مقتضی ہجیرہ کے دو گھنٹے کے خلاف مصلحتی کام کی تحویل میں جبرہ و جوں کا روز ہیں، ایک سلاطین اور اہل
مجلس کے پاس اس کی تکلیف دہ و عقیدہ نام نہ معلوم ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے ’مختار‘ لکھ کر تواریخ پر بعد و سر اسٹو، مرسکی کی مراد ’مختار‘
شرک کر گئی ہے اور اصل مختار، عیسیٰ کی نقل ہے۔ مختار کی طاقتوں سے صرف اس کے آخری ورق کے ہے، اس مختار میں میں نے بعد میں
مباحث کے لئے ’مختار‘ کے سبب مقتضی ہجیرہ کے ذکر میں اضافہ کیا ہے۔ مختار لکھ چکی ہے۔ مختار کو سب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
یہ ہے کہ اس مقتضی ہجیرہ“

جس نے حیرت کن کاموں کا ایشیہ کرویہ اور اب بھارت، بنگلہ دیش، پاکستان اور آرمینیا میں محفوظ ہے کہ لطف اللہ علیہ صلی علیہ وسلم

۴۱۰۔ انوری: ۴۹۱۰ دس خوشی کا گلا چھپا دے۔ ۴۹۱۱ کے دیکھ لکھی گئے تھوڑے عرصے میں خود بخود مٹل ڈال دی، شہدہ ۱۲۲۸ ھ

8454) شری پنجاب ہائیڈریکس سولڈر، لاہور، پنجاب، پاکستان (B-51) میں ہے۔

۱۰۰۰ روپے (۱۵۵ روپے) (۱۵۵ روپے) ایک اہم کتاب ہے

۴۸۔ حکم و حجت (احکام) تصدیق و امتثال (شماره اول ۵۵)

۲۰۔ محلاتِ قروم، بازارِ معلوم (شمارہ ۷۸) ایک دلچسپ شہر آشوب جس میں بڑے صغیر کے پیش و پس، اقدار و اسرار کے

مختلف مذاہب و طبقات کی خدمت میں ملتی ہے۔

۳۱۔ مدعوں مسعودیک بخاری (شمارہ ادب 203)، ایک کمرہ اور اعلیٰ توبہ سے ہے۔

۳۔ نوٹ چاہئے کہ اسی امر پر مبنی ہمارے مائیک ٹیپوں کی (ٹائپ 96) خشکی و لوی کی شرح ہے۔

۳۶- مشهور و نامدار تجار و تجار (شماره ۲۱)

۳۳۔ حضرت علیؓ کا گھر اور دل محمد ﷺ اور علیؓ کے بیچ 1-2 کا تذکرہ کیا گھیری کے فضائل کی خاطر حضرت علیؓ سے ہے۔ مولا دہسروی کا

روحان مہذب بنکا ہے۔ یہ اس کی نورانیات و عظمیٰ قہم قہم ہے۔

۳۳۔ نخبہ دماغ، ص ۱۲۵ الفیہ محمد تقی محمد علی (شماره تاریخ ۱۸)، پیر خونی کی نخبہ دماغ سے غلبہ ہے

مستیایں مجھ کے آگاہ غمی

اس ذخیرہ کتب میں مصنفین بھیرود کے علمی قسم کے ادا رہے ہیں۔

اہل بیت کی تعریف کردہ کتب و رسائل *

بہن کی حکومت کو کچھ مسائل؟

یہ دورے تنظیم کی اس صورت پر عمل کر کے ملک بھر کے تمام تعلیمی اداروں کی طرف سے طلبہ اور اساتذہ کی طرف سے

اسمیں یہاں تاریخی حقائق سے ان اداروں کے مضامین کا ذکر کرتے ہیں۔

شعبہ : علوم عربیہ و اسلامیہ (م ۱۰۶۰/۱۱۵۰ء) (بانی جامعہ دارالافتاء دہلی)

وہ کہہ رہا تھا، اچھا، عورتوں پر جس وقت بھی وہ دھڑکتا تھا اس کے پاس سے

“فما بالكم يا هؤلاء منكم من واف (من) شعركمها فسر الذي كوي شعره، وتصيب

مذکورہ عبارت کے لیے "محلہ" اس لیے "جہ الہ" سے جہالہ الشاء، جہ الہ و الخلاق، جہ الہ و کرب الہیہ

میں نے اللہ کی دیکھ کر انکار کیا ہے "اللہ صائب" محمد علی (برق ۱۹۱۷ء)

پیش از این مسلم اند که شیخ با وجود آنکه در مقامی است که باید بر او احترام داشت و به او توجه می نمودند، ولی در بعضی موارد به او بی احترامی می کردند.

مجلس شورای ملی و دولت در ۱۳۰۴

غلام محمد غلام جهان
شب و روز در علم مشغول دان
خداوند علم است لفظ و اصول
به درگاه نرسد فساد قبول
همیشه شعله شعل او در کتاب
نویسد کتابان صحیح و ضابط
هزاران کتابان قلم کرده است
ز همه عالمان آن سری برده است
ز هر علم و الهی بر هر رمز آن
بافشد کسی مثل او در جهان
به هر ملک مشهور آن گلشن است
دهان همه دشمنان بسته است
به صورت چو آدم به سیرت فلک
استلیم چو او در زمین و فلک
بافشد کسی مثل او در لاهور [کلا]
حکیمی کسی مثل او خوب طور
به هر کسی گفت آن مرآت همی
به احسان دارد همیشه زهی
عمر یقی نماید هزاران کتاب
خداوند علم است، حکمت مآب
گهی فارغ از علم نه شد گهی
به صورت چو شایسته مهر و مهری
جانی همه چرخ کرده در پی
استلیم چو او در سما و زمی
الهی همیشه بعالد حیات
بحر مـ محمد علیه الصلوات

یہ دونوں عیسائیوں کے ہاں ہیں۔

شیخ مکرم مفتی، بن محمد باقر مفتی، بن محمد صالح مفتی

اس کی کتاب کردہ ایک عربی کتاب **تفسیر القرآن** بن علی بن احمد بن محمد بن (شمارہ ۱۱۸۰م 380) م

شیخ مکرم مفتی کے بڑے بھائی کا نام ہے۔ یہ کتاب ۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

میں مکرم مفتی (شمارہ ۱۱۸۰م 380) کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

کی۔ یہ مکرم مفتی کے بڑے بھائی کا نام ہے۔ یہ کتاب ۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

اس کی کتاب کردہ ایک عربی کتاب **تفسیر القرآن** بن علی بن احمد بن محمد بن (شمارہ ۱۱۸۰م 380) م

اس کے بڑے بھائی کا نام ہے۔ یہ کتاب ۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

سب کا ذکر کرتا ہے۔

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

صحت اللہ ماہان بن علی بن احمد بن محمد بن (شمارہ ۱۱۸۰م 380) م

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

شکاں کرتا ہے۔

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

۱۱۸۰م 380 کے گرد لکھی گئی ہے۔ اس کے لیے مکرم مفتی نے

محمد صالح مفتی ۱۲۲۹ھ

۱- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۱ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۳)۔^{۲۱}

۲- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۲ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۴)۔^{۲۲}

۳- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۳ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۵)۔

۴- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۴ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۶)۔

۵- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۵ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۷)۔

۶- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۶ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۸)۔

۷- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۷ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۲۹)۔

۸- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۸ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۰)۔

۹- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۳۹ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۱)۔

۱۰- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۰ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۲)۔

۱۱- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۱ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۳)۔

۱۲- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۲ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۴)۔

۱۳- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۳ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۵)۔

۱۴- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۴ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۶)۔

۱۵- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۵ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۷)۔

۱۶- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۶ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۸)۔

۱۷- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۷ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۳۹)۔

۱۸- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۸ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۰)۔

۱۹- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۴۹ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۱)۔

۲۰- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۵۰ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۲)۔

۱۹۲ (۲۰)

۲۱- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۵۱ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۳)۔

۲۲- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۵۲ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۴)۔

۲۳- **شرح مختصر** (مر لی) (۱۳۵۳ھ میں مقام بکرہ لکھی) (شمارہ ۴۵)۔

غلام مہدی مفتی (م: ۱۳۹۱ھ) بن مفتی شمس الدین (م: ۱۲۳۰ھ)

شرح کتب طحاویہ عشرہ مرتبہ چالی (شمارہ زبان شاہی 43) تاریخ حکومت ۱۲۵۰ھ۔

تین کتابیں لے ایک مجموعہ کی کتابت کی شمس الدین مفتی ازہنگی تاریخ کتابت ۱۰ دی الحرجہ ۱۲۵۰ھ تصدیق چالی، بانی
b کتاب ۳۳۰ م پر ۱۲۵۹ھ میں طحاوی زبانی عالمی تاریخ حکومت ۳۹ م پر ۱۲۵۹ھ میں جو چار شمارہ ۱۲۲۲ م کے
پس کی دومیں بھی ثبت ہیں ایک میں صرف "مہدی" اور دوسری میں "غلام مہدی مفتی ۱۲۱۹" کہہ چکے ہیں تاریخ تصدیق چالی
و کتابت کی روشنی میں طحاوی نے سال کا اصل ہے۔

- تاریخ غریبہ عشرہ مرتبہ (عربی) از کلیم اللہ، ۳۰ دھان ۱۲۵۹ھ حکومت کی (شمارہ اسلام 2۱4 م)۔^{۳۵}

- شریعت مفتی از نسبت کما، (شمارہ عرب 175) تاریخ حکومت ۱۲۵۰ھ۔

- تاریخ مفتی از غریبہ عشرہ مرتبہ (شمارہ اسلام 409) تاریخ حکومت ۱۲۶۲ھ۔

- تاریخ مصنفہ جید (محقق) (شمارہ نجوم 11) تاریخ کتابت ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۹ھ اس کے طریق اصول سے ہے

نہ ان کا اثر کیا ہے۔

- شرح ۱۲۵۰ھ لایف جبار شاہی (شمارہ اسلام 573) تاریخ حکومت ۱۲۵۰ھ ۱۲۰۳ م کی۔

- کرام (شمارہ زبان شاہی 17) تاریخ کتابت کی۔

- کتابت (شمارہ عرب 204) پر مبنی کی "مہدی" "غلام مہدی مفتی" تصدیق چالی۔

مفتی لایف (ایڈیشن) مفتی قیام اللہ مفتی محمد باقر مفتی محمد صالح

- شرح غریبہ عشرہ مرتبہ (عربی) از شمس الدین ۱۲۲۰ھ میں تمام مجرہ کتابت کیا (شمارہ اسلام 248)۔^{۳۶}

- جلی قرآن (عربی) کی کتابت ۱۲۵۵ھ میں کی (شمارہ اسلام 42)۔^{۳۷}

- شریعت مفتی از نسبت کما، (شمارہ عرب 176) ۲۳ شوال ۱۲۶۰ھ حکومت کی۔

- روزہ یاد دہر سال ۱۲۶۰ھ میں کتابت کیے۔ یہ طحاوی لکھنؤ لکھنؤ مفتی، ۱۲۶۰ھ کی قرآن میں ہے۔

- ایک لکھنؤ میں تصدیق کئے گئے تاریخ ۱۲۶۰ھ میں کتابت کیا۔ یہ طحاوی لکھنؤ مفتی، ۱۲۶۰ھ کی

قرآن میں ہے۔

- غریبہ عشرہ مرتبہ عشرہ مرتبہ (شمارہ اسلام 640) ۱۳ رجب ۱۲۵۰ھ حکومت کی۔

- تصدیق عشرہ مرتبہ (شمارہ اسلام 232) ۳۱ رجب ۱۲۵۰ھ حکومت کی۔

- تاریخ مفتی از نسبت کما (شمارہ طب 342) ۵ رجب ۱۲۵۰ھ حکومت کی۔

- جلی قرآن (شمارہ طب 416) ۱۰ جمادی الاول ۱۲۶۰ھ میں طحاوی لکھنؤ مفتی، ۱۲۶۰ھ میں ہے۔

سورہ فرقان (شمارہ ۱۵۱) تحریر کیا۔

کتب نقلیہ امام تالیف دارالحدیث بصرہ (شمارہ طب 279) ۱۸ تاریخ تحریر ۱۳ شوال ۱۳۳۵ھ تا ۱۳۴۰ھ

تالیف (عربی) ۱۸ تاریخ (شمارہ ۱۵۲) ۲۵

تالیف (عربی) ۱۸ تاریخ (شمارہ ۱۵۲) ۲۵

۱۸ تاریخ (شمارہ ۱۵۲) ۲۵

بصرہ کا مکتبہ

اس تالیف میں بہت سے ایسے نقلیہ نسخہ موجود ہیں جن کا کتاب کا نام درج نہیں ہے لیکن چند نام اس تالیف کے مکتبہ کے ساتھ
کہ اس تالیف میں بہت سے ایسے نسخہ موجود ہیں جن کا کتاب کا نام درج نہیں ہے لیکن چند نام اس تالیف کے مکتبہ کے ساتھ
کہ اس تالیف میں بہت سے ایسے نسخہ موجود ہیں جن کا کتاب کا نام درج نہیں ہے لیکن چند نام اس تالیف کے مکتبہ کے ساتھ

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

بصرہ کا مکتبہ (شمارہ ۱۲۱)

۲۷۔ میرزا ۱۹۵۱ء

۲۸۔ میرزا ۱۳۵۱ھ

۲۹۔ میرزا ۲۳۶۱ھ

۳۰۔ میرزا ۲۶۹۱ھ

۳۱۔ میرزا ۵۳۶۱ھ

۳۲۔ میرزا ۲۱۰۱ھ

۳۳۔ میرزا ۳۶۱۱ھ

۳۴۔ میرزا ۲۳۴۱ھ

۳۵۔ میرزا ۸۲۱۱ھ

۳۶۔ میرزا ۱۰۱۱۱ھ

۳۷۔ میرزا ۱۹۱۱۱ھ

۳۸۔ میرزا ۲۲۱۱۱ھ

۳۹۔ میرزا ۳۱۱۱۱ھ

۴۰۔ میرزا ۱۱۱۱۱۱ھ

۴۱۔ میرزا ۲۱۱۱۱۱۱ھ

۴۲۔ کامیاب و پوری: مکتوبات پیرا ۱۹۹۶ء، مکتوبات، رند

Abstract

Muft family is a renowned family that belongs to Bhera, an ancient town of Distt Sargodha. In the past centuries, a number of known scholars, doctors and Muftis have been produced by this family. The rich library of this family is now preserved in the National Archives of Pakistan, Islamabad. This article introduces the authors of the Mufti family and their works available in this collection.

پھر یہ کہ انسانی - مادی اور اس کی انسانی سرشت

داخلی فرہنگی

پھر، کائنات کی بنیاد پر اس کی بنیاد پر

میں اس کی بنیاد پر

پھر، کائنات کی تخلیق اور اس کی علمی سرشت

عارف و عالمی

پھر، کائنات کی تخلیق اور اس کی عظیم حیرات

ماحول کی تسبیح

۵

پھر، کائنات میں ہر شے اور آدمی کی جتنی ضرورت

ہو، وہی کائنات میں

۱

پھر، کائنات میں ہر لمحہ اور ہر لمحہ کی ہر لمحہ ہر لمحہ

ہر لمحہ ہر لمحہ

۱۸۴

پھر، کائنات میں ہر شے اور آدمی کی اپنی ہی حالت

میں ہر شے اور آدمی

۸

پھر، کائنات کی تخلیق اور اس کی علمی سرگت

عزت و تاج

پھر وہ کڑا دھنسی سے کہتا ہے اور اس کی دھنسی سرکات

ہاروت کو چلتی ہے

۴

پھر، کائناتی نظام اور اس کی عظمی حیرات

خارجیاتیاتی

وفا شدہ سائنس کی تجزیہ

پھر، کائنات میں جو کچھ ہے اور اس کی جتنی حیرت

خارجہ اور داخلی

میں انسانی فکر کی ایک نئی شکل ہے اور اسے

پھر وہ کائنات بھی، مطلقاً اور اس کی وحشی سرکات

عارف و متلوی

مطلق سراجِ افسر وہ پھر وہ کے جہازِ بے مشکل، شوق و کائناتِ بھری گلہ دارا ہے

پھر وہ کائنات بھی، مطلقاً اور اس کی وحشی سرکات

عارف و متبعی

مطلق سراجِ انور وہ پھر وہ کے جہانِ ربیٰ
مستزلِ عشق و کائناتِ بھری گلِ درداست

پھر وہ کائنات بھی بنانے لگے اور اسی کو جتنی ضرورت

تھی وہ اس قدر بڑی تعمیر کرتے ہوئے نظر آئے، اسلام آباد

خارجہ اور داخلی

پھر وہ کڑا، غصی، مفلعلیہ اور اسی کی غصی سرکات

عارف غوثی

شجرہائے منتہیان بجز وہ تیار کردہ طوطے، طوطے کی، اسلام آباد

پھر وہ کتابیں، خطاطی اور اس کی علمی میراث

عارف اور شاہین

شجرہائے منتہا، بحیرہ نیاز، گرد و خاک، طغیان، اسلام آباد

پھر وہ کڑا، غصی، جھٹکتا ہوا رویہ کر کے غصی سرکات

عارف غوثی

شجرہائے منتہیان بجز وہ تیار کردہ طوطے، طوطے کی، اسلام آباد

۱۔ یہ شرح کا بیان میں ہے اور اس کا ۱۲ مخمس جس سے پہلے ۱۹۸۵ء/۱۴۰۵ھ میں تصنیف ہوئی۔ اس کے دہ پش روایت جاری کی گئی ہیں ہاتھوں کا ذکر ہے R شارح کو سنا ہے کہ شرح سے حاصل ہوئی تھیں۔ اس شرح کا R نسخہ دہ پش کو بخود ہی فارسی کا دور میں پہلے شامہ ۱۲۴۳ھ کا درج کرکے ۱۱۵۹ء/۱۷۴۳ھ میں مجد شارح اور سے اس ذکر کے مؤلف کے متعلقہ کی قول میں دہ پش اس کے بعد وادی پر پادریوں اور علی (دانشک) نے اس کی ترمیم کی تھی۔ اسے پاشا کی میں ترمیم فرمائی ہیں

۲۔ ”رہت دردی ملا از ب الاقدام اعلیٰ و آخریٰ“، یہ تارے ذکر کے مؤلف کی خبر ہے۔

اور اس کے ساتھ یہ لفظ ہے ”ناکلام“ اہل اشکی شادی نظام معطلی (اشکی) اور تارے مؤلف کے پوتے تھے۔

۳۔ ”قریم اعلیٰ و آخریٰ“، یہ تارے مؤلف کے والد ہیں۔

۴۔ ”مؤلف اعلیٰ و آخریٰ“، یہ اشکی ۱۱۸۸ھ کا بیگ تارے مؤلف کے والد کی خبر ہے شرح میں مذکور اعلان کیا گیا ہے کہ مولیٰ ایک سالہ ۱۱۸۸ھ میں وفات پائے۔

ایک ہر آخری نسخے پر لکھا ہے۔

۵۔ ”آخر اعلیٰ و آخریٰ“، یہ تارے مؤلف کے چچا کے والد ہیں۔

اس نسخے کے سروروی، یہ تارے ذکر کے مؤلف ”شرر“ کے ہاتھ لکھی ہوئی ایک یادداشت لکھی ہے شرح میں ابو سعید شہابی کے در سے میں چند نام ملت دی گئی ہیں۔ یہ در کی رقم خوردہ ہے اور چونکہ پڑھا جا سکا ہے وہ حسب ذیل ہے (کریم خوردہ مقامات پر لکھے گئے ہیں)

یہی کتاب مستطاب از مؤلفات الفضل المصلیٰ مدرس المحدثین والمفسرین حاجی انور میں بشریہ میں
 ۱۔ د لہ تعالیٰ شرفا و تعظیما۔ سیدنا و مولانا حاجی ابو الفتح ابن الشیخ قطب الدین قرینی عباسی مدرس
 ہر گزہ سپورانی از توابع نشان دو قبر شریف ایشان دو بلدۃ نشان بقرب دائرۃ سلطان العارلین شہ جلال دین
 و بیسی واقع است و قبر شریف والد ماجد ایشان دو قصۃ سپورانی ہمارا قبر انوار خود است و از مؤلفات
 بہمن شرح شالیہ فارسی و کافی و وافی شرح کتابہ الشافیہ منظومہ و ماندہ در صلوات الفضل مخدو قات و شرح
 ان و شرح منظومہ و حاشیہ بر معنی بہناوی و تفسیر سورۃ الفاتحہ و رسالۃ وافیہ در باب زکوٰۃ و مدحک حج
 و رسالۃ ردۃ ہمدانی۔ حاشیہ اللہ تعالیٰ و حاشیہ الصرف و رسائل در شرح احادیث ثعلبہ و رسائل آخر بہ بر کتب
 معروفہ (۱) در جواب بعضی فضیلا پیورب و القیہ در درود بر الفضل المخلوق علیہ السلام فصل ہفتم
 و تسمیات و حضرت ایشان۔ پارسیایی و لب الجاح۔ حاشیہ فی الزیم سلطان اورنگ زیب مرحوم
 د حسب سلطان موصوف از اہلبیت (۲) لاجوسی (۳) ایشان اور فیدۃ خود عسماۃ زیب است، بیگم د حسب
 حویث۔ موصوف چون از معادات زیات حریم شریفی بھر ایاب گز فیدۃ فیروز دیار و سیدہ نہ تک تعلق
 ہر مردہ، اوقات شریفۃ خود را تقسیم نوکی و درود و ترس تفسیر و حلیت فرمودند و معاش مطہری ہم مد اوف
 فرمودند ابی الجملة مطلق از خلق گز فیدۃ بہ خالق پیوستہ و حمت اللہ و حمت اللہ

احوال و انساب قریش ملتان و نواح آن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعضہ می گویند فقیر فقیر محمد بن سیدنا مولوی محمد عابد مر حوم فقیر قریشی، قلمی بقر
پوری، از عصر صد کبیر مر کور خاطر بود که چند اوراق بہ عبارت فارسی در بیان نسب خود و طہار غیم و لہل
برگردن اسلاف و احوال معاصر و نسب قوم شرقا از سادات و قریش، منکبہ این دیار جمع نموده شد بہ جمع
پداہ گد و باعث بر انساب علوم گردد و بر حقیقت علم و بلاغت اسلاف کرام مطلع شدہ کسب علوم وراثت
خود نصرت دہد [اب] در جلو جہد تحصیل این نعمت عظمی و این دولت کبری مہدا امنکی بہ شیخ بوعلی قصوری
سماعہ

اشا بہ سمعہ ای احقر آمدہ بود کہ عینی حضرت بشو المحافل العلمیہ، مورد موافق آمدید، سحر بیان،
لمصباح النسان، مولوی غلام مصطفی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ کہ در علوم مطلق و منطوق و مہرانی
نسب داکست و در فنون لغزیر و تحریر از علمای عصر فائق تر و در علم تواریخ و سیر مبہر و کثر سیر، چہ بیچہ
ذکر محاسن و فضائل ایشان در پی دیار و مر نواح [۲ الف] اوچ میر کہ و ملتان برالسدہ خود می و عوم معروف
ست و ولات ایشان در ۱۱۷۶ھ و لشریف ایشان مر نواح قادریہ منسل دیوار شرقیہ خالدہ حضرت محمد
عوث جہنی قلمی سڑہ است۔ چند اجرام مشہور بہ بیان نسب و فضائل و آثار اسلاف خود و ذکر صحت و مسلم
نسب اکابر اہلخان کہ در پی دیار از مکتوبات ملتان ساکی اند، مرتب نموده، لہذا بہ واسطہ مطالعہ آن جر مصدق
ہی اند

نسبی شہنا تحصیل حاصل نشود۔ چون نا ای تاریخ - ۱۲۱۸ھ - اجرائ [۲ ب] مذکورہ بہ نظر پعمہ، لاچہر
دست بہ قلم انداد و چون یک دو ورق از مواضع معرفہ از تحریر مولانا عینی مذکور بہ دست آمدہ، تشریحا و لفظ
عبارت آن بعد منقول می شود و ہی ہذا

”صاحب الکرامات حضرت قاضی محمد مراد قلمی سڑہ فرمودہ کہ در ایام کد، نہ نیت بر۔ ولاد می
عوم ر آمہا، نحو لہد و لست۔ و ہمہ کسی دعای حضرت ایشان معاینہ نموده کہ نا حال فصلا ی غنہ بہ عوم غنہ و
معبہ مر حوم الد و داعی حلق اللہ ای عثم خود را - کہ عبارت از صاحب نفس قلمی و روح ملکی [۳ الف] موی
کہ محمد مالک دیدہ کہ بر اقران علمای عصر این قلم سبقت داشت کہ احدی را طاق حب و سول مدس
ہیسان بود و آنچه سخنان دقیق نسب اندھان علمای عصر بود، نسب دہی مبارک ایشان ر حلا، نہیب
اسہ بلکہ فرمودہ مولوی مصوی قلمی سڑہ بر دانت ایشان صائق می آید

بی شامل او سخن گفتنی چنان کمر پس پالصد نائل دیگران

نور ہر گوہر ارونسان ششی خسرو باطل را از و فراقان بُدی

[کب] و مصداق ہیں حواسِ روز او تحقیقاتِ دربانِ قلم و جبر، و رسالہ در تعریفِ وحی، و رسدہ در نصیب "کلم صلا لا مالہ" [الامر ۶۲۸]، و شرح صرف میر و غیر ذلک باید نگفت قبل از اینکہ علمی رسدہ او حنفی اوان، حضرت مولوی عبداللہ - والد اللہ دہلی - کہ انصاف از سببِ سکونت در قصبہ گن قریش "کئی" می دانستہ عالم و حافظہ حکمی کہ جز کُتّاف و شرح موالف و عضدی و قب در دست نمی گرفت و می فرمود "علم در سیدہ باید نہ در کتاب" [۲ الف] آن کہ از صحبت ذات شریف سیدہ فرمودہ: ہا، ہا، ہا! لہذا آن مصائب ایشان می فرماید و وقت تلمذ حضرت مرحوم علامہ ربّانی، عالم لا تانی، حاجی بحر میں بشری می - داد ہما الیکہ تعالیٰ شرکاً و نطقاً - حضرت مولوی ابوالفتح صاحب شرح حصص حصص، و بعضی حدیثہ بیضاری کہ نعرہ می دہ الفضل الفضلا مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی فرمودہ، و شرح شمسہ منظومہ در مستحق، و شرح کالیہ شالیہ منظومہ ارباب مالک طائی در نحو، و در صرف رسالہ ہدایۃ الصوف، و من و شرح درود مائتہ و در بیان زکویہ و تفسیر مسودۃ القند و تحقیق مشکلات ہدایہ، و منظوم، و بعضی [کب] تعلیق حدیثہ مولانا عبدالغفور بر اثرات حیاتیہ و رسالہ یومیہ در بیان اجزایہ و أسولۃ لافضل در لغز و غیر ذلک موجود بودند، و در ازل ایام تعلی بہ کتبہ پادشاہ عادل دہان، اورنگزیب بہادر غازی، کہ عبارت از اکبر بیگم رجب نسب پادشاہ داشتند بعد از ترک فرمودہ بہ تفرسی فقہ و تفسیر و حلّیہ اشغال فرمودند، و در مشرب علیہ قادریہ چاشنی وافر و حلقی کامل داشتند

و حضرت ایشان چون در طبابت دشریف داشتند سرپیچ سہ - کہ لباس بی عباس است - حسابین آنجا [کب] عطا فرمودند و نہایت اکرام ذات شریف می فرمودند، فرزانگان ایشان حاوی علوم عقلیہ و فنیہ بودند

[اؤل] مولوی شیر محمد - کہ اسماعال الفضل فضلای عصر، یار محمد مفسر می ملان بود - نیز بہ تفریق ہمزہ برزگو از ہر جامعہ علم لدنیس قائم بود،

دوم فرزند شریف ایشان، شیخ ابوالخیر، شارح مفسر و حلیفہ اگر چہ پدر در علم مدد و بہ داشتند لکن شغل اہلیاہ کتب اخلاق و تصوف از حد بیش بود.

فرزند مولوی شیر محمد سمائی، مولوی محمد طاہر ابر از علوم [کب] عقلیہ و فنیہ بہر داشت و دعاگو سیرہ جمعی بی علم حضرت ایشان می شود و قبر شریف ایشان قریب دہان سلطان انور فی شمع حلال منیس در فواحی ملان واقع است و قبر والد شریف ایشان شیخ قطب الکسریہ قلعہ سیوریہ ہمزہ چہار ہا در جمعی خود واقع است

و چون سر از گراہی قلم، اخیرم مولوی عبدالرحیم کہ لحال از علوم صدولہ بہرہ دارد، در ملان رہن نحو صرف می خد اللہ از حدّت طبع برادر چہ شرفای ملان چہ مادات حسبیہ و حسبیہ می و م ط

[۶] منہ دعاگو را کہ میبوری است تشبہ بہ شیر ازلی دادند آہللی کہ از حبیب صلاف دعاگو و لقب شد از مشاعر و نویس نواح - علم قریش میبوری را موروثی می دانند این همه فیجہ دعای صاحب کو عرب حصہ - لایسی محمد مراد و حمد اللہ است اسلاف حضرت قاضی بہ موجب و مان القرآن تا ترجمہ قرآن پھر از اسلاف بہ مراتب مضاعف در مضاعف دانند و رحمہم اللہ تعالیٰ

و برادر دعاگو مسمی شیخ عبداللہ در سیست و شش سال تحصیل تا بہ مطوّل کہ آخر مودہ بود و در سبب نام [۶] بیج نفیس کلمہ طب و ارشاد طریقہ قادریہ از عارف باللہ بن قطب بالانفاق، قلم گاہ، پشت پدہ شدہ، مسمی کلیم اللہ حسینی حسینی جلالی - صبح اللہ تعالیٰ المریمین بطول مغانہ و ارشادہ - چون در مشعر شدہ شہرت نہ نظیم و اکرام می کرد کہ اتمہ اعلیٰ بیت از امام اول تا پانزہم بدو را سر فرار فرمودہ شد و وصو می کرد اندر دہ و نیر می گفت کہ پیر [و] مرشد حاضر اند - فی الجملة بہ کلمہ طبہ رو بروی مردم فاش جان بہ حق سپرد و پیرہ آن وقت می گفت کہ ہر آن کسی محتاج و گرفتار بودہ باشد بر قبر این [۷] العج صاحب لہ اندہ خو شدہ نویش بہ جناب حق نماید نہ لطیف و کرم الجاح حاجت او گردد و وقت احتضار ہر رنگ او بہ ذکر مشغول بود و شہسپان القاری دعاگو وقت رحلت بہ ذکر کلمہ طبہ و طب اللسان و فہ اللہ این همه عمدہ حق سبحانہ بہ سبب برواح طبّات است اگر چہ این سعدان لایق نوکش نبودند "لَا اَنَا بَعْدَ رُبِّكَ لَعَلْتُ" [انصافی] بحث آن شد ان بجزی علی اللہ

و لقبہ بملہام کلامیہ، مسک و ماوی بسیاری از اولیاء اللہ تعالیٰ است و اکثر آنها عسی است [کہ] لد و وزادی کہ در آن [۷] ذکر اسلاف بہ طریق ضبط تاریخ ولادت و وفات در آن مذکور بود [زہری] و فہ لہذا بہ تفصیل آن پیر دانند، واللہ تعالیٰ اعلم،^۹

نہی تحریر عینی المرحوم.

حضرت مولانا حاجی ابو الفصح منزلی موصوف بعد اکساب علوم و تعلی بہ سلطان اکبر رب ساء بہت اور رنگ ربہ، تو طلی در شلفہ ملتان فرمودند و از اثنی عشر معانی و مذکبہ در مواجیح صغرہ بسیر جمیع مودہ چہ سچہ در مواجیح خبر پور بہ معشار خزندہ چاہ و دوغزار جریب بہ گکار قریب شہار آباد و قلع ست و ساء و سکا پ عیار ب سابعہ بہ تمام و لافیت [۸] العج احوال و ترقی اسباب مہشت گلزار ایلند چہا بچہ بعضی مساکین معسرہ در حصار میرونی مشان جانب غربیہ الشورون حرم دروڑہ در محفلہ نصی محمد ساء و روز بہ روز آن در مصروف ماسب و ارمیان القرآن رمان و فضلی انبیا ملتان مکڑ و معزّو بودند چہا بچہ حو نہ تار نہ نہ حاجت بہ دروڑہ ایشان می آمدند و قریب و خویشگی خود بہ انہوان میبوری بہ حال دانند و ہمہ نہ نہ کہ سہ پیچ مہ کہ از طاعت سر فرار شدہ بودند از دای قرامو جو داسب بالجملة [۸] اب حبب کدان فص و عدم و مداف ایشان و اولاد ایشان تا سوج پشیر السنہ خواص و عوام مکتہ آن نواح مشہور و معروف و مہرہ ایشان سمعہ فرزندان در زمیں چاہ ملکہ خود کہ مشعلہ بر لعلستان و لشجار متصل دائرہ شیخ حلال بنی سہ

مرور بہ طریق وراثت مالد سائر املاک در تصرف مامب و آن چاہ حال بہ بیرونی شیخ موسیٰ علی، کہ سیرہ ایشان بود، معروف است

و فرزند مولانا شیر محمد مولوی محمد طاہر، عالم مدّرس بود [۹۱ الف] و جنبہ جسم و قدرت و طبیعت و غیرہ و مسائل از مصنفات وی است و از عقب ایشان یک دختر گوہر خانم در عقد نکاح مولانا عثمٰی عبداللہ مرحوم بود و لا عقب لہ

و از [کشاف] مولانا ابوالخیر فرزند شیخ موسیٰ علی، تحصیل نامتوّل داشت و از سب و نور است و معیشت از اکتساب باقی علوم متداولہ معطل ماند.

و فرزند ایشان شیخ اسد علی، حسن صورت و سیرت [داشت] تحصیل نام شرح مکاراوندہ سیاحتیہ رسانیدہ در عصفوان شباب بہ واسطہ حالہ جنگی از دست بعضی مادات شہید شد و قبرش بیخ [آبی خود] [۹۲ ب] بر چہا [مذکور] است کہ مفسرہ مولانا حاجی ابوالفتح مرحور است و شیخ اسد علی شہید، بہ دختر شیخ عمر قریشی قزوینی مثنیٰ نشان فرو بیخ نمودہ بود و وقت شہادت بہ حالہ ایشان حمل چند ماہ بود، زوی بہت و بہ سبب بعد از زولہ عصبانیت کہ در موضع بالہرور سوزداتی بود نہ تمام املاک موروثہ شیخ مذکور [ز شہادت مدّش و ہر جناس اثبات الیبت بہ حیلہ و حیالت در تصرف شیخ عمر مرحوم مذکور در آمد و اکثری مان در عرج معتقدن خود آورد] چون بہ حالہ شیخ اسد علی مرحوم [۱۰ الف] دختر پیدا شد [کہ والدہ ماجدہ این فقیر است] حضرت والد ماجد ایلہ گاہ بعد فراغ تحصیل علوم در ملتان، بہ موجب وراثت عصوبت آن [بہ عقد نکاح خود آوردہ] و آنجا نو طس نمودند. آنچه از املاک موروثہ حضرت والدہ ماجدہ باقی ماندہ بود در لیس خویش آوردہ شد.

آنچہ کہ از شیخ عمر مثنیٰ، تحصیل علم تہ مطوّل کالمصطفیٰ داشت و در فہم تحریر عصر بود و قرون سلفان و سخنان طرائف شیخ موصوف در این دیار و نواحی ملتان بسیار معروف است، انکا اشتغال [۹۳ ب] بہ بہ خدمت [و] در شُر بہ مسگراب مبتلا بود و چہل روز قبل وفات نائب شد. ما عیش آن کہ، در خواب دید کہ پیش حضرت عمر البومیس عمر ابی الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وی را بردند. حضرت فرمود: "ہم چہ داری؟" گفت: "عمر! فرمود: "می دانی کہ حضرت وقت تحریر عمر چہ گفتہ بود؟" گفت: "آری، ببیند پارسوں اللہ فرمودہ: "فرمود: "گرم نمی داری کہ نام تو عمر است و انبیاہ نمی کنی؟" گفت: "تنبیہ، تنبیہ: "خمس سلف گویان بہذا گشت و وقت محر بود، همان ساعت غسل نمودہ آلات بدعت معکس ساختہ [یعنی بہ ذکر خدا تعالیٰ شافل شد. بعد چہل روز بہ ہیبت مولانا نائب الیال سفر آخرت کرد

و حضرت مولوی عبداللہ موصوف بہ کنی کہ والد جگہ حقیقی ابنی جعیم است بعد از فرامہ تحصیل قرون علمیہ و تصاف بہ کمالات بشریہ عزیمت دار الخلافہ بلخ تہذیبی فرمود. در آنجا بعد و قوغ سیر مع حجاب و معارف ذات معقولی و مقولی با فضلای عصر، از جانب سلطان اورنگ رب سیر اکرم مرحوم

یاف و سہ نام مودہ پانچاھ منصب [۱۱ اب] اہواز ہب ہر لوی و با وجہ قیل مواری اختیار مودہ در آن بلاد
 لایم ہبم گشت و تصدیقات لائقہ و تعلقات لائقہ لیر داور چنانچہ مدار اصول تو شکار پور بر د قاصی محمد
 منجی کہ از اکابر علما بود تحصیل در مشان کردہ و بعضی رسائل از حضرت قبلہ گاهی بر نمف مودہ بہ
 سطر آمدہ و لیر مر حومش تو برہان پور منتقل لیر منصب کتاب معراج الفضلہ نسب گویند کہ عربی ر لار ب
 بہ سبب حد و حسد ہر دہالید ہکلا معب واللہ اعلم و عقب ایشان مواری جلد مذکورہ نسب [۱۲ اب]
 و حضرت مولوی شاہ محمد مر حوم مذکور اکساب کمالات عظیمہ و لقیہ اکثر در ہمدہ مدت حاصل
 مودہ بہ اسفادہ فلسفی حقیقی تو آوان تحصیل بر تمام اعیان الاصل مست بردہ گویند کہ ر حبب حضرت
 حو جہ حصر علیہ السلام استفادہ یافتہ و چند روز حالت مجلوی بر ایشان وارد شدہ و در آن حالت بسیار و
 دلائل و حقائق علمی ای کہ محفی می داشتند اکابر عصر مسجد گشتند چنانچہ مولوی عبدالحمید شرح ہدایہ
 حکمت و غیرہ سلفا در آن حالت [۱۳ اب] مجلوی لقمہ نمودہ و اقوی دلائل بر حیرت کامہ و فضل کما
 ایشان آن کند مولانا عفی حصر ب مولوی غلام مصطفی مر حوم مفور ناو جوہ چمن فضل و کدایت خود مدح
 عمود و جودات طبیعت عالیہ ایشان بالا مرید علیہ بہ قلم آوردہ کما عرفست و لیر حضرت و سادہ
 مصفا و مسند الاجلا مولانا حضرت حافظ محمد اسماعیل قدس سرہ کہ در رعب ثیرہ غری خان سکو است
 د شمدہ بر فضلای ماسی بہ بلاد مشان و ثیرہ بکیر - لیر دلنامہ و سہنام - لائق تو بودند [۱۴ اب] در حبی
 کہ تسویح و شرح مو لای از حدیث ایشان لقمہ می نمود ہر وقتی کہ ذکر مولوی موصوف می فرمود تعبیر بہ
 بحر موح [۱۵ امی کرد] و کفی بہ فضل چون در اوہری شریف بردند آنجا معلوم روح اللہ و حہ کہ ر اکابر
 علم و لائل فضلای آن دیار بود بہ مرئیی کہ تمام سون تحصیل لفظا و معنا در حفظ داشتہ مصدی با حہ
 و معدرہ مولوی موصوف گشت از ہر آسولہ و شہائی کہ مرکور خاطر داشتہ جواب شافی یافت و بہ فضل
 و سرست ذات شریف ایشان اعتراف نمودہ ایشان در شان معلوم فرمودند کہ "طالب علمی ست لیر حیح" و
 معلوم آداب لیر ہجا آوردہ [۱۶ اب] شکرانہ نمود کہ از نقل این علامہ لیر بہرہ بہ ابی خطاب مستجاب سرفر
 شدہ و بہ تفسیر الہی در شہر اوہری وفات یافتہ و بعد وفات برادر حبیبی ایشان شیخ محمد نصیر کہ ہحال
 سیرہ وی نصیر محمد نام موجود است و رسائل فارسی می خوانند - از آنجا انتقال نمودہ بہ ناظر پور آورد و لیر
 بہرہ مرید یک شہر ساقی پور کہ با فعل عرباب افتادہ در موصفی کہ عرف بہ آسانہ اسب و بہ حاب شربہ
 لیر ایشان شیخ نصیر محمد - والدی - مدفون است و حمہ اللہ تعالی

و بسیار کسی از ایشان استفادہ یافتہ

مولوی شاکر محمد چمنی کہ مر د حقی [۱۷ اب] و صالح منقی و عالم عامل بود، در بو حی

موماکس از حواص شاگردان ایشان بود، لہذا مردم چمنی ادب و اکرام خاتمان ما مرغی می درند

و مولوی محمد اکرم ساکی راجی پور مطلقہ سب پور کہ از اعیان الفاضل بود ہم در سبب

عبد می داشتند با وجود مخالف حکام که در آن وقت صوبه داری کوژا مل کافر بود میهدم ب حب و کفر و
 فخر و مدد و افرغ حرب بعضی مقتول گردیده [۱۷ الف] و بعضی گریز پای شده و اصنام نماز بشکستند و حب
 و آزار آن عداوت بیکدیگر متکسر و میهدم باقی است

در آخر عمر به سبب خشک آبی در موضع کاولی ناحیه باقرپور [در] زمی موروثه چند حادث
 نمود و در [کلا بد] باقرپور انتقال نموده به بالای سیورانی - موطن قنیم - مکان های سکونت و مسجد قنیم که
 میهدم شده بود بنا کرد هر دو قبر شریف بنده برزگوار حضرت قطب الوقت معلوم تاج المکی شهید و معلوم
 عزیز قطب قطب تعمیر فرموده چند ملک سکونت [در] آنجا اختیار فرمود و در این [۱۸ الف] آنجا آنچه ضرور
 به خدمت آسودنیج و عرب طول و اختلاط نساء مع افرجال - که چهل به زیر قلعه سیورانی بر مضره شیخ موسی
 بر سبیل حادث مسمره می کردند - مع فرمود و متکسر ساخت بعد چند روز به جهت کثرت شوق نلانی بر در
 حقیقی خود - انبی حصر و الدی قلعه گاهی - و به واسطه تشویش طبع از عداوت معاندان بمخ قیانی به مدین
 رفتند و آنجا به نظیر الهی به دار البقا و حلت فرمود در ۱۱۷۱ هـ

بعد وفات از آنجا نقل کرد به بالای سیورانی به جانب قبر حضرت معلوم تاج المکی شهید جانب غربیه
 دفن گردید و رحمه الله تعالی و قبل ایشان هرج قری - سوادوی قبر معلوم قسطنطنیه - بود و قبر یک فرود
 کلان بنشین محمد لیبی نام به جانب قبر شریف معلوم عزیز قطب جانب شرقیه واقع است و دو فرزند پسر
 موسی حمد لیبی و شیخ منصور موجود بودند سبحانه تعالی در آنها و در اولاد ما برکت المازد

و مولانا عسکری حضرت مولوی غلام مصطفی مرحوم مفقود در خرد سالگی به واسطه رشک و غبط
 کثرت علوم لیبی غم خورد - مولوی شاه محمد مرحوم - به مدین آمد تمام کتب تحصیل غلبه و نفع به کسب
 آورد اکثر علوم از خدمت مولانا نساء التکلی حاجی یار محمد مرحوم - که در عرف گذار بودند و غیر این مردم
 ربو کات ایشان از وحی چهل و درن ضلالت لطافت و طهارت پلیر شدند - نقل نموده و هنوز غریبه و مشهوره
 به حسب طاقت بشریه حاصل نموده

و انصاف طبعیت و حافظه به حکمی بود که می فرمود از لیدانی صرف بپای نا عضدی هر سنی رُشی و
 آخر حق محصور است و در حسی تقریر و لطافت تحریر و سحر بیانی و نظم [۱۹ الف] معانی به بین و احسن
 فاضل روزگار و مشایر قریه به بدان بود تلقاء العلماء فی هلال البلاد بالحسن و العیول
 و مباحثات غلبه با فضلی عصر در مجلس ابواب عبدالصمد خان سیار به وقوع آمده و مدح گوی
 سبب نصیب حال ایشان می بود

و گفتار ایشان مشحون بود به لایب ظرف و حلاوت اگر به زبان پارسی کلام مساق شدی حاضر
 صبر ایشان فارسی تصور می نمودند اگر به زبان عربی کلمات مقلوطه کردی خالص قبح عرب معنی شدی و
 در مدین ایشان حق سبحانه تعالی ناگزیر و قبول [۲۰ الف] پنج چندان الفا فرموده بود که بیک و دو و سه و

صبح، داب شریف ایشان را محبوب دانشی معینا جرات و جرات طبع و راسمگویی ایشان حبیبه پیش بود کہ از احسنی قوی جبار فرس جان لافشد.

نعل است کہ روزی ثواب عبدالصمد خان چند فضائی عصر جمع نمود بہ دہد شریف پیش بہ حضور خود مباحثہ و مناظرۃ علمی المباح ایشان در انہای اشغال بہ قبل و قال، بہ وسعہ جولان صعب و غلہ و مسند و سالیس ثواب را [۲۰۶] بر ہم نمودہ پشت خود را بہ ثواب کردند. بوب گفت کہ ہی موی بہ چشم ایشان بہ ہم حفات رخ بہ ثواب آوردہ فرمودند "خبر کہ بہ حفات در عمد نظر نکردش ر حقایق اللہ بر حیرت چند لکاح کی" این لفظ بر زبان گوہر افشان رانندہ ہمون موال در مظرہ بلانہ علمی مشغول مایلند ثواب علو خولعی نمودہ گفت "واللہ باللہ معاذ اللہ، می حفات نکرددہ غرض آن کہ لغت شدہ می شود ایشان در جواب ثواب [ج] علو خولعی و ثعلی جویی فرمودند [۲۰۷] کہ اگر ہمیشہ پشت نشی رست را ضلالت واقع نشد و بہ ہمون شق بہ مناظرہ مشغول مسحان اللہ چہ جرات و ہمت علمی آن رمن و چہ داب و بہت ہرای آن آوان.

روزی در مجلس سردار جهان خان - کہ از حجاز رمان بود از طرف احمد شاہ پادشاہ لادن لندہری نمک خدمتوسان را تسخیر می کرد و در تاراج و اسیری می آورد - ہمراہ معنوم شیخ ر جو سید بہری - کہ از رمان حاکم سبت پور بود - مولوی مرحوم حاضر بود کہ علی مراد خان - از سرد و ن لومدہ پورہ - ر [۲۰۸] آوردہ برای ملازمت بجاہدہ کرد. سردار بہ چشم غلبہ در وی نگریستہ گفت کہ "چہ رسم بہ خدمت و لغت است کہ چون ما می آیم ران [و] جوگان خود را کشندہ می گیرید آخر ما مسلمانیہ، اگر رن شدہ بہ دست ما آید چہ خواہد شد؟ نہ کلام مکت کشی اینہا رواست؟" کسی را پاری جواب آن بود "ہمہ اکابر ن عبد حاضران لفظ نصیر بہ رمان رانندہ آنگاہ مولوی معظم ماعد شیر خان بہ جولان آمدہ جوابش دہ "ای سردار آگشی اینہا در شرع الور حاتم است. [۲۰۹] در ہواوی تاراجیہ آوردہ ہر کہ ر حرف فہدن و کفر ن ران خود را کشند و سوزد جہاز است" سردار گفت کہ "ما ظالم و کافریم؟" فرمودہ "آری" گفت "ما سادہ شاییم؟" "شاہ ما ظالم و کافر است" فرمودند و عجیب و نہاب علیہ بر کتاب دخی خود آخر بجاہدہ ہر چمدہ سردار را در پی باب چشم و شورش افروزد، از استقلال حال و استقلال معان این یک فرہ مصوب نہ کرد. آخر الامر سردار علو ہمینی معانہ نمودہ طریق علو خولعی در پیش نمودہ آداب خدمت بہ آوردہ [۲۱۰] و حکایات سبقت در آیات و منات فضائل ایشان در پی بلاہ مواتر البعتی است - جس نہ بعضی آخر عمرہ ہرای اہل لاوی -

فی الجملة از اجلائی فضائی عصر وار عاملان مخلص بود و ہم از مفارح ملوک قولا و فعلا ر جمعہ مرتی کامل، حضرت مبدومسی جلالی حنکی تمام یاق و اکثر اوقات وطب اللسان بہ ذکر نہی داعی و در ۱۱۶۶ھ نجیبا بہ اوج صبر کہ بہ دارالآخرت [۲۱۱] خبر مییلمد - و حمة اللہ تعالی و حمة واسعة

و کتب علوم مشهوره و غریبه بسیار به شب آورده بودند اما فرزند ایشان ضایع [مؤید] حال میر

پیشن موجود شد

و حسب ابلیه گاهی والد ماجد مولانا مولوی محمد عابد نعمت الله بقرانه در حساب صغر
باله پور به مدائن آمده اکساب علوم نمود و عضدن تمام در خلع مولوی حاجی یار محمد دفر می مد ستم
ممود و هرج دلبه ای از غلاتی چون کسبه فرونگناشت هدا لجا به و رقت فوطی فرموده و آنچه ر مروز که شیخ
[۲۳] اب اسد الله شهید باقی مآله بود - از مکالمات معمره و زمین مد معاش - به تصرف آورده

چنان دهی عالی و حافظه کامله داشتند که با وجود اشتغال اکثر احوال به غلاتی دنیای به سبب غلات
و مآله در محافل علوم گوی سبست می بردند.

بعد از اب برادران حنفی و حصول ملاقات به سب و رزود حکام غلاتی از مدائن نشد نمود در وچ
فدیه اقامت پشور گشتند در خدمت و تربیت [۲۴] اهل و خیال خود و اولاد اخوی و حوث و تعلیم آنها
معنی می فرمودند و معلوم المحدثیم مد الاقالیم معلوم گنج بخش صاحب حسنی حسینی حبیبی حبیبی
بنیسی مشکوفا شریف فله می نمود و اهل این همی جناب و والد شریف ایشان معلوم عبد در ر خدمت
عفی مولانا مولوی غلام مصطفی صاحب مرحوم اسفند یافتند

و چند گاه در بهاول پور اقامت شده بود بعد تمام تعلقات دنیای گلیانده با بر حب [۲۴] و معنی
حسینی و اختیار عزت گزینی از اهل دنیا از آنجا کوچیده در باله پور - که اندکی آباد بود - تشریف بردند و به
تعلیم مآل و رفاه و بنی الاموان و لغوات و غیره اندکی شغل فرمودند

بعد چند ماه به دار العا و حلت فرمودند قبر ایشان در آساده مذکوره، جانب سر قبر مولوی شاه محمد
مرحوم واقع است - و رحمه الله تعالی - و وفات ایشان در ماه شعبان ۱۱۸۵ هـ واقع است تاریخ سال وفات [بحر]
رحمت می شد [۲۴] ب و دیگر "و فو فی محمد عابد به سبکی" - رحمه الله تعالی - و به حسب شریفه

پس، قبر شیخ محمد معین برادر مولانا حضرت مولوی شاه محمد مرحوم واقع است

و این قبور و هر دو سرادر حنفی، در مدائن موقوف شده و وقت وفات حضرت و مد ماجد مرحوم
سر در گلان مولوی ابوالحسنی مرحوم قزو پانزده ساله بود [و] قطعی می خوانند و این قبر فدر سیر ۱۲۵۰ هـ شرح
ملا می خواند به و غلطه اشتیاق اکساب علوم از باله پور کوچیده در بهاول پور جمعیت [۲۵] اب پشور مد
و بن و اب مله مدائن در تصرف کفار سکهان لا تلهم الله تعالی آمده بود به توفیق و حدایی هر سه برادر موف
مفرد و صحت الکلمات شده در اکساب علوم با وجود خلع اهل و خیال معنی نمودیم و تحسین در شرح
مولف که با اهل فی دیار با غلب تحصیل اسب رسالیم سبحانه تعالی معنی این مساکین و مشکور فرمود
لعمد الحمد و المنة و از علوم غریبه هتب و حساب و اصطلاح و جفر لیر [۲۵] به و ر کیم و سب کس

عظيمه به مناظره دلير و عبارت معظه به احس وجوه از دانت ايژان منكشف مي شد. حال دو فرزند بيت سرك الله فيهما موجود الله. محمد عابد موسوم به نام خود خود صرف مي خواند و مومن عبي ان مي خواند. بالفصل الهي طبعي [۲۸] ب) نفاذ است

و اخوان مولوي شيخ اريد - بارك الله تعالى في عمره مع العاليه طبع ازكي و حافظه قوي در د و عدم در محدثي عليه و محافل علميه [گوري] سيقب برده و تحرير مسائل ورده شهادت كبر حردني و كتاب بعضي كتب مفصولي و معنوي است نموده كه در غايت لطافت و بالغ است. فلكه الحمد و فرزند گلان زي محمد عبي صرف مي خواند. - بارك الله تعالى فيه مع اخويه الاصغر و ادم تربيهما في ظله -

و همي قيسير نير بسيار تحرير بر مسائل معظه و تركيب [۲۹] ف) مداوله نموده و حوشي قان قون و حشبه بر شيخ الاسلام قلوب و شرح خلاصة الحساب به اسم لياب و شرح محمد معما و تحفة برسون في مسائل بگريه عظمي صاحبها الفضل الصلوة والنجاة وغيره مسائل معرله مؤلف ساخته بعضي از آن به نظر [۳۰] ب) عبيد ي عيسى در آمده بر تصنيف شروح و حوشي خاطر بسا مائل است اما اسباب مساعدت در زند بلكه بعضي بهاديه و حسن العاليه

و حتى سبحانه تعالى به كرم خويش اولاد عطا فرموده

- فرزند گلان خير محمد - داد الله تعالى شعره و علمه مع العاليه - در ۱۲۰۳ هـ در اوج بهار به - كه به سبب فرزندان بسوزد شاه و آسمان و ي به قلعه دير اور در ماس اوج مير كه آمده بوديم - متولد شده بود. اكثر كتب مصداق بهبه تقييد الهي از بي قيسير و از عثم شريف خود حاصل نموده [۳۰] الف) الحال بدون ذي. بجمال تدريح مي خواند و تقرير و تحرير خوب دارد. فلكه الحمد والمدة

- و فرزند دوم ابر الفصح كه در حضرت ولا در ۱۲۰۶ هـ سرزوق شمس، متوسط و بهت غوي مي خواند. - بارك الله في ذروه الله العلم والعمل

- و فرزند سوم محمد ظاهر كه در اله آباد مسكن الحال، در ۱۲۱۳ هـ متولد شده است - است قرآن مي خواند. بارك الله تعالى فيهم اجمعين.

و ساعت شرح بعضي حالات خود محض شكر الله بذكر الله بهم بگانه از هم از اعميس است [۳۰] ب) كه حلق بهم ملاحظه اين نيماء شامله و آلاء كامله نموده

مهما انكس به محمد الهي فاستغني لشغل دارند. والحمد لله رب العالمين

و بعد نماز دو شهر الله آباد، انواع بدعت رواج بيع و قرب آن و رواج امكانه بدعت و جمع حبه و حبه خانه و رواج مراسم كبر از هولي و كبري مولوي و خمار [كلنا انما نرى و غيره و فسق و فساد، بشير و ديگر ملاذ اين لواحي متمسك بود. مباحاله تعالى به خاطر ابر الاسلام محمد باهول خان برده و فرموده بود. - كه دياك پني و لاجه ملتان [و] ثير مصر ف است. فاما نموده به پني گفتم. فبر بي به

همه سبب های قلیمه آنجای را منجمی ماحه^۳ چنانچه دایره بدایع خراب و امکنه لولوی ه، شر بحده و

المنزاج حاله و جسم حاله مضطرب ماحتہ و فتنای او با امان مضطرب و هم دار گیرتی و هواری و غیره نور و شفق
مصور اند و مسجد عالی و گنجینه صیغ بنا شده . اللَّهُمَّ الْحَمْدُ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ لَدُنْكَ دِينٌ مُبْتَدِ [۳۱] وَبَدَأَ
الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

و محمد حبیبی ما۔ قاضی محمد عادل مر حوم۔ تحصیل نا مظول داشت و اقبیه و منورع بود قبر بنیاد
براست پور و اقبیه است

و سائر کتایان ایشان قاضی امام الکلبی بود، از علوم شرعی بهره ور و جری الطبع در محافل کلام، فقه و تفسیر و عضو مهمی معول است و قبری در باقریه است و یکی از فرزندان وی قاضی کریمیه - که [در] علوم فقهی و سایر مباحث خوب داشت و کتب عربیه ثابه مطبوع [۳۲۴] تحصیل نموده - از طرف سفین دهمی محمد شاه پادشاه چهل و هفت مصعب قاضی پر گه [در] اوچ گرفته در اوچ مغلیه نوکی نموده و آن وقت اوچ قاضیه و بخاریه حکومت داشت. سعادت مشیخت و پیروز دگر می نمودند و چند ایام مولانا عتی مولوی غلام مصطفی مرحوم به سبب ملاقی قاضی کریمیه در مرحوم دامعزل گردانیده رقم قضایه نام خود حاصل نموده و بعد از حجت نورخ و عیادت برادر وی حله [۳۲۵] رحمی مار قضایه وی تسلیم نمودند و قبری در اوچ قاضیه [۳۲۶] صاحب شمسال بکر مولوی غلام مصطفی مرحوم واقع است. و حال یک پسره اش شیخ محمد عالم موجود است و هم چندی اکثر اشخاص دیگر از قبله قریش باقریه از علم قلیل و کثیر بهره یاب بودند و هستند احمد بنده رب العالمین آله مهرد و لا نفس و نور ذلک العمل و القوی و اصل حجر اما قراء الی الله این است

مسکینان (۳۳ الف) فقیر ابو الحسن مرحوم و فقیر شیخ محمد و فقیر شیخ فرید غنی، نیکو عیال و جمع
آخر فقیر عیال مسکینان

اہماء حضرت ابی القیاس مولوی محمد علی شاہ صاحب فرمود

د. الشيخ صالح الفوزان، محمد عادل

ہیں شہام کو بھلائی

من قسم الفاضل قسم حوام الكبي

(س) الشيخ الفاضل العامل شيخ محمد الشهير بشيخ

من الشيخ العالم محمود

من الشيخ الفاضل شيخ بهته

ر. الشيع العارف شيخ حمام الكفر.

مخلوق اور خراج کر کرتی - غلطی کا اعتراف

عارف غریبی

س: شیخ العالم احمد

س: شیخ العارفی [۳۳] صاحب الکرامات شیخ محمد مراد

س: شیخ فرحتی شیخ بہاء الدین

س: شیخ العالم شیخ فخر الدین

س: شیخ العارفی شیخ محمد شریف

س: شیخ نورانی الکامل شیخ محمد تاج الدین شہید

س: شیخ العالم العارف شیخ محمد

س: شیخ الفاضل شیخ نور الدین

س: شیخ العارف الکامل شیخ الفاضل شیخ بہاء الدین

س: شیخ العارف الفاضل شیخ ہمام

س: شیخ العارف [۳۴] الکامل رضی اللہ عنہ عارف

س: شیخ الشریف العارف شیخ علی

س: شیخ الادیب العارف الکامل ابو اسحاق

س: شیخ الشریف الادیب امیر المؤمنین محمد مہدی

س: امیر المؤمنین ابو جعفر منصور

س: الشریف الادیب العارف محمد

س: العارف الکامل زید الزہاد الملقب بسجاد علی

س: رئیس المفسرین، و اسی المصنفین، فریدان القرآن، حیدر الامام ابو العباس عبداللہ

[۳۵] س: عہدہ امیر الدین، ابو الفضل عباس

س: رئیس الترمذی عبدالملک

س: سید الترمذی ہاشم - حیدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عن اولادہم اجمعین

واللہ اعلم شیخ محمد عارف صاحبہ - و عہدہ رئیس الاولیاء شیخ حسن عباس، سیدہ مہدیہ بود

و شیخ حسام الدین - واللہ یشان صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم - و شیخ علی بن ابی طالب (ع) [۳۶]

و شیخ محمود - واللہ یشان او فریدان مہدیہ بود

و شیخ مہدی - واللہ یشان او فریدان صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

و شیخ احمد - واللہ یشان او ہے - بود قصبہ بود، او اولاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و شیخ محمد مراد - واللہ یشان فریدان مہدیہ بود، او نواحی میوسان

و شیخ تاج الدین شہید - واللہ یشان صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم - دمام مخلوق المہدیہ مراد عزیر - حطب لطف صاحب

قلعہ سبورتانی [۳۵ب] مدفون زیر ہمارا مولانا مخلوم عزیز پہلو عروسی خود - اند

و شیخ ابراہیم والہ ایشان قریشیہ حارثیہ بود

و شیخ بہاء الدین والہ ایشان قریشیہ زبیریہ بود

و شیخ ضیاء الدین والہ ایشان عمریہ بود

و شیخ رحنی الدین حارث والہ ایشان از اولاد عثمان بود - رحنی اللہ عنہم -

ہکذا و جملہ بخط السلف اولی الائاب وهو تعالی اعلم بالصواب.

و شیخ تاج الدین شہید از اکابر ان زمانہ و واصلاں [۳۶الف] یگاہ و ولی کامل بود و دو قون شرعیہ

و عدم و غلبہ و غلبہ کمالی ائمہ داشت ازہر فی ہالای قلعہ سبورتانی در سی فرمود چنانچہ آثار مسجد ایشان

نامیزم باقی است کہ ہمہ انرا مولانا عشی مولوی عبدالرحیم مرحوم مسجد بنا نمودہ و ذات شریف در غایت

تغوی موصوف بود صاحبہ و لیل و نال ایشان ما مولانا شیخ صفیر الدین صدر جهان و مولانا شاہ رکن غم سفلوں

است و مع ہذا جہاد فی سبیل اللہ [۳۶ب] می گردند تا کہ در جد شہادت یابند

و از ایشان لعل کنند کہ می فرمود کہ مسجدہ تعالی در اولاد ما شرف علم و بلاغت - کہ ہمیں شرفیہ

است - عطا جو اند فرمود و ظلمت جہالت - کہ ہمیں ظلمتہا است - در نسل ما مسلولی ہو نہ شد - آمیں

تسلی اللہ تعالی بعلتہ

و رفعت شأن و علو مرتبہ ایشان از بیان قطب زمان، حضرت معلوم جہانیان قدس سرہ کہ [تر] وں

حرالہ جلالتی^۱ است - معلوم می شود، خلاصہ اش این است: [۳۷الف]

الہی بہ حرمت و برکت پیران سبورتانی مرابعش کی، (جلعہ بہ تفصیل پیران سبورتانی [۳] بیان فرمودہ)

الہی بہ حرمت و برکت پیر شیخ تاج الدین شہید

الہی بہ حرمت معلوم عزیز عظیم قطب الشہید،

الہی بہ حرمت حاجی محمد بلخادی،

شاہراہ ہمیں معلوم می شود کہ جانب شرقیہ نزدیک سبورتانی قبر عیال [کہ] معروف بہ حاجی عراقی

است - [تر] و [تر] - بہ امام شیخ چہارم محقق نمی شود، گویند ہالای سبورتانی [۳۷ب] جنوب روئے شرقی

مائل است - و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

و مولانا عزیز عظیم قطب مرتبی کامل و عالم تحریر و^۲ در نسب شریف ایشان بر د دست آپا می

شود [۳] چون اسدین ہاشم اولاد لغاورد ابنی القرامحش شد، جب اللہ شیخ المسلمین می ہد، بعضی بحث

و باب ہمہ [۳] گنہہ شود شاید جہت ہالعیب یکی از انتہات از آباء ذات شریف عورت لاعلام یا سجادہ

منسب باشد [۳۸الف] نہ از جہت اہوت کہ چہاں ہمیدہ اند^۳ چہ اولاد^۴ نہ وجود مدہ کف حق

مطلب اور اخراج کے ترتیبی خاکہ کا اضافی ذکر ہے

خارجی طریقہ

مطلب اور فواج کے قرینتی حلقہ کا مطلب ذکر ہے

خارجہ اور متاجر

یہ وہاں سے آتا ہے کہ اس وقت کہ یہ وہاں سے آتا ہے کہ یہ وہاں سے آتا ہے

یہ خطوط ۱۵۸۱۵ ق م کے ساتھ مشترک ہیں جن کے کچھ کے کچھ ہیں۔

۵۔ غریبی کا شکیہ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط۔

۶۔ ۱۵۸۱۵ ق م کے لیے (۸۹۱ ق م) غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک ہو۔

۷۔ ۱۵۸۱۵ ق م کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۸۔ ۱۵۸۱۵ ق م کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۹۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۰۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۱۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۲۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۳۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۴۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۵۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۶۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۷۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۸۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۱۹۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۰۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۱۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۲۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۳۔

۲۴۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۵۔

۲۶۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۷۔

۲۸۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۲۹۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۳۰۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

۳۱۔ غریبہ کے لیے ۲۲۵ خطوط کے ساتھ مشترک۔

15 دورانی کہ تفرق کا سرور اس طرف است

اس عبارت میں "تفرق کا سرور" معنی ہے کہ دوری اور ایک
میں ملنا ہے۔ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ اس شخص میں بھی عاشرہ میں بیان
کے لیے ہے کیونکہ یہ اپنی اصل جگہ سے منقطع ہو گیا ہے۔ اس لیے اس
اس عبارت کو اس طرح پڑھا ہے "دورانی کہ تفرق کا سرور" اس
طرف آئے۔

[ب] اس طرح لکھا۔

اسٹائی، غلوہ اور نے اپنے نام مخطوطہ میں لکھا "اسٹائی" اسٹائی
کا ہے جسے مرتبین نے نام مقامات پر لکھا ہے اسٹائی میں خود ہی لکھا
ہے حالانکہ اسٹائی بھی لکھا ہے اسٹائی کے معنی میں یہ لکھا ہے
نام مہدی و قدیم لکھا ہے مثلاً برہنہ قاضی لکھا ہے مثلاً برہنہ
فرنگی (اکثر محرمین میں بھی) اسٹائی کے لکھا ہے مثلاً برہنہ قاضی لکھا ہے
مثلاً۔

تصنیف کردہ۔

اس مقام پر مرتبین نے بھی لکھا ہے کہ اسٹائی میں یہ لکھا ہے کہ یہ
واللہ اعلم بالصواب میں لکھا ہے اسٹائی لکھا ہے اسٹائی لکھا ہے۔

لکھا ہے، برہنہ قاضی

اسٹائی

برہنہ قاضی

برہنہ قاضی لکھا ہے

برہنہ قاضی

حقیقت و حشر

لکھا ہے

دورانی لکھا ہے

مگر تفرق کا سرور اسٹائی لکھا ہے

مگر تفرق کا سرور

تفرق

مثلاً کہ مثلاً

لکھا ہے کہ مثلاً

اسٹائی لکھا ہے

مثلاً

18

25[39]

26[50]

48[63]

29[76]

26[77]

28[78]

28[79]

28[80]

28[81]

28[82]

28[83]

28[84]

28[85]

جسکے کیمبر و میرہ اور جسکے کرے چلا رہے یہ ایک میں پیچے اور طاقت محدود سوسائٹی کی اصطلاح کی واحد
ماں کی ایک کاتھ ہے۔ جو بوقت گذرے کے ساتھ ساتھ قتل و ستم آگے بڑھتا رہا اور اٹھارے سے نو سو ۲۵ء تک
کے کچھ تکس چھاپا گیا ہے تاکہ انھیں حیا رکھ کر اختیار دیا جاسکے۔

یہ ماں اس دور میں ۶۰ لکھ شائع ہوئے۔ ان میں سے ایک، میکس ٹرنر (Maxon Turner) کا چھپ کر درجہ چھاپا گیا تھا، جو
ماں پر لکھا گیا ہے جو کسی اس سوسائٹی کی طرف سے شائع ہونے والی اس کی رنگہ جلد پر یہ خاص اشارے سے چھپ گیا، کہ یہ بھی
بڑے صغیر میں ۹۰ جلدوں پر لکھا گیا تھا؟

اس کو ۱۹۲۶ء میں ڈیڑے مہینے تک کیمبر کی دھڑ سے چھپ کر پورنگٹن کے پبلشر مٹن میں سے چھپا۔
کیا ڈیڑے ماہی طور پر یہ سچ ہے؟

کتاب کے روحانی سوسائٹی کا چھپنا یہ سلسلہ کیس کا بہتر ہے۔
ایہ طرز اثر میں وہ مستحقین کا خیال ہے کہ بڑے صغیر میں قاتل کی دواں کی سرکاری حیثیت ختم کرنے میں خود کی کردار اہم ہے
یہ وہاں کا لیکن دھڑ کی طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قاتل کی کتب کے انگریزی ترجمہ سب سے پہلے بڑے صغیر میں ہوئے، پھر
چھاپا گیا ہے۔ سب سے پہلے کیمبر میں ہوئے تھے بڑے صغیر میں قائم کیے ہوئے علاقے میں ان چھاپخانوں سے لیکن علی شہد
کے کتب خانے کا قاتل کی کتب تھیں۔ انکھتاں سے ۱۹۰۵ء میں چھاپے گئے تھے اور ان سے بہت سال سے قاتل کی دواں سے
نیکو نگہداشت ہو رہی ہے۔ اور کتب خانے کے انگریزی ترجمہ سب سے پہلے بڑے صغیر میں کیا گیا لیکن دھڑ کی طرف یہ بھی
ایک حقیقت ہے کہ وہ دھڑ میں کے ایک انگریز دھڑ کے لئے لکھا گیا ہے۔ اس کی سراسر اسات کے لیے انگریزی کو قاتل کی جگہ
ہو گیا ہے۔ آپ کے خیال میں یہ نظر یہ کہ کیمبر بڑے صغیر میں قاتل کی دواں کے دواں کا اثر ہے۔ کس حد تک درست ہے؟

اگر مجھے سچ مالدیا ہو، انگریزوں نے ۱۸۳۵ء میں قاتل کی دواں کی بڑے صغیر کے سرکاری اداروں میں سرکاری حیثیت ختم
کی لیکن اس سے قبل خلاف دھڑوں ہی کو کتب خانے حقیقت سامنے آئی ہے کہ اس دور میں کوئی عمومی سا گھم بامگنی نہ ہوئی
تھوکت کی طرف سے اپنا ہی دھڑا قیبلے اس کا قاتل بڑے صغیر میں کیا جاتا تھا اور اسے ختم کیا جاتا تھا۔ ۱۸۵۰ء ان کے ہر گئے اور
ہر شے کے لیے ضرور کہ وہ ضابطہ قاتل کی دواں میں بڑے صغیر میں تھا۔ ان کو قاتل کے لیے شخص جسے تو انھیں اس قسم کے اقدار
کی قطعاً حاجت تھی۔ جہاں تک انگریز کو سرکاری دواں قاتل سے واقف ہے اس کے کیمبر ۱۹۰۵ء تک وہاں کی سرکات
تھے۔

یہ کاتل کوئی ایسی طاقت ملی تھی اس کے پیچھے ہندوستان کو کچھ دنوں سے دھڑا کی راہ سے ۱۸۵۰ء تھا، اس کے لیے
ایک ہی دور کے دواں انگریز تھے؟

اچھا تو آپ کے خیال میں دھڑا کی دواں کوئی ہی ہو سکتی تھی؟ اور کیا انگریز تھے؟
نہیں۔ یہ انگریز ہی۔

انگریز ہی؟ یہ بھی خوب سمجھو۔ ہم اسی دور سے انگریز ہی سے وجہ ہو گئے اور انگریز ہی کی دواں میں دھڑ کی دواں کی

۱ کاتل نوٹ

۲ کاتل نوٹ

۳ کاتل نوٹ

۴ نوٹ

۵ کاتل نوٹ

۶ نوٹ

۷ کاتل نوٹ

۸ کاتل نوٹ

۹ کاتل نوٹ

۱ کلو نومی پاکستانی یونیورسٹیوں، انجمنوں، عجیب و غریب یونیورسٹی اور میسجیوں، ہولتھن کے گورنر میں بدو ہیں جن سکھائے گئے ہیں۔
 ہیں۔ عجیب و غریب یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کے طور کے لیے ہندوستانی گورنر اور آرمی کے لیے گئے گئے ہیں۔ گھریسی
 مان بندھا مکن نہیں۔ جسے پتہ چھوہ ہولتھن میں بھی جیتے ہیں۔ سیر مال بن ہیں یونیورسٹیوں میں ہولتھن میں۔ وہ وی
 میں کی طرف سے ہے۔

۲ مکی ریلو اطلاعات کی طرف سے گھریسی کے لیے کی گورنر ہیں۔

۳ کلو نومی نہیں۔

۴ کلاس وہ وی کی جانب تو صرف عجیب و غریب یونیورسٹی کا ہی خاص ہے۔ انجمنوں کی تمام یونیورسٹیوں میں بدو ہیں۔ سیکرٹری کا رائج
 ہے۔

۵ کلو نومی پاکستانی یونیورسٹیوں میں عجیب و غریب اطلاعات جیسے کہ وقت ملا دہی بدو ہیں جن کا انتخاب کرتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ
 لے دینا کہ یہ کچھ نہیں ہائے کہ بدو ہیں جن کا چر ہے۔ انجمنوں میں ہولتھن کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ ان کے لیے کہیں
 وہ کہنا گورنر کا کہیں کہ ان کے پاس ہم کا کچھ نہیں ہے۔ سے پہلے کہ ان کی ہولتھن کے بارے میں وہ انجمنوں کے ساتھ ہیں۔

۶ کلاس یہ کہ وہ کہنا گورنر کے لیے انجمنوں کا ہے۔

۷ کلو نومی ایک سب سے بڑی ٹیٹن، میں بڑی بڑی ای کی طرح وری قرار دیا گیا ہے۔

۸ نوٹ انجمنوں کے لیے میں کلایک تنوں کی ایک، وہ ان کی ہولتھن سے ہے۔ انجمنوں میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 طرف جاری ہے۔ تو طوری طور پر کلایک تنوں کی ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 بدو ہیں کہ ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 جیسے ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 تنوں کی ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں

۹ کلاس سیر انجمنوں کی ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں

۱۰ نوٹ انجمنوں کی ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 انجمنوں کی ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں

۱۱ کلاس ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں
 ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں ہولتھن میں

یہ خود دشمنوں کو گڑبگڑ دینا چاہئے تاکہ یہ علاقے کے خطرات کی حفاظت کر سکیں۔

نوٹ: یہاں سلسلے میں ملوثی قدرت کو ثابت کر کے ہیں؟

جب آپ یہ کہتے ہیں کہ "میں اس صوفی خاں کے گھر میں اپنے جان لیوے اہل سے کہا ہوں کہ کونز خیر آپ کی حکومت نہ کرے، مگر میں نے یہ خبر آپ کی خدمت میں پہلے ہی سنا ہے۔" اس کا جواب ہے کہ آپ کا دلی کہنا ہے کہ آپ نے اس کے گھر میں نہ گئے، نہ اس کی حکومت میں سنا ہے، نہ اس کے گھر میں پہلے ہی سنا ہے۔ اس کا جواب ہے کہ آپ کا دلی کہنا ہے کہ آپ نے اس کے گھر میں نہ گئے، نہ اس کی حکومت میں سنا ہے، نہ اس کے گھر میں پہلے ہی سنا ہے۔

نوٹ: ہم نے انگریزی میں دیکھا ہے کہ یہ ہے لیکن انگریزی میں ہے

اسخبر کو روئے ہی نہ کیا کیونکہ اس خبر کے لیے "ایم فلوریڈ" کی ترکیب مستعمل کرتے ہیں جو میرے خیال میں درست نہیں ہے۔

کائنات
یہاں وہ تہذیبی حدود ہیں جس کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کی کئی باری ہیں۔ مسئلہ نہیں کہ ہندو
اس سے پہلے کا ہے جس میں صحت دینا اور اس کا اختیار نہیں ہے۔ تو کم از کم اس سے پہلے ہی تو رہی ہے۔
اور انھیں ہندوؤں کا چھوٹا ہے۔ ان کے لئے یہ کتاب اور اس کے مطالبہ کی کتاب۔

کسی ایک ٹھانی پانیسی اس ملک کے سیاسی نظام پر بھرتی ہو کر لڑا کرتی ہے۔ چار چار کتاب اور مضامین میں اس کی صورت حال کو یہ دیکھ کر افسوسناک ہے اور انتخاب کے بعد اس کو یہاں سے نکال کر کسی نظام میں اس کی جگہ نہ دیا جائے۔

کی حفاظت کے لیے پڑھنا۔ یہ نکتہ بالکل سچ ہے کہ اس ضمن میں عملی طور پر کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

یہ بہت اہم نکات تھے بشرطے کہ ان کے مطابق انتظام کیا جاتا ہے۔

کیا نہ

نہ

نہی نے وزیر میں ہائیڈرو پاور کے متعلق ایک بہت خوبصورت رپورٹ کی کہ اس میں اس وقت وہاں تاحی کے لیے کیا کام

ہو رہا ہے اس کی مثال اس وقت چھٹی ہر گاہ کی ہے جس نے ایک روٹے کو اپنے نچلے کو دیکھ کر دیکھا ہے اور دیکھ

کر حیران رہا۔ یہ اس وقت حالی میں سب سے اچھا کام ہے کہ اس نچلے کو گورنر نے دیکھا ہے اور اسے کچھ سکے

چاہئے۔

میں ایسا ہے۔ میں، ہمارے حالی پر پھر ڈیڑھ کم اس وقت سب کے خود بخود نہیں۔ اس معاملہ میں اس کی حفاظت بھی

کر لیں گے۔

۱ کونوٹائی

نوٹائی صاحب اب آپ میں اپنے دور کر حقیقتات فائز امیر میں پاکستان کے (دوسرے) تائیں کہ وہاں آپ کا کام

کیا رہا ہے اور یہ کہ آپ فائز کے اسٹاکی ہیں۔ یہ مرکز کب قائم ہوا اور اس کے قیام کے کیا مقاصد تھے؟

کیا نہ

۱ کونوٹائی

اس مرکز کا قیام ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ اس وقت تعلیم پاکستان دور دورہ ہنگامہ میں تھی۔ اس وقت کے تھانوں سے "مشترک ٹیکسٹ بک" (ایہ

لفظ سامعہ میں ۳۲ درجے کی فرض سے ملے ہیں) لکھا گیا جس سے لکھا فائز دکان میں اس مرکز کی پیشتر قیام

مطلوبات کی جانب مبذول دی ہے۔ پاکستان کے مدرسہ اسلامیات اور خانقاہوں میں ۳۲ درجے کی کتب خانہ کی قیام

کام مرکز میں پیش کرنا اور کاپی فیکچر ہیں جس کے نتیجے میں مطالعات کی گہرست ماری اس مرکز کے بعد اس میں شامل

ہے۔ لہذا، کوئی نہیں مانتا ہے یہ مرکز یہاں مطالعات کی پیش آہنی امور کی گہرست ٹیکس کے ضمن میں قابل قدر

خدمات انجام دے رہا ہے اس وقت مرکز حقیقتات فائز کے کتب خانہ کی پیش آہنی امور میں ۳۳ ہزار کتب خانہ کا ذخیرہ

۳۲ درجے میں سے ۲۴ ہزار کتب کی گہرست چھپ چکی ہے۔ اس کے علاوہ سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ مرکز

حقیقتات فائز کے مطالعات کی (چاندیوں کے علاوہ) مرکز کے نئی دیگر کتب خانوں میں ۳۲ درجے کی گہرست کی گہرست

بھی لکھی مقاصد کے حصول کے تحت شائع کی ہیں۔ چھپنے لگی ہیں۔ یہ تمام کتب پاکستان، مین ٹری، روڈ اور کتب خانہ کی

فائز کے ذخیرہ کی (۲۴) کے علاوہ مطالعات کی گہرست اس مرکز ۱۵۰ ہزار کتب خانہ کا ذخیرہ اور سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ

میں کی گہرست کی چند جلدوں میں مقاصد ہے۔ اس کے علاوہ سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ میں ۳۲ درجے کی گہرست کی گہرست

ہو۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا مرکز کے کام کا ایک حصہ وہی سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ سے متعلق ہے۔ یہ سنو کی

نہ اس کے علاوہ کتب خانہ کے علاوہ مطالعات کے علاوہ سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ میں ۳۲ درجے کی گہرست کی گہرست

فائز سنو کی (ایچ) کہ کتب خانہ میں ۳۲ درجے کی گہرست کی گہرست

کیا نہ

۱ کونوٹائی

میں ۱۹۷۱ء میں، بحیثیت گہرست نویس، اس مرکز کے کتب خانہ "مختصر" سے جوڑ دیا۔ ۱۹۷۱ء میں، بحیثیت گہرست

مائل کتب خانہ کی خدمات انجام دے کر بعد میں ہنگامہ میں لکھا گیا۔ یہاں سے ۱۹۷۰ء میں ۱۹۷۰ء میں ۱۹۷۰ء میں

بات جو لوگ نے تیرا جانشین آگے نکل کر کیا اس (یاں میں) اس (کڑی) کے کہنا سے اسے استغاثہ کی کہ یہ جو دھتورے طلب
 نہ بنا رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ کے لیے والدہ لہو کے طرف سے عذر ڈھکا کر کے فرسوں کے ہرے و سیاہ
 میں لے کر جہاں مغرب کے ہر دم کو یک حکم صاحب کے دروہت پر پہنچے۔ حکم دہاں علی صاحب کے بارے سے تھا۔ جسے سواری جو
 اصل صاحب نے ہم لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ اسے اتنا ہی حکم صاحب سے کوئی نہ رکھو، وہ کہیں کہ ان کے ہاتھ نیچے پکے نہ ہیں
 نہیں۔ ان کے حکم دہاں علی صاحب پر حرم ہائے آئے اور ایک دھڑ سے گئے۔ لے گئے ایک صاحب کو بھی وہاں ملے وہ جب کہ وہی آؤں
 بیٹھنے کے کہ وہاں ایک بے نظر انھوں نے دیکھا کہ جہاں کے کچھ سے وہ اسے وہاں ایک دھڑ سے لے گئے۔ لے گئے وہاں سے
 تیرے حکم دہاں علی صاحب کی اس سے بات کے ساتھ حکم صاحب نے فرمایا کہ اسے اس کے ساتھ لے آؤ۔ سواری وہاں ملے وہ جب
 فرمایا کہ علی صاحب آپ تو مالیت رہے؟

۱۳۴۷ھ (۱۹۶۷ء) کا واقعہ جس وقت ہوا کہ ۱۳ سال قید |

۱۰۴۵

ایک شخص ہوا کا کچا پھاری عریانی (برہمن مت) کے رہنے والے ہوا کا مکان کا قماردار تھا۔ "میں جو کچھ کروانہ ضرور کروں گا، وہی طرح تھا، جس کی خبر نہ ہو کہ کچھ نہ ہو، ایک سوچاں صفت لکھا تھا کہ اس کے لیے جو خیر و شر، ادا و ناکہ کے آئے رہیں، اس کے اس کے ہونے کا پتہ نہ ہو، اس طرح بھی، جس میں اس کے لیے ہر بار نہ ضرور ہوتا تھا کہ وہ اپنے لیے ہر غلطی کے کس کس سے پہلے غلطی کے دروازے کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ اس کا مکان میں ایک تیرہ تھانے تھا۔ اس کو وہ ایک گیارہ سو سو کی رقم پر ہونے کے لیے کچھ بھی استعمال کر لیا کرتے تھے۔ ہر بار ہوتا تھا۔

’ اللہ اللہ! انھیں ایک اور گناہ (دن کے بارے میں) کے قریب رکھ دے تاکہ وہ اپنی اس خالص اور بے لاپس کی زندگی بیکھرے میں کسی ایک لمبے کے گھمسن کی بجائے جتنے میں سارا جسم صرف دو ہوا کا تھکنے کی مشقت سے بچے کہ یہ ایک عمر بھر کا کام ہے۔‘

[یہ سارا کا تہذیب و دورِ غلط نفس و مادہ و محبتوں سے ہوا ان کے اخلاقی سہارا کے ناتوازی کی ایک عکاسی پیش رو مت ہے۔]

۵۰ واکھی

آپ کے پروردگار، حکیم و مہربان مقرر کی اس عبادت و قلم میں کسی کی سعادت بھی، فتنہ کو حاصل ہوئی ہے۔ وہ چاہے کھائے یا نہ کھائے، خدمت میں ہے۔ میں نے عرض حال میں بھی، اس خدمت میں کیا فکر کر بیچے ہے۔ ہر کس نے ان کی اس دانش مشعل سے ۱۰۰ کلمات کی عقلیں روشن کی، سب سے بڑے ہیں اس کے مطالعہ کی وہ جو کچھ دلوں کے نیچے غنائی بات ہے۔ چاہے کھائے یا نہ کھائے، ۱۰۰ کرم آپ کے کردار سے، اس آس میں، اللہ تعالیٰ کا فیض بخاتا (حکیم و مہربان مقرر کی اس عبادت و قلم میں کسی کی سعادت بھی، فتنہ کو حاصل ہوئی ہے۔ وہ چاہے کھائے یا نہ کھائے، خدمت میں ہے۔ میں نے عرض حال میں بھی، اس خدمت میں کیا فکر کر بیچے ہے۔ ہر کس نے ان کی اس دانش مشعل سے ۱۰۰ کلمات کی عقلیں روشن کی، سب سے بڑے ہیں اس کے مطالعہ کی وہ جو کچھ دلوں کے نیچے غنائی بات ہے۔ چاہے کھائے یا نہ کھائے، ۱۰۰ کرم آپ کے کردار سے، اس آس میں، اللہ تعالیٰ کا فیض بخاتا)

جیسا کہ ”تہذیب و تمدن“ کے نام سے مشہور ہے، اس کا مطلب ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں جو کچھ کرنا چاہا، اسے کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں جو کچھ کرنا چاہا، اسے کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان نے اپنی زندگی میں جو کچھ کرنا چاہا، اسے کر لیا۔

۳۔ مولانا نورالحق صاحب (فے ۱۹۸۰ء)

[illegible]

۳۔ سورۃ الشرح فی

”میں سے اہل عرب اور ایرانی کی سڑکوں فقیر نے پڑھی تھی۔“^{۲۵۱}

”ہدایہ دینی کے ساتھ خدمتِ مریہ (مذہب) کے سب سے بڑے اصول اور مفروضہ ہے کہ عداوت کے ساتھ نہ ہو۔“
 مرحوم سے بہت فائدہ ہوا۔ اہلِ نبی کی کتاب کی کتابیں لے کر یہ تھیں، عمار، سید مظہر سب لکھی سے چھپیں اور موش و کت و دوسرے
 (یا بی بی) کتابیں لگی تھیں سے چھپیں گئے۔^{۳۶}

’شب شرع کا شروع ہونے کو میرے مہاجریہ استادوں اور مشرفہ فرجام نے شرح فقہانہ کا ایک کیم اچھا سا کاپیڈو میں کام لیا ہے اور اب اسے لوگ سنا سہاؤت ہیں۔ لیکن اس کے ایک ہی مضمون پر دو سو روپے کا سہرا (چھ عداویہ) کی تعظیم ہے۔“^{۳۵}

’میں کی تعلیم اور اس کی پڑائی بہر میں ہوتی تھی۔ انھوں نے ساری نظام مہاجریہ کے دریاں کی جنم لیا تھی۔ وہ پھر استاد بنے۔ چلے گئے۔ مرنے پر شب اور پڑائی سے اس کو کھانا تیار کیا۔ کبھی کبھی اس کی مدد دینے کے بعد مشغول تھے۔ شب شرع اور خود بخود میں چھوڑ کر اسے سید برکات تھے۔ ان کی دور میں اس آکر مشغول تھے۔ کاروبار کیا اور میں مدرسہ غلیلیہ میں اس کا بیٹا بنے گئے۔“^{۳۶}

’اس وقت تک اس مدرسہ غلیلیہ میں وہ کسی کے مدرسہ بن چلے گئے۔ خود اپنی دور غنائت میں مدرسہ ہوئے اور تادیہ کتابوں کی تیار ہو گئی۔ شروع کر دی۔

۱۹۳۲ء کو جب کوئٹہ وفاق کا قیام ہوا تو اس وقت حال کی تھی کہ مالہ دیکھیں کرتے ہیں۔ یہاں
مورخانہ کی ادائیگی میں کمی تھی اور قیام کرتے تھے۔

جگہ جتنی کہہ رہے ہیں، اس کی نقل کے لیے ۱۹۵۱ء کو ملک کی جامع مسجد میں ایک تقریر کر دی۔ تقریر ۲۰ جون ۱۹۵۱ء کو

[illegible]

۱۴۰۱ھ کی لڑائی کو نوک دور کر کے اس کی حکمت و حجاب سے اپنے بھائی کو بڑا بہتر نہیں بنانے کی کوشش کی۔ اچھے نژاد کے لیے کسی جگہ شکم کو دور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مگر جس شخص کو غریب نے ملایا ہے اس کی کجی اور اس کی کوتاہی کو جان چکا۔

چنانچہ یہ نظمیں جو علی شادہ حالت میں ایک لکچر کی شکل میں شائع کر دی گئیں اور اس کی ایڈیٹنگ حکیم صاحب نے ہی کیا ہے۔ یہ نظمیں کئی برس پہلے شائع ہو چکی تھیں۔ ان کے علاوہ اس وقت کے اردو سائنس کے بڑے بڑے علماء نے ان کے بارے میں کئی مضمون لکھے ہیں۔ ان کے بارے میں کئی مضمون لکھے ہیں۔ ان کے بارے میں کئی مضمون لکھے ہیں۔

پڑا۔ شب ایک سے روز دو کر پیش پیشا اور سب سے دنیا آگیا کھٹ لایا، چکی ایک شہر و لای آٹری رات۔ ۴۱

حواشی

- ۱۔ محمود احمدی کلانی
- ۲۔ "نبیات سروا میلائی" از سروا نظیر احمدی، مکتبی، ۱۹۸۷ء
- ۳۔ محمود احمدی کلانی
- ۴۔ نبیات سروا میلائی، رات سروا سید ناصر حسن میلائی، برکات انجیلی، کراچی، ۱۹۸۷ء
- ۵۔ "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت"، جلد اول، ص ۳۱۔
- ۶۔ مکتبہ گرامی، پشاور
- ۷۔ "نبیات سروا میلائی"، ص ۱۸۷
- ۸۔ محمود احمدی کلانی
- ۹۔ "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت"، جلد اول، ص ۲۵
- ۱۰۔ "نبیات سروا میلائی"، ص ۸۸
- ۱۱۔ بعد، ص ۵۵-۵۶
- ۱۲۔ "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت"، جلد اول، ص ۱۸۸-۱۸۹
- ۱۳۔ مکتبہ گرامی
- ۱۴۔ مکتبہ گرامی
- ۱۵۔ مکتبہ گرامی
- ۱۶۔ روبرو، نظم و ہج، ہجری ۱۳۷۷ء، ص ۳۳، "نبیات سروا میلائی"، از سروا نظیر احمدی، مکتبی
- ۱۷۔ "نبیات سروا میلائی"، ص ۱۹۲
- ۱۸۔ بعد، ص ۱۵۵
- ۱۹۔ "مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت"، جلد اول، ص ۱۳۱
- ۲۰۔ "نبیات سروا میلائی"، ص ۱۶۸
- ۲۱۔ بعد، ص ۱۵۵
- ۲۲۔ بعد، ص ۱۵۸
- ۲۳۔ بعد، ص ۱۶۷-۱۶۸

- ۳۰۔ "سلسلہ ان کا کلام تعلیم قرآن، جلد دوم ص ۱۸
- ۳۱۔ یہاں جلد دوم ص ۱۸
- ۳۲۔ دارالعلوم میں بیچے ہوئے دن
- ۳۳۔ "میری حسن نگاہیں" ص ۱۸، یہ کتب کتب سے نکالے ہو گئی ہے
- ۳۴۔ حیات سرفراغیلائی، ص ۲۷
- ۳۵۔ میری حسن نگاہیں، ص ۲۵
- ۳۶۔ "کتاب سرفراغیلائی" از سید محمد نقوی
- ۳۷۔ طبع حیات کے لیے کتب "پادریاں" مضمون سرفراغیلائی، جلد یکم ص ۱۵
- ۳۸۔ طبع حیات کے لیے کتب "پادریاں" از حکیم سید محمد نور علی، جلد یکم ص ۱۵، مضمون سرفراغیلائی۔ مضمون سرفراغیلائی
- ۳۹۔ حیات سرفراغیلائی، ص ۱۱۸
- ۴۰۔ خاکسار محمد نور علی
- ۴۱۔ طبع حیات کے لیے کتب "پادریاں" ص ۱۱۸
- ۴۲۔ "حیات سرفراغیلائی" ص ۲۵
- ۴۳۔ دارالعلوم میں بیچے ہوئے دن ص ۳
- ۴۴۔ یہاں ص ۲
- ۴۵۔ "حیات سرفراغیلائی" ص ۱۱۵
- ۴۶۔ کتب سرفراغیلائی، طبع حیات "پادریاں" ص ۱۳۳
- ۴۷۔ "حیات سرفراغیلائی" ص ۱۱۸
- ۴۸۔ یہاں ص ۲
- ۴۹۔ یہاں ص ۲۵
- ۵۰۔ یہاں ص ۱۲۳
- ۵۱۔ یہاں ص ۱۱۵
- ۵۲۔ سرفراغیلائی، جلد یکم مضمون سرفراغیلائی، ص ۱۳۳

Abstract

The life and works of Maulana Syed Manzūr Ahsan Gilani have still not been explored, stated and researched and the only sources available regarding his early life are his own statements, letters and words. He stayed with his teacher, Maulana Hakim Syed Barakat Ahmad, the grandfather of this author, at his residence for about seven years. The author has collected information about his life from many of his scattered writings and the letters written to him. This article gives an interesting account of the life of Maulana Syed Manzūr Ahsan Gilani mostly in his words. The author has added his own observations and experiences as well and thus the article becomes a significant primary source of information about Maulana Syed Manzūr Ahsan Gilani's early life.

Hassan has given me in the preparation of this work. It owes to him any elegance which its Urdu style may possess "

پانچ سال بعد یعنی ۱۳۵۸ھ میں "سبھی اسلام" کا حصہ مباحث و امور لاشر کے مکرر کی ایجاد "لا پینک وائٹس" کے طے سے منظر پر آگیا۔ اس نے ہر دور کی "مرد و عورت" کو شرمیلہ "نوجوان" سے اس میں شریعت و اہل کے انگریز کی زبان سے کچھ بھی شریعتی مسائل پر نظر کیا۔ اسے مختلف مذہبی اور ان کے خلاف کردار کیا۔ اسی کتاب کے حصہ اول کا دوسرا ایڈیشن انیس سو واپس ۱۹۸۰ء میں شائع کیا، جس میں لاشر نے منظر مکرر کی فہرست میں مولوی فیض الحسن ہار پوری اور مولوی غلام مصطفیٰ کے خیالوں کا ذکر کیا اور کہا ہے: "ورما بھی یہ احادیث اہل دینی ہے کہ حصہ دوم دوسرا ایڈیشن بھی تیار کیا کے مکرر اصل میں ہے۔" اخبار انیس واپس کے ایک نمبر سے لیت "۱۳۵۸ھ" (۱۹۳۷ء) میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ سبھی اسلام کا حصہ اول کی ریف ہے مولوی مفتی فتح اللہ اپنے ایک مقالے "سوال و آراء کے بعض سوالات" میں لکھتے ہیں کہ: "اس کے باوجود میں کہہ سکتا ہوں کہ اس امر کا غلط فہم ہے جس میں "سبھی اسلام" کا حصہ لکھا گیا ہے۔" واپس بخیر و برکتی کے ارد گرد کی پیش کش بھی آ رہا تھا کہ وہ ایک ہی سو دہم جو ہے جس میں بعض نقل مکرر (مثلاً ایم ایم ایچ) کے بارے میں دیکھا گیا دیکھ و فہم کی کتاب کے لئے لکھیں۔ لیکن یہ ہر نظر سو دہم "سبھی اسلام" کے دوسرے ایڈیشن سے ملے سے مختلف ہیں، جس کی وجہ سے شاعت پانچ سو سال۔^{۳۱}

خانوادہ آزاد کے کھلم کھلوایں ہو کر آئے کے بارے میں لاشر نے "سبھی اسلام" (حصہ اول) میں کو لاشر اور آزاد کے مابین ہیرا پھڑی اور پینک وائٹس تعلقات میں شریعتی کچھ کا مضمون آ رہا ہے۔^{۳۲} مکتبہ دارالشمس میں سالوں میں (۱۳۶۹ تا ۱۹۵۰ء) لاشر کو اس بارے میں ہر خط و کتابت میں جلی عرصہ "سبھی اسلام" کے ایک کچھ مکرر اور اس کے مقابلے میں ایک ہر خط و کتابت اور اس کا کردار نظر آتا ہے جس میں بعض کو ایک اور جاتی ہے۔ مختلف ہے اور آزاد کی پینک وائٹس کے دور میں مباحث کی زبان سے ہے۔^{۳۳} اس کے بعد آزاد نے ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۷ء میں لازمی ہند کو جو خطوط لکھے، ان میں لاشر سے ملاقاتوں کے شکر و ماتحتی کا ذکر کیا گیا ہے۔^{۳۴} یہاں مسئلہ ہے کہ آزاد لاشر سے کچھ اور مقامی اخبارات میں بعض "نوجوانوں" کے ساتھ تیسروں نے بھی اس چنگاری کو ہر دوری۔^{۳۵} کے خیال میں ان دونوں کے تعلقات میں کچھ اور پینک وائٹس اس کی نوعیت لکھی گئی ہے۔^{۳۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک نئی کچھ لکھی گئی ہے۔^{۳۷}

۱۔ لاشر کے پینک وائٹس میں ایک وقت یہ بھی آگیا ہے وہ ایک وقت میں اہم ہر دور میں پینک وائٹس کی کوشش کیا، یہ اس اور لاشر کے مابین ہر دور میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۳۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۳۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۴۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۵۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۶۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۷۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۸۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۹۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔

۲۔ دیگر بات مکرر کی طرح آزاد کی لاشر کے خط و کتابت سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۰۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۱} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۲} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۳} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۴} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۵} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۶} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۷} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۸} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۱۹} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔^{۱۲۰} آزاد کے جواب سے اس بارے میں ایک وقت میں لکھی گئی ہے۔

returned things that have already been printed and rough dictations of matters yet unpublished. Leitner wishes the written out history of the Arabs in Spain, Egypt and Morocco to be returned, with regard to the history of Muhammadans in India and Persia, the Moulvi can do as he pleases but Dr. Leitner will insist on everything else being returned."

• آری ایک درخواست یہ تھی کہ ایک طویل نوٹ لکھا (تاریخ العربیہ)، اس میں آدھ کے کردار کے متعلق ہے یہ سب آئے ہیں، ان کے بارے میں اس کے انتہائی غور سے اس نے نوٹ لکھا ہے

"So far as the increase in the number of students is concerned it has certainly risen to 66 but the work done has no means been 'doubled'; as the Moulvi gives only half an hour to each class making a total of four hours tuition, whereas formerly he occasionally taught five hours

With every deference to the Moulvi's abilities he cannot compare himself as he has done either with a scholar of the reputation of Moulvi Zakauliah or with the Assistant Professor of this College, a Master of Arts, Bachelor of Laws and Pleader of the High Court, Calcutta. Indeed the Moulvi is as inaccurate as he is occasionally brilliant and no one who has any regard to fidelity of (1777) with the Principal's experience of Moulvi Muhammad Husain, entrust any literary work to that gentleman. The opinion on this point of Messrs. Alexander and Parson may be ascertained with advantage

The Moulvi Muhammad Husain has access to several papers cannot be doubted but that no one has equalled him in the fidelity of literary labour may well be questioned

The Moulvi first held a small post in the office of the D.P.I. which he lost owing to the commission of an irregularity. His subsequent mission to Central Asia has not given results which can in any way be compared to those of his colleagues Fazl Baksh, not to speak of his eminent chief Pandit Manphul. In this College his work as Assistant Professor has been generally well done, but here as elsewhere his *advent for intrigue* has interfered with his usefulness. So far from 'being degraded in

the opinion of his countrymen by not receiving the rise of his fellow officials: by which probably the well-merited promotion of Moulvi Ziauddin referred to, his present position is considered as far as he Principal's knowledge extends to be above us [177] by the natives of Lahore and Delhi among whom his character and antecedents seem to be well known. This however is not the opinion of the Principal to whom indeed the Moulvi owes his position. The Principal does not attach much weight to his promise to establish a model farm but if the grant will disconnect him from the Lahore Govt College he would be glad to be relieved of a subordinate who has shown himself so unworthy of trust in spite of unremitting kindness as Moulvi Muhammad Husain. His loss would be easily and well supplied either by an exchange with a scholar of the sobriety of thought and style of Moulvi Karimuddin or by the Oriental College in which there is ample provision of Arabic and Persian and which already teaches Natural Science Engineering and Law to students of the Govt College. The saving affected would be a tangible one even if Rs 50/= of his salary were to be donated to increasing the pay of the Sanskrit Asstt Professor who only receives Rs 60/= and to giving an honorarium (though none is necessary) for the extra work imposed on the Head Moulvi and Head Munshi of the Oriental College.

P.S. The Moulvi does not remember where and in what capacities his service was passed previous to being appointed to the College on the 14th of May, 1870 or less than seven years ago, but the Principal believes that he was unemployed for a considerable time before his appointment to the Govt College.

A/G W. Leith

20th April, 1877 *

(محمد حسن آزاد کے علمی و ادبی خدمات پر ۱۸۷۷ء میں ۲۰ اپریل)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

لیڈ آفیسر، سید پالہ، دہلی کا ایک قلمی شخصیت ہے

”کے اکلے کے اکلے کاظم، کہیں پانڈتوں کے ساتھ نہ ملے گا، نہ ان کے ساتھ نہ ملے گا، نہ ان کے ساتھ نہ ملے گا، نہ ان کے ساتھ نہ ملے گا“

- ۲۲۔ لہ مذاقات آزادی مرتبہ آغا محمد علی لڑکا، جولائی ۱۹۰۹ء تا دسمبر ۱۹۰۹ء (۱۹۰۹ء تا دسمبر ۱۹۰۹ء)۔
- ۲۳۔ سر ایسٹن لڑکیاں، سکرٹری ان سوسائٹی، لندن، جنس کی نگہانی کریں گے اور تقریباً دو قریبی پتوں پر مل جلایں جو دے کریں گے جس سے وہ ایک اہلست میں منسلک ہو سکیں اور وہی انجنس منسلک ہو۔
- ۲۴۔ تلافیہ لہ مذاقات کی طرف سے جن کے خط لکھے جاری ہیں گئے کوئی طرح خود کو کی قسم کا ہی جنوں کی طرف کی اپنا بہت سے کیا ہوا ہے۔ کوئی دسویں جنوں کے خط لکھے جاری ہوا ہے۔ کوئی خطی رد کیا گیا ہے جنوں کے خط لکھے جاری ہو گئے کا کوئی خط کوئی بہت خود سوسائٹی کی خط لکھے جنوں کے خط لکھے جاری ہوں گی۔
- ۲۵۔ دو قریبی جنس کی یا نگہانی ہو، انشاء اللہ سکرٹری ان ہوا کا خود کو دیکھیں گے کہ یہ کیا کیا ہوا ہے اے جنت مناسب ہر طرف منسوب سے ہوں۔“ (ایڈیٹر انجنس، دہلی ۱۹۰۹ء)
- ۲۶۔ رک مذاقات آزادی (جولائی) سکرٹری لکھے۔
- ۲۷۔ محمد علی لڑکا، دہلی، جنس کی نگہانی کریں گے اور تقریباً دو قریبی پتوں پر مل جلایں جو دے کریں گے جس سے وہ ایک اہلست میں منسلک ہو سکیں اور وہی انجنس منسلک ہو۔
- ۲۸۔ ”سبس اسٹیم“ (دہلی، لہ مذاقات آزادی ۱۹۰۹ء)۔ سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔
- ۲۹۔ بہت سے لکھے۔
- ۳۰۔ رک دہلی، لہ مذاقات آزادی، سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔
- ۳۱۔ بہت سے لکھے جاری ہوں۔ سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔
- ۳۲۔ کاغذ سکرٹری، نومبر ۱۹۰۹ء۔
- ۳۳۔ رک مذاقات آزادی مرتبہ آغا محمد علی لڑکا، جولائی ۱۹۰۹ء تا دسمبر ۱۹۰۹ء۔
- ۳۴۔ سر ایسٹن لڑکیاں، سکرٹری ان سوسائٹی، لندن، جنس کی نگہانی کریں گے اور تقریباً دو قریبی پتوں پر مل جلایں جو دے کریں گے جس سے وہ ایک اہلست میں منسلک ہو سکیں اور وہی انجنس منسلک ہو۔
- ۳۵۔ رک مذاقات آزادی، سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔
- ۳۶۔ دیکھیں سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

'Orientalism's Last Battle in the 19th Century Punjab' in *History, Politics and*

Society: The Punjab ۲۳-۲۴، جنوری ۲۰۰۰ء۔

۳۳۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۴۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۵۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۶۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۷۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۸۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

۳۹۔ لکھا سکرٹری لکھے جاری ہوں۔ دہلی، ۱۹۰۹ء۔

founder and first president of Anjuman-e Punjab and worked diligently to spread and promote the scientific and technological disciplines in the sub-continent. Muhammad Hussain Azad met him in Lahore probably in 1865 and collaborated with him in various political, educational and literary assignments. Their relationship strained after a few years of close association over more than one issues, none of which could be considered the sole authentic cause of the tension between the two.

[illegible]

موصوف تو غالب کے طرف دو ہیں اے لے جو کچھ انھوں نے فرمایا اگرچہ میں اہل کا دل نہیں ہوں لیکن شکرگزار ہوں۔
آج سے دو ہزار سال پہلے جب انھوں نے یزید باغی کی گتھی کٹ کر اس کی شکست ہو کر اس کی تلوار کے بارے میں آپ کے یہ موصوف
میں سے اس وقت مرثیہ میں پہلی گزری، مگر ہم میں جب اس سے سو سناٹا شروع ہوا تو بہت گہمراہ ہوئی۔ غالب تو اس کے کہ یہ موصوف
ناجس مگر میرے کہ ایک کھٹک میں اس کو سناٹا بہت مشکل ہے اور کچھ نہیں ہے کہ اس موصوف میں اتنی انہی ہو چکی ہیں کہ اگر کسی شاعر میں
کو کوئی نئی بات ہے تو آپ اس کے کچھ مست میں پیش کر سکتا ہوں۔ چلیج میں جو کچھ کہنا گوارا ہوگا اس میں اس کی جواب آپ سے پہلے نکلیں۔ میں
چھپے ہوں گے۔ سلسلہ خیر پہلے دلی سے ہی جاری ہے کچھ نہیں کہہ سکتا اور اس میں بنیاد پر طویل کھٹکوں کو ضرور دیا ہے۔ یہ بہار سے دوست چھپنے کا راز
نواظ رہے۔ کچھ ایسے ایک بات تو ہے کہ ساتھ ہی کہ مرثیہ ہونی چھائی ہوئی ہے۔ دوسری مرثیہ اور مرثیہ میں اس سے کچھ غلط
ہو کر اس کا ہزار گنا کیا گیا تھا۔ میرا اس کے ہر مثنوی کو اس کی تصنیف نہیں ہوتی۔ اسی لیے کوئی اساتذہ نے اس سے پہلے ایک اور کتب خانہ بنائی جس میں
اور دو فیصد حاصل ہے اس سے بڑا کیا گیا۔ یہاں اس وقت یہ بھی متاثر ظفر امیر دہلی کی کتب خانہ کی دکن چھٹی ہے۔ مے نے چار مرثیہ مرثیہ کرے
سے پہلے پڑا ہے کہ کہ چٹا گنگ خیر جامعہ شریک دودھ کیا کوئی تیرے سے ہر پر دل دانش دل خیر و دل ظفر سے کھٹکوں کو اس کے بعد
مرثیہ مرثیہ کی جو اس وقت میرے سامنے ہے جب اس مرثیہ میں جو کچھ کہا گیا تھا وہ خود ہی اس وقت میرے کسی اور دوسرے کی ذیلی نظر ہوئی
ہے۔ انھیں کتب خانہ کی جو مرثیہ مرثیہ ہوئے تھے وہ اس میں دو گنا ہیں۔ میری یہ غلط فہمی اور غلط فہمی جو کچھ میرے مرثیہ میں ہے
وہ ایک طرف سے غلط ہے اور دوسری طرف سے غلط ہے۔ اس سے میرے کتب خانہ جو مرثیہ مرثیہ میرے سامنے ہیں اس مرثیہ میں کتب خانہ کا غلط

آج سے دو تین برس پہلے چلنے کے سلسلے میں کسی کمرہ کے کمرے میں تھے وہاں خاتون مل گئے۔ کہنے لگی کہ ابھی تو میں اس سے ملے ہوں۔
 (۱) یہ کہ بچی کی شادی ہوئی ہے تو میں نے اس سے پوچھا کہ بچی تو دارا کو ملا کر ہے؟ اور پھر رے کو کہا کہ صاحب، مجھ سے بچو، خیر! ابھی مجھ
 کو کہہ چکے ہیں کہ اس سے بیکر ہو رہی ہے تو شہر میں جوت کھاتا ہے وہاں انہوں نے خود سنا ہے اس لیے مجھے بھی بتا رہی ہے کہ اب صاحب سے کہہ کر میں بھی رے کو
 سے شہر توڑ دے۔ صاحب نے کہا ابھی کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ صاحب نے اس کی بات دھری ہے تو وہ اپنی بیوی سے مل گیا تو کہیں سے یہ ابھی
 تو نہیں ہے۔

پھر ان خداتِ عارفان کے ارے میں کیا تباہ و تاراج ہو گیا ہے کہ جہاد پر ابھی اس کی کجی ہے جہاد کا یہ تو نہیں ہے جس سے کوئی کام لے گا اور اس کی حد و پابندی ایک نقطہ میں ہے کچھ مرے پہلے اسلام انشائیہ کا یہی کام ہے۔ یہ جس کی شافی صورت کے لئے درخواست ہے کہ جسے اس کے لئے کچھ دیکھنا ضروری نہیں جواب دے گا کہ انگریزوں نے یہ ہے۔ مسلم لیگ نے

پاکستان میں شمول ہو گا مل کر پاکستان سے ایمر خارج کیا کہ گت ہو گا جاتا ہے۔ اب جو چاہتا ہے کوئی یا نہ کہ ۲۰۰۰ ہے بعض ناچھٹال کے طور پر ۱۲۰ پتو عبادی محسوس ہوتا ہے۔ پتو سے یہاں کا کوئی فن کار ہوا اس طرح سے ہیں سے کوئی نہ ہر جہاں ہر مثال کے طور پر اذیت ملی خان سے اس طرح خاں پر پتو پتو عبادی کوئی دکان میں سے ۵۰ مہرہ ہیں۔ زمین ارض میں ہیں وہ کہیں جا کے گئے گا تو اب لوگ سنیں گے۔ ایک تخریب تو یہ ہے کہ یہ جو صورتیں ہیں ۶۰ سے ۸۰ کی کوئی ایک دوسرے سے روکتا ہے کرانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کہیں فراہم کیا جائیں۔ دوسرے سے یہ کسی کے مشترک جو ان تحقیقات میں غائب کر کے لوگوں کے سامنے شعوری طور پر پیش کیا جاتا ہے تیسری یہ کہ جو مل کر تو ہیں انہیں اس بات پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس مسئلے میں کسی نقطہ نظر پر متفق ہو جائیں اور ہر کچھ حوسے کے بعد میں یہ سمجھا ہوا کہ اس کے نتائج آپ کے سامنے آجائیں گے اس لیے کہ کوئی ایسا شخص کو ذہنی طور پر اس کو کسی کے سامنے پیش کیا ہے کہ جس سے پتو پر نہیں کرنا چاہیے۔ میں سمجھا ہوں کہ اس صورت میں کسی کر زیادہ سے زیادہ مارنے میں میں جو چیزیں مشترک ہوں وہ زیادہ دودھ دیا جائے وضاحت کی جائے تشکیل کی جائے فن کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ہمیں حال کے بگڑ کر خود دیا جائے اب یہ حال کے بگڑ میں ایسے جاسر بھی مثال ہو گئے ہیں جن کو ضروری کہا جاسکتا ہے کہ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کہ اس طرح اس فرد یا کو ضروری طور پر روکتا ہے یہیں کہ اس Capitalist ملکوں سے بڑا متعلق ہے اس پر کہیں کسی جاگتی ہیں کہ یہ چھٹی لوگ آتے ہیں جن کو فاسد طور پر اس سے بچھا جاتا ہے کہ Third World کے جو خون ہیں وہ اس طرح کے دکان میں آجائیں اور کام کرنا چھڑا دیں۔ گت ہے جیسے پورا اتفاق ہے آپ سے ہر گز ہے کہ اگر یہ جو ضروری اثرات ہیں ان کا غلظہ ۱۵۰۰ ہے ۲۰۰۰ سے ہیں تو کہیں ۱۵۰۰ ہوا ہے اس لیے ۱۵۰۰ ہوا ہے کہ کم سے کم وہاں خلعت اور فن کو کوئی مقام نہیں تو اگر ہم سے پتو ہل قبول کیا جاتا ہے کہ ہماری خلعت ہے اسے ہمارا سرف ہے اور یہ اس کی صورت ہوتی چاہیے اور اس کا سرف چلے سے وہی کے سامنے پیش کیا جاتا تو ذہنی طور پر جن ضروری اثرات کا روح انہیں دیتا ہو اب اگر آپ سے پتو چلے کر غلظہ ۲۰۰۰ ہے ہمارے ہیں ملای ہے ایک طرح کا اس جارحیت کو کم کیا جائے تو یہ نہیں کہ اس کو بند کر دیں بل کہ پتو کی شاد صورت پتو کر دیں لوگ متفق نہیں ہے ضروری۔

۳۔ میرے خیال میں بکھر کے بارے میں میں یہ بات لکھا تھا کہ جس کے بکھر کر تو مگر دیکھتا ہے اور یہ ایک مسلسل عمل تھا ہے جسے دہرایا جاتا ہے اس طرح غفلت بھی بنتی جاتی ہے اور نئے نئے میدان میں کبھی کبھار بھی سے گزرتی ہوئی اور ایک خاص زمانہ چھپے چھپتی جاتی ہے۔ اب پاکستانی قوم کے لیے پاکستانی بکھر کے لیے ازار ہم کو ایک نیا نیا تزیینہ متعارف کرانے ہیں کہ بکھر کرنا دیکھنا چاہیے۔ یہ بات مجھے بہت مسخرفہ معلوم ہوتی ہے بکھر کرنا دیکھنا ہے وہ مطلب ہے کہ ہمارے پاس کبھی کوئی غفلت نہیں تھی۔ مطلب ہم نے کبھی سے اپنا کھول کر Discover نہیں ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اس کو پھیلنے کی جگہ دیں۔ کیا آپ کے ارد گرد یہ کہنا درست ہے کہ ہم اپنے بکھر کرنا دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر کسی طرح اس کی کمی نہ لگے۔ کبھی کوئی نہیں کہ اس کو نہ دیکھنا ضروری ہے۔ جتنے کے تھکنے کے، وہ دیکھنا کہ اس کو دیکھنا ہے اس کو آگے دیکھنا ضروری ہے اگر فروغ دینے سے کیا مطلب ہے تو ہم دیکھنے کے لیے دیکھ کر ان کو دیکھنے سے یہ

مطلب ہے کہ ہم شعوری طور پر کوشش کریں اور کوئی ٹیچر اپنا کئی تو یہ بات مجھے بالکل غلط لگتی ہے۔ آپ کا اس بارے میں یہ خیال ہے۔

س۔ میں نے عرض کیا کہ ٹیچر میں دو چیزیں ہوتی ہیں، ایک وہ جو بڑے بڑے محققین کا کہنا ہے کہ وہ دوسری چیز ہے جسے ہم فروغ دے سکتے ہیں وہ دوسری چیز ہے وہ فروغ دے سکتے ہیں جو ان کے پاس ہے اور ان کے پاس ہے کہ آپ کو بعض چیزیں یاد کرنی پڑتی ہیں وہ وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ ان میں میں نے یہی واقعہ بیان کیا ہے۔ ٹیچر کا یہ ایک مصرعہ ہے اور بہت ضروری مصرعہ ہے ہر چیز کا میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اس کو شعوری طور پر فروغ دے سکتے ہیں۔ اور دینا چاہیے اس کے لیے آپ کو کئی صورتیں پیش کرنی پڑیں گی اور سو صورتوں میں ازیم بھی کرنی پڑے گی۔ لیکن ہے کہ بعض بڑے محققین دو سو بائیس بھی کرتی پڑیں۔ وہ تو ایک شعوری فعل ہے اپنی جگہ ہے جسے آپ کہتے ہیں کہ دینے کا کام ہے ہر رنگ کا کام ہے ہر عمر ہر رنگ کا کام ہے وہ تو ہمیشہ کی طرح ہے کہ وہ لکھا ہے ہے جو سائبرے کی جیسے دھڑکی کے ساتھ وابستہ ہے جیسے ہی وہ رنگ دے لے گی ویسے ہی اس کی صورت بدلے گی، اس کو اگر آپ دیکھ جائیں تو اس کے لیے آپ کو سائبرے کی صورت دینی ہوگی۔ اس کو آپ انگریز سے نہیں دے سکتے اس لیے مجھے آپ سے غلطی ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ میں اپنے ٹیچر کو فروغ دینا ہے تو اس کے لیے تو آپ کو اپنے سائبرے کو فروغ دینا ہوگا۔ اس میں جو طریقے ہیں وہ دو ہیں۔ اس کے بعد اس میں غزالیوں ہیں، پتلیوں ہیں، وہ خود کو فروغ دے گا۔ لیکن نون کا مسئلہ تلف ہے اس کا آپ شعوری طور پر فروغ دے سکتے ہیں۔ یہ اس کی صورت بھی تبدیل کر سکتے ہیں۔

سوال۔ ہمارے ہاں تہذیب اور شہرت کو ٹیچر کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے آپ کے ایک مضمون کا عنوان بھی یہی تھا اور آج کا موضوع بھی یہی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔

جواب۔ جہاں تک تہذیب کو ٹیچر کا فرق ہے اس میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ تہذیب جو ہے وہ ٹیچر کی خصوصی صورت ہے۔ لیکن ٹیچر جو دوسرا ہے آپ کی رنگ تھا، اس کا اظہار آپ اس صورتوں میں کیا کرتے ہیں۔ نون میڈیکل صورتوں میں مختلف علوم کی صورتوں میں فنون کی صورتوں میں اس کی مختلف خصوصیت ہے اس کو میں سمجھتا ہوں کہ Civilization کہتے ہیں۔ میں تو تہذیب کو ٹیچر کے معنی میں استعمال کرتا ہوں۔ اس لیے کہ مجھے کوئی خاص فرق اس میں دیکھتی نہیں رہتا۔ ٹیچر کو اگر طرز رنگ کے معنی میں استعمال کیا جائے تو قسم کھا چاہیے۔ لیکن یہ تو کس الفاظ کی بحث ہے میں سمجھتا ہوں کہ خاص فرق نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ٹیچر اور Civilization کو ایک ہی چیز دیکھیں تو اگر طرز رنگ کا کام ہے۔ اور اس کی جو مختلف صورتیں ہیں مختلف قسم کی ہیں تو ہم Civilization کہتے ہیں۔

سوال۔ آپ نے حکومت کی پہلی سی پلان کی ہے کہ اس نے شہرت کو فروغ دینا چاہیے۔ دینا چاہیے۔ مثال کے طور پر مصعب میں کوئی لکھی چیز شامل نہیں ہے۔ کوئی اس کی فہرستیں انگریزوں کے لیے کوئی عمدہ نہیں ہے۔ آپ کے خیال میں حکومت کو کبھی تک اس میں مداخلت کرنی چاہیے کیوں کہ حکومت قیاد ایک جماعت کی ہوتی ہے۔

جواب۔ دیت ہے کہ اگر آپ ذرا تاریخ پر غور کریں تو یہاں میں یہ ہوا تھا کہ جب ابتدائی نظام کا راجہ ہوا تو وہ ٹیچر سے مراد

ہور پرست تھے جب ان کا دھول ہوتا تو ان کے بچائے ایک دھوا جلتا پیرا ہوا جس کو ہم سر باہر دھڑکتے ہیں اور اس نے فتن کی قدردانی کی ذمہ داری سنبھال لی۔ چنانچہ عکاسوں کو زیادہ دھول دینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس لیے صاحبِ ذریت جلتا تھا جنھوں نے ٹھیکرے ڈائے، ٹیکریاں بنوائیں، آڈیشن آڈیشن مالِ قنات کا دیا اور بیٹے لگے۔ نتیجہ یہ ہو کر پڑے نوال آٹ کی جگہ ایک نیا آٹ فتن کے پاس پیدا ہوا اور اس کے قد وہیں پیدا ہو گئے اور سرے لگ، میں ڈانسی ہوئے ہوئے ہو کر چھوڑا اور جوتہ روئے ہو کر لی تھے، جاگیر دار تھے، نوپ تھے، فتن کی جگہ پر باہر، یہ انھیں ہوئے مگر یہ پیر ہو گئے ہو کر چھوڑ دیں لے کیا کرے تھا دارا آٹ، ٹیکرے کواں سپر آٹ ہو کر سب ہمارے پاس ہے اس لیے ہم ہر ٹیکرے کو ہمارے پاس بھول جا رہے تھے یہ ہوا کہ سو فیصد سو سال میں جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب ضائع ہو گئی۔ اب اب ہمیں آرمیاں لی تھیں اب اس سے ایسا کوئی جلتا ہمارے پاس سو جوتے تھا جو اس کی ذمہ داری سنبھال لیتے تھے یہ کہ رانا یہ امر داری عکاسوں پر آتی وہ جس حد تک اس سے مراد برآ ہوئے انھیں وہ آپ خود بخود کر لیں لیکن سو جوتہ عکاسوں میں اب تک ہماری بیگ میں اتنے ذریعے نہیں کہ وہ اس کی پوری کا احاطہ کر سکیں۔ اس حالت تک رانا ہمیں حکومت سے رجوع کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا ہوا کیا ہے؟

س ۲: حوالی سچ بھی کا ہو سکتا ہے؟

جواب: سب حوالی سچ ایک حد تک ہی کام ہو سکتا ہے اگر آپ ارد گرد کرنا چاہیں گے قیصر کی ضرورت ہوگی اس لیے پہلے کون سے گاؤں؟ اگر تمام پہلے دینے کو تیار ہیں تو ظاہر ہے کہ چارہ پھیلائے کی ضرورت نہیں لیکن ابھی تک محرم میں کوئی اب جوتہ نہیں ہے جو اس کی کفالت کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مونی دور ہے اس میں جوتہ سے مرے کے بعد جب کہ دواش میں ہو جائیں گے تو خود بخود تمام چلک ہو کر یک مہاجرت پیدا ہو جائے گا جو اس کی کفالت بخیر و بد کے کر سکے گا لیکن اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ ایک حد تک اس کی ضرورت ہے مگر دیکھیے برترنی لائن تک انگلستان ہے قیصر بھی سو جوتہ چلک بھی

س ۳: جواب

سہیل: ہماری ثقافت میں جو چیزیں پانچ ہزار سال پہلے ہیں ان کو Preserve کر کے اپنے پاس رکھنا ہو، یہ ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمارا دھوا تھا ان سچا بھی ہے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے اس کو بھی محفوظ کرنا ضروری ہے۔ ضرورت ہے کہ کوئی اصلی نسخہ ہونا چاہیے اس کے بقا کا مکان ہے؟

جواب

جواب: لیکن ایک پھرتی کی کوشش تو کی گئی ہے۔ اسلام آباد میں ہم نے ایک عرصہ کام کیا ہے Faqher Tager اس کا ایک چھوٹا سا ماحول بنایا گیا ہے۔ کلاسیک اسٹیل Doloments کر کے کے لیے چھپے آپ سے۔ چارہ خالق جوتہ جنھوں نے اس کے خرابیاں یہ ہے کہ یہ حادثہ کی سبب یہ ہے کہ ہم نے کوشش ہو چینیہ کا دیاں ہوتا ہے۔ یہ سچی چینیہ کا کرہ ہے۔ بلکہ وہیں اس کا کرہ ہر جگہ حفاظت ہو کر تعلیم دینی کا کرہ ہے جوتہ صحت کے ٹکڑے بھی دینا ہے۔ یہ ہے کہ ہم جوتہ کی کھری ہوئی ہیں۔ اس کو یک جا کر کے پتھر ہیں تاکہ پتھر میں جوتہ دھواں کی کی حفاظت کی ضرورت ہے کہ یہ کرہ ہر ذریت بشر اس کے ہر کرہ کو یک جا کر کے پتھر میں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔

host and the compare of the programme was Prof. Dr. Waqar Azeem a renowned scholar and critic of Urdu Literature. The topic under discussion was "Pakistani Culture" and Faiz, in his talk has attempted to define and explain the meanings and connotations of the term "Culture" as quoted by different segments of the society. He has also discussed the various aspects and dimensions of Pakistan, Culture which embraces all varieties of different regions and provinces of Pakistan.

مطلوبہ

۱۰ بچہ ۱۰ دج ننگی سے
۲ بچے خلق ہم سگی ہیں سے

اگر اسی خاک میں کا سبز جڑ
تو دیکھ لے وہی غنم دھاتی خلق

ظ عروسی پروت کب تک
جو لے شہد مرد کب تک

کہیں تھ سے نہ اگر تو نہ ملے رہی کا کہوں
نہ اگر تو نہ ملے تو یہ کہہ میں
تو سے بندے سے نہ پلہ تو ہے

بہت جیتا ہے یوں غار عیاں
جیتا گل بہت یی حشر ہے

مطبوعہ

۱۰ دج ننگی سے ہے خیر ہے
۲ بچے خلق کو بکلیں ہیں سے

اگر اسی خاک میں کا سبز جڑ
وہی سگی پاؤ لے غنم دھاتی خلق

ظ عروسی پروت کب تک
پڑگا ہے شہد مرد کب تک

میں کا کہہ وہی رہا تو نہ ملے
تو سے بندے سے نہ پلہ تو ہے

بہت جیتا ہے یوں غار عیاں
جیتا گل نہایت حشر ہے

پایا مشرق

۱۰ دج ننگی بچہ تو ہا
لے کو خلق دا کوہ ہیں است

اگر اسی خاک میں کا سبز جڑ
وہی سگی پاؤ لے غنم دھاتی خلق

ظ عروسی پروت کب تک
گہری شہد مرد کب تک

وہیں گر دھاتی پاؤ کہیں
میں تو آگاہی پلہ تو ہے

بہت جیتا ہے یوں غار عیاں
جیتا گل بہت یوں حشر ہے

میں میں ہیں ہوا پروتہ کیلا مجھے تانگی کا راز ہے ہے	یہ پروتہ ہم میں کہہ دیا تھا مجھے تانگی کا راز ہے ہے	شہیم ہ ہم پروتہ کی محبت ہے تو تانگی تاپ و ہم نکل
کھلی ہے آہ ہے ہار ہے کے ہ تا ہے جو بھی ہے چنے کے ہار	کئی نذر ہے لی آہ و کھلی ہ تھا ہے جو بھی ہے چنے کے ہار	یہ تھیں ہرچ ہار ہے چنے ہار مرد ہے ہار آہ ہے کھلے
پہن میں سب سے میں نا آتھا ہوں اکیلا شام کی نذر سرا ہوں		زمر کا پہن آتھا ا کیلا ہم ہار پہن آتھا سرا ہم
جو اذک دل ہے تو مجھ سے ہر کر کہ میں غریب دل و پہن کی سرا ہوں		گر اذک دل ہے تو میں کہیں میر کہ غریب کی سرا ہے تو ہم
جہاں میں ہے جب بگھر لی بپ جہاں سے اک ہی جام دہلی سے	جہاں میں ہے جب بگھر لی بپ کئی سے ایک ہی جام دہلی سے	جہاں لی بپ ہے غریب بگھر ہار ہر نا سب ایک ہی جام دہلی
کھوں سے تو کئی ہیں کھیں ہر دل سے جو ہر پہن ہے پہن سے	کھوں سے تو کئی ہیں کھیں ہر دل سے جو ہر پہن ہے پہن سے	کے ہا لی کے تھیں ہار ہر دل سے جو ہر پہن ہے پہن

دوستی ز چشم خلق دیدے کہ بالی مید در صد گھر یوں تو دوسے لہاں وہ	تو چشم خلق سے نہ بچے کا بالی مید وہ میں دی ہزار گھنٹوں کا نام ہے	تو چشم خلق سے نہ بچے کا بالی مید دستے میں میرے فاکہ گھنٹوں کا نام ہے
چہ زاد جگ گزروں دے چہ گھنٹا نا آب و دنگے دھو دنگ	چالہ زاد جگ آلا میں لہی میر گھنٹوں کو رنگ دے کر پل پل میں	چالہ زاد جگ آک لہی کو آلا گھنٹوں کو رنگ دے کر پل پل میں
گھر کے ہاں دنگی میر میر کر چاہی تو زور اعرے بہت قدم و چوڑے آدے خدا م د چالہ آدے بہت	تو ہاں دھولنے پلکا میر کر اپنے سے تجھے اعرے ہے دا پدہ کر چالہ آدے خدا کو بھی چالہ آدے ہے	اکی کو ہے چالہ چالہ کر اپنے سے تجھے اعرے ہے تو پدہ کر چوڑے آدے خدا کو بھی چالہ آدے ہے
زبان اے چالہ رنگی ہاں گے چہ سود تو سوز گھر چلے فادہ سوزی نہ خود دای گدائی ز آتش غریب نہ خام و دھو سے میر قرضی	یہ کہہ دے چالہ رنگی ہاں سے میت ہے تو چالہ فادہ سوزی نہ اس آتش میں تو خود ہی جگ ہے نہ دھو اس سے خام و دھو	یہ کہہ دے چالہ رنگی ہاں سے میت ہے تو چالہ فادہ سوزی نہ اس آتش میں لہی چلے ہی پکلی نہ دھو اس سے خام و دھو

تو بے بیج حرم جانے نہ جانے
جہاں خشن کا پتا ہے مگر

تو بے بیج حرم جانے نہ جانے
جہاں خشن کا پتا ہے مگر

تو بے بیج حرم جانے نہ جانے
جہاں خشن کا پتا ہے مگر

میری ذہن پر صاف آتا ہے سب دود گری
طریقہ زہرہ دہلیہ گل چاہے ہم ہی
ہائے میں کافور وار و گل آتا ہے
کھن سے دہلی سے آئے ہیں یہ غنیمت بکری

آئے ذہن پر مری مگر کے دود گری
طریقہ زہرہ دہلیہ گل چاہے ہم ہی
ہائے میں کافور وار و گل آتا ہے
کھن سے دہلی سے آئے ہیں یہ غنیمت بکری

مگر دھو کر تہہ میں دود گری
طریقہ زہرہ دہلیہ گل چاہے ہم ہی
ہائے میں کافور وار و گل آتا ہے
د کا آمد ہ ایہ ہر غنیمت بکری

خودی کے تم سے بے اتہال آؤ اک قمر بھر تو
کر تم جلات مہرب سے خود پکارت آؤ ہ

خودی کے تم سے بے اتہال آؤ اک قمر بھر تو
کر تم جلات مہرب سے خود پکارت آؤ ہ

بے اتہال ہائے د عجبانی خونی دہلی
تو د جلات مہرب زخرو پکارت ی آؤ

اک صحر تھا کو بھلتے کیا خاک
اتہال نے سنہرے ہر دہلیہ کو
مگر ہر نہ آئے آئے بکارت دہلی جلات

بے کھن سے قاتل نے غنیمت کیا طلی کو
اک صحر تھا کو بھلتے کیا خاک
اتہال نے سنہرے ہر دہلیہ کو
پکارت ی آئے آئے د عجبانی جلات

ایہ کیمت کر بھلتا آئندہ بے غلے؟
صحر صحر تھا دہلیہ زہرہ دہلیہ
اتہال نے سنہرے ہر دہلیہ کو
پکارت ی آئے آئے د عجبانی جلات

نہ کر مائل ہے تو منزل کر ہی ہا لوائے تنگی نرم تو ہے	نہ کر مائل ہے تو منزل کر ہی ہا لوائے تنگی نرم تو ہے	نہ کر مائل ہے تو منزل کر ہی ہا لوائے تنگی نرم تو ہے
میں جوں مائل ہوں تو چور مائل ہے کہ سے لام چمک ہائے یہ لانا نہ چھے ہے نہ مجھے پھاڑے بچہ گم گشت کی کا بات کریں تجلی غنم زلف نہ چھے ہے نہ مجھے	میں جوں مائل ہوں تو چور مائل ہے کہ سے تک لب سر حلقہ لڑا نہ چھے ہے نہ مجھے پھاڑے بچہ گم گشت کی کا بات کریں تجلی غنم زلف نہ چھے ہے نہ مجھے	میں جوں مائل ہوں تو چور مائل ہے کہ سے لام چمک ہائے یہ لانا نہ چھے ہے نہ مجھے پھاڑے بچہ گم گشت کی کا بات کریں تجلی غنم زلف نہ چھے ہے نہ مجھے
ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است
لم ہا جی کر رازہ تو لم خلق را لہ دیکھ و شکم چہ کار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است
ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است	ہم کلیر کار دار است تلی ما بندہ و پھکار است

کہ سے مجھ کے صحت پر کہ کو بھی
 غصہ، شاہ گمان پر ماہ کو بھی
 شاہزادے کو بھی قوت سے عزم کرے
 وہ جب ہائی تو ندائی پہ کو بھی
 غر کو نیر جہاں ہاں و جہاں گیر کرے
 برقی چا کر اس کی گھ کو بھی
 عشق کی رہ میں گھں ہی گھں بکے بھی
 و بٹا کسی دھن چاہ کو بھی

صحت پر کہ تا کہ و پہ ہے بخند
 کڑم پر گمان پر ماہ ہے بخند
 کہ جی بجز گشت سلطان ماہ
 کہ رات کر پندلی پہ ہے بخند
 غر کو نیر جہاں ہاں و جہاں گیر کرے
 کہ رہا رہ بھی گھں ہے بخند
 وہ دو عشق گھں ہی گھں جے بہت
 و بٹاے گئے بہا ہے بخند

بھگ دے ہاں مرغان دم کے دم سے
 آئینہ جو ہا ہے پہ لہل گھں

بھگ دے ہاں مرغان دم کی نو سے
 آئینہ جو ہا ہے پہ لہل گھں

آئل دے ہاں مرغان دم گیر و ہوز
 آئینے کر لہل ہے پہ لہل گھں

رات بھا تو نے کی بھا کامی نے چٹا
 خاک بھا تو نے کی بھا کامی نے لٹا
 یہ بھیت ہے سلسلہ ا سلسلی کی
 کہ ہے تو آل علی وہ آؤی جانے

تو شب آؤی چٹا آؤم
 سلسلہ آؤی لٹا آؤم
 پہ صحت ز سلسلہ ا سلسلے
 کہ ہے کہ چہ علی است و آؤی رہ

میں کیا چلن سلسلے ۱ سلسلے کی
کہ یہ قلیل کا فرقہ آزادی جانے

کئی تو چلن قتل میں بھی اگر ہی
وہ سہ سہ نہیں ہے تھکدی جانے
(اگرچہ سر نہ ڈوٹے تھکدی جانے)

یا بچیں قتل ایک وہ سارے
اگرچہ سر حراشہ تھکدی وہ

چہ کیم کوز زشت و کمر چشت
نہاں لڑد کر مٹی بچہ در است

نہاں لڑے کر چشت ہے کوز
میں تھ سے کیا کہیں ہے کچ و کچ

نہاں لڑے کر چشت ہے کوز
نہاں لڑد کر یہ کچ ہے کچ
میں تھ سے کیا کہیں ہے کچ و کچ

بھلا در شاخ چنی تار گل دا
وہی نہ نہ گل چیا نہ تار است

بھلا شاخ ہے چنی تار گل بھی
پہ شاخ ہد نہ گل نے تار چیا

بھلا شاخ ہے کچ تار بھی چنی
بھلا شاخ گل بھی تار بھی چنی
مگر ہد نہ گل نہ تار چیا
وہی شاخ گل نے تار چیا

بھلا وہ ام لہ سارم کس
کمر وہ دایم لہ کمر کس

نہ جانے میں وہی لہ کر سارم
کمر دایم میں ہے لہ خود وہی کمر

نہ جانے وہی میں لہ کر سارم
کمر دایم میں ہے لہ خود وہی کمر

مگر دل ہے وہ وہیں تو دیکھیں
کہ میری ہاں ہے دنگ میں ہیں دنگ

مگر وہیں جو دل ہے میں فکر آئے
کہ میری ہاں گھر ہے میں ہیں دنگ

پہلی ہم چہ ہے دل دہہ ہند
کہ ہاں دنگ است و دنگ میں

جو ایک دنیا جاتی جاتی تو کیا تم
مرے چہ کے حد س جہاں ہے

جو کھلا اک جہاں میں نے تو کیا تم
مرے چہ کے حد س جہاں ہے

دل میں ہے قمر آواز سے
صحن چتر میں ہے و ہے
خون سے ہم ٹھیک از میں چہ غری
کہ میں ا غریل دارم صحن سے

کہ ہے صبا کی ا صبا کو
خدا جہاں میں آتا کو
میں ہی خود آتا کو دل سے ہاں
جو اپنے نور میں دیکھ خدا کو

کہ ہے صبا کی ا صبا کو
خدا جہاں میں آتا کو
میں ہی خود آتا کو دل سے ہاں
جو اپنے نور سے دیکھ خدا کو

زمن کو صبا کی ا صبا کو
خدا جہاں میں آتا کو
میں ہی خود آتا کو دل سے ہاں
جو اپنے نور سے دیکھ خدا کو

چہ اپنے آپ سے ہلاک مظل
پہاں میں میں ہے صحت میں ہا

میں ہلاک وقت سے چھٹوں تو کہے
پہاں میں میں ہے صحت میں ہا

را نہ خود میں رہیں حال است
ہر دنگ کر ہم خود ہر

سکھ کا علم ہاں نہیں ہے
پہاں و ہم ہاں نہیں ہے

سکھ کا علم ہاں نہیں ہے
پہاں و ہم ہاں نہیں ہے

سکھ دلت و ششیر و علم دلت
فرح شہر و گج کل و ہم دلت

خود ساختہ

مے اب ی سکا بہار نہ مجھے نظر میں رکھو
وہ دم آتی ہے نہیں جیسی نکھو
سکے مار چھو ہے سکی سوز آندے ہے
فہم جو تم تھو وہ قول جو تم رکھو

سکے مار چھو ہے ہر سوز آندے ہے
ہے تھو دے فہم کہ ہے دی قول سرتی

ہر مار چھو ہے ہر سوز آندے ہے
ہے تھو دے فہم کہ ہے دی قول سرتی

مجھ پہ دانے کا گزور ہاں کی اک جہہ بنا
ہاں کو پہلا نہ مجھ کہ حال اک سا کہلا
س جہاں میرے خیالوں نے کھائے شہی گل

اے عزیز چہ سے سب حال ہاں کا کھو
تو نے گئے کلا پھر اسی دینہ نہ کو
میرا حال شکل میں دم سے ہے وہی
ہے اک طر پھر کلا حک بیان نہ کو

ایک دن ہم میرا ہاں کی اک جہہ بنا
ہاں کو پہلا نہ مجھ کہ خود اک سا کہلا
س جہاں میرے خیالوں نے کھائے شہی گل
تو نے ایک گھنٹی سے غول تہا کر طر
نکھو تجھے کلا ہاں ہے کلا کا قدر
تو نے گئے کلا پھر اسی دینہ نہ کو
میرا حال شکل میں دم سے ہے وہی
ہے طر پھر کلا حک بیان نہ کو

خود

تو پہ وہ سلی داری نہ پہ من نظر کھائی
جب اہی کر تو دانی نہ وہ دم آتی
ہر سوز چھو ہے ہر سوز آندے
مجھے کہ ی گداز تو نے کہ ی سرتی

ہم ا کہہ دیکھو مجھے وہ نہ جہا
نے پھر چاند ی مانی نہ ڈا سائی
حد جہاں ی حد کو کچ خیال ما چنگ
یک جہاں وہ اہی ہم نہ غول تہا سائی
اے پھر نہ کلا ہاں حد دار نہ تو کہم
تو حکام گیتی از اہی دینہ ہا
کتنی کھو صاف ہاں نہ نہ خیال
طر تو آنرو ی حک بیان نہ کو

حاج ۱۱ گرچہ جڑیں میں لٹی
مگر نیاں نہ ہڈ کر پار ہے مرلی
پہل رک میں پل اٹھا رہی ترک
ہے نور مسکھٹی کو عیاں پلے

حاج ۱۱ گرچہ جڑیں میں لٹی
مگر نیاں نہ کھل کر پار ہے مرلی
پہل رک کو رہا آگے ہے رہی ترک
ہے نور مسکھٹی کو عیاں پلے

حاج ۱۱ گرچہ جڑیں میں لٹی
مگر نیاں کھل کر پار ہے مرلی
پہل رک نہ رہی ترک پار آہد
نور مسکھٹی رہا عیاں پلے است

میں وہ گم کر گیا خلعت سے لٹی
نور عیاں آگے نور گزرا

میں وہ گم کر گیا خلعت سے لٹی
نور عیاں آگے نور گزرا

میں وہ گم کر گیا خلعت سے لٹی
نور عیاں آگے نور گزرا

نہ پچھ حضرت رانی سے سگی قراں
کہ جی دات (زائمر) ہے خواس کی آگہوں پہ ریل
خود سے آگ بھڑکتی ہے کب بچے جہ دل کھٹے جی
ہی ہے ہنسُ نرود وہ صدف غلیں

نہ پچھ حضرت رانی سے سگی قراں
کہ میری دات ہے خواس کی آگہوں پہ ریل
خود سے آگ بھڑکتی ہے ط کھٹے جی
ہی ہے ہنسُ نرود وہ صدف غلیں

نہ پچھ سگی قراں پہ پکا
خیر ناچا ریل ریل است
خود ریل فرطہ ط اوار
ہیں گھیس نرود غلیں است

مگر یہ ہے فوائے سادہ کس کی
کئی کتا ہے چنے میں کہ میں میں

مگر یہ ہے فوائے سادہ کس کی
کئی کتا ہے چنے میں کہ میں میں

مگر یہ ہے فوائے سادہ کس کی
کئی کتا ہے چنے میں کہ میں میں

شوق

یہ حرف رکاوٹ تیر میں جو میں کتا ہوں
ہے شوق سے دل مانی کہیں بھی ہو بے ڈالی
ہر مسمیٰ جیسے کہنے میں نہیں آئے
تو دل میں بھر دیکھے تیرا چہ لہ جائے

جہاں کو شوق سے زار بیداری
کسے سہرا کو چمنوں سے چمنوں
وہ بھلی کو دکھائے وہ جو آپ
کسے بلی شاعر سے بھرناں

م خاک بھی ہے پیر حلالی ستارہ بھی
اس عر بل میں نکلتی کانا بھی

اک قطرہ حیات سے ہے بلی بہت و میرت
دولت غریب سے شہل شرد پانہ پانہ بھی
پنچاڑ نوریں کو کر حلالی پھر سے
ناکی بھی م چشمہ شیا سہلہ بھی

یہ حرف رکاوٹ تیر میں جو میں کتا ہوں
ہے شوق سے دل مانی کہیں بھی ہو بے ڈالی
ہر مسمیٰ جیسے کہنے میں نہیں آئے
ہاں دل میں دے وصلہ تیرا جسمی لہ جائے

جہاں میں شوق سے زار بیداری
کسے سہرا کو چمنوں سے چمنوں
دکھائے وہ بلی کو تیر آپ
شاعری سے کسے بیری فرطی

م خاک بھی ہے پیر حلالی ستارہ بھی
عر لک میں م ہے عانی کانا بھی

اک قطرہ حیات سے ہے بلی بہت و مرگ
جوتی غریب سے شہل شرد پانہ پانہ بھی
کہہ دے یہ نوریں سے کر حلالی دنا سے م
ناکی بھی مگر یہ شیا سہلہ بھی

شوق

یہ حرف رکاوٹ تیر کی کہم کی کہم
ہے شوق دل آسانی زانی ہر ڈالی
ہر مسمیٰ جیسے کہنے میں نہیں آئے
یک لہر بول دوش تیرا کر تو دلائی

جہاں زار نوریں وہ شوق
برقوں غنچے ہیں پوری وہ شوق
شاعر مگر وہ قلم رکاف است
بلی دینا وہ بھی وہ شوق

ناکیم و بحر سے حلالی ستارہ اک
وہ نیکیوں ہے نکلتی کانا اک

بہت نور است ذیک قطرہ حیات
وہ لک غریب پیر شرد پانہ پانہ اک
! نوریں مگر کر ز حلالی پھر دست
! ناکیں چشمہ شیا سہلہ اک

نازک بھی مثلِ نیچے لہوڑ خلق میں
ہر زندگی میں ہم صحتِ عجب کا نام بھی

یہی خلق میں مہا سے بھی لڑی چل کر
ہر زندگی میں ہم صحتِ عجب کا نام بھی

ہر خلق نیچے دم کر لہوڑ نازک
ہر زندگی میں ہم صحتِ عجب کا نام بھی

مرے فم سے غم کا پیار ہے اے کاش
مر عجب غم سے مرے دل زار ہے اے کاش
یہ زندگی تو تجھ سے ہے میری مٹی کا
مر ایک دن دل بتر ہو اے کاش
قرور وہ میں اس کو نہ کہتی اس کا مقام
خدا مرے دل و فم کا زار ہے اے کاش
میں نے ڈی پہلی کو بھی خدا نہ کہے
خفی ہے یہ میرا فم تجھے مانگا ہے اے کاش

جنت میں ایک جو نے کچھ رنج سے کہا
گھر کے اس طرف کی مجھے کچھ خبر نہیں
کا پہلے یہ شام و سرِ معشوب بھی کا

مرے دل سے غم کا پیار ہے اے کاش
مر عجب غم سے مرے دل زار ہے اے کاش
یہ زندگی تو تجھ سے ہے میری مٹی کا
مر ایک دن دل بتر ہو اے کاش
قرور وہ میں اس کو نہ کہتی اس کا مقام
خدا مرے دل و فم کا زار ہے اے کاش
میں نے ڈی پہلی کو بھی خدا نہ کہے
خفی ہے یہ میرا فم تجھے مانگا ہے اے کاش

جسے کچھ بھی نہایت مجھ و محبت
لہا کے ز آئینے گھر کی خبر خدا
لہو غم میں سر و شام و روز و شب
حکمِ خدا ہی کہ گھر مرد و زار

کا طرف ہم میں نے لے کے بہت پہکار
جوں کے ساتھ میں نے کلا خیر ہو
اکی ہے دل میں کھٹکے جیرو ائی
وہ وہ چاہوں جو ایک ڈ ہے ڈ ہے تو

گل نے کیا کر چلی ڈ بیا رہا ہے
اک سج میں نے ڈ دنگ رہا ہے
اس سے پہلے کہ تجھے نہایت دھڑک رہا
رہا ہمارا رہا ہے

یہ محو چلے یہ بختی و اوائی
سے دل عاشق میں اہم ہر پہنائی

مگر وہ دل پہلے پہلے پہ نظر کر دیکھ
تو جیسا ہے تو پتھر سے کئی کئی
کھینک کر ہے ہمت کا اسے جان حیرت
دل میں نہ تا پائی آنکھیں میں گل آئی

تم کہ طرف ہم کہہ ام سچ پہکار
تم کہ چلی تھی تھرا لے ہو نہ ام
لم ہنوز کھٹکے جیرو رہا
قدم پہ چاہا ایک ڈ دوزخ ام

گل گھٹ کر چلی ڈ بیا رہا ہے
یک سج میں نہنگ رہا ہے
زور چلی کر کس ڈ ہو تار نہ
موت بکا رہا رہا ہے

ایہ محو چلے اہم بختی و اوائی
دھڑک دل عاشق اہم ہر پہنائی

ایہ وہ دل پہلے پہلے پہ نظر کر دیکھ
تو جیسا ہے تو پتھر سے کئی کئی
کھینک کر ہے ہمت کا اسے جان حیرت
دل میں نہ تا پائی آنکھیں میں گل آئی

آدھ کر بیاہیں نے بیاہ چڑھا گل
آجے لگی ملی بھر کو ہلائے سرق
شقل ہو بڑا فسون صحت ہو بڑا آئیں

آدھ کر بیاہیں میں بھی گل کے دے دھن
اک ملی کبھی مل نہیں ہلائے سرق

بے خبر کر فرسودہی فروخت چڑھا گل
بے خبر و دے نہیں ہلائے سرق
شقل است جزو فسون صحت است و بڑا آئیں
نے مں پہ شہ آئیں نے تو پہ شہ آئی

_____ نہ مجھے ڈھلے فسون تو
بے خبری تو گرڈی بخت ط سے
بے عالم خاکی کر جہاں کیجے ہیں جن کو
اک بچہ فرسودہ (بے خبر فرسودہ) مسم غارت دل سے
سہا کے بت کہے محمد نے لگی
نار لا (نار لا) عجم غارت ط سے

بے خبر سے ہے وہ نہ بے ڈھلے فسون سے
بے خبری تو گرڈی بخت ط سے
بے عالم خاکی کر جہاں کیجے ہیں جن کو
بے خبر فرسودہ مسم غارت ط سے
سہا کے بھگے محمد نے لگی
کار ہی ہا عجم غارت ط سے

عجب عجب و ڈھلے فسون عجم
فکارتے تو گرڈی بخت ط است
بے خبری تو گرڈی بخت ط است
فرسودہ بھگے ز مسم غارت دل است
محمد فرسودہ کر مسم غارت ہا کشت
کلاہی بخت مسم غارت ط است

جہاں بے خبری کے لئے تو مرنے والے ہیں بزرگ
کسی کے لئے میں اک آج کچھ نہیں
تو ہی پانے سے (بہادر کر کے) تو جی بے خبری میں پانے
کر ساقیوں میں کوئی آٹھائے وہ نہیں
تو بے خبری سے فاصل نہ ہو تو ہی پانے

جہاں بے خبری کے لئے بزرگ مرنے والے
کسی کے لئے بچے ہیں آج کچھ نہیں

بے خبری تو گرڈی بخت ط است
بے خبری تو گرڈی بخت ط است

تو بے خبری سے فاصل نہ ہو کہ تھ کو لے

زنجبیر غزل پہ فاصل بھگے بھگے

تجے وہ مرد جو اپنی مٹی و لہ نہیں
جہاں بچا میں ہے تجھ کو مائیت کی عاقل
کہ تیری کھینچی زہت ہے وہ نہیں
مرے حلق میں کیا تھیں کھانے گل
جہاں میں اپنا نصیب ہے وہ نہیں
ب آدہا اپنی تمام میں مل کر
کہ وہ نہ فرقہ فرشتہ بن گیا

وہ ایک زہر جو کھانے و پانی میں
مرنے دیر میں ہے تجھ کو مائیت کی طلب
کہ تیری کھینچی زہت ہے وہ نہیں
مرے حلق میں کیا تھیں کھانے گل
جہاں میں اپنی کائنات ہے وہ نہیں
پار کہ دہلی اپنی ہی کو مل کر
کہ وہ نہ فرقہ فرشتہ بن گیا

زہت کہ مائیت زہل و آ ہے میرے
دہلی دہلی کس کس کس مائیت دہلی
زہا کھینچی زہت ہے میرے
عقاد لہجہ زہت ہے میرے
نصیب زہا جہاں ہے میرے
آ کہ دہلی اپنی دہلی آرم
کہ فرقہ فرشتہ بن گیا

میں نہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

میں نہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

نہ یہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

میں نہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

میں نہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

میں نہ فرقہ نہ فرقہ نہ فرقہ میں
جب وہ میرے پاس میں نہ فرقہ نہ فرقہ
زہا دہلی میں ہے کہ ہے کھینچی کی عاقل
نیکے میں لے کر دہلی میں گر دہلی ہام

جیسے کہ تیرے دل کے کڑے ہیں کہیں کا دل
تو کہ عجم خلق میں طوطی سے ہر لہاز کو
کم ہے کہ خلق میں قد حرا مانتی
قد حرا مانتی گرچہ کہ ہے فرد کو کم
میں تو نہ وہی پہ گچہ ہم آؤ بگر گداز کو

جیسے کہ تیرے دل کے کڑے ہیں کہیں کا دل
تو کہ عجم خلق میں طوطی سے ہر لہاز کو
کم ہے کہ خلق میں قد حرا مانتی
قد حرا مانتی گرچہ ہم آؤ بگر گداز کو

جیسے کہ تیرے دل کے کڑے ہیں کہیں کا دل
تو کہ عجم خلق میں طوطی سے ہر لہاز کو
کم ہے کہ خلق میں قد حرا مانتی
قد حرا مانتی گرچہ ہم آؤ بگر گداز کو

دل کی شوق مرے ہر بھی سے کہ آج
کہ دل ناک مری سے کی آگ سے آہر
حلم از سے لہائے گل نکل آئی
قرب آکر تو دیکھ زلف شوق آئینہ

دل کی شوق سے کہ میرا ہر بھی لہجہ
مری شرب سے کہ دل ناک مرے آہر
حلم از سے لہائے گل نکل آئی
قرب آجے آجے زلف شوق آئینہ

دل کی شوق سے کہ میرا ہر بھی لہجہ
مری شرب سے کہ دل ناک مرے آہر
حلم از سے لہائے گل نکل آئی
قرب آجے آجے زلف شوق آئینہ

گلا میں سب سے گزرد کہ حسد بڑی میں
کہا کہ دور میں اک آکھ نہیں میرا
ہے دل کا قہ یوں عہ میں سرلا دل
نہیں ہے میرا جس دور تو میرا
نہیں پہ لہائے جسم ذرا پہ کچھ نہ کیا
خبر سوئی جی گرچہ تیرے گریں میں

گلا میں سب سے گزرد کہ حسد بڑی میں
کہا کہ دور میں اک آکھ نہیں میرا
ہے دل کا قہ یوں عہ میں سرلا دل
تیرے جس میں نہیں دور تو میرا
نہیں پہ لہائے لب پہ جسم ذرا پہ کچھ نہ کیا
خبر سوئی جی گرچہ تیرے گریں میں

گلا میں سب سے گزرد کہ حسد بڑی میں
کہا کہ دور میں اک آکھ نہیں میرا
ہے دل کا قہ یوں عہ میں سرلا دل
نہیں ہے میرا جس دور تو میرا
نہیں پہ لہائے لب پہ جسم ذرا پہ کچھ نہ کیا
خبر سوئی جی گرچہ تیرے گریں میں

ہے وہ میں تھا بھی گہر کر جو مرا دل ہے
جو تیرے سنگ میں اک نسل قمرؔ غوں ہے
تو آج سے مری فراہ کچھ مجھے بھی ہے
گواہی کر تیرے میں ۲۵ سے کام کیا
مداغیب میں ہے تو کون (کیسی) تیری شکل ہے
یہ تیرے بھائی میں میرا سا گہر دل ہے
مگر کتنے
نرپ کے دہی ہال کو پھوڑ کچھ نہ کیا
تو ہڈ سنا ہے آفت زلزل کی آہ و بکا
ہے تیرے سنگ میں گر نسل قمرؔ غوں کا
تو مجھ سے کسی مری فراہ کچھ مجھے بھی ہے
۲۷ سنا دیکھ دیکھ کچھ نہ کیا

ہے تیرے چہ میں میرا سا گہر دل ہے
جو تیرے سنگ میں اک نسل قمرؔ غوں ہے
تو مجھ غریب کی یہ آج کچھ مجھے بھی ہے

کچھ شمع و پریم الہا چہ جیدگی است
درد بگڑتی تو آہ و خفاں غم زبا؟
مگر یہ کچھ تو مجھے نہ قمرؔ غوں است
کچھ وہ آغوشِ اکسا غم زبا

نور قمرؔ و شمع و کچھ و بچ بھگی

شدم عسرتِ جڑوں کو شمع در مر و مر
کر وہ جہان تو یک دنیا آکا نام نیست
جہاں تھا زلزل و مہجِ خاک میں ہر دل
جس غولی است ولے وہ غور لہام نیست

مجھے یہ لب و دہچہ بچ بھگی

کرم سابی

شیریں شے وہ کب خندہ میں
یہ پھان کی محبت کرم سابی

کرم سابی

کرم کے کمرے میں میں نے ہے
یہ کتا تھا اک دلت کرم سابی

ہے میں نے اپنی کرم کے ہر
یہ کتا تھا اک دلت کرم سابی

مگر سب زندگی کے نہ سما
ہی چیز سے حق ز ہے آتالی
کہا اس سے پردہ اٹھی نے
سو کر یہ کد بھی ہے آتالی
(سو کہ سے کد بھی ہے آتالی)

نہ سما مگر سب زندگی کو
ہی چیز سے حق ز ہے آتالی
کہا اس سے پردہ اٹھی نے
سو کہ سے کد بھی ہے آتالی

مجھ سے ام سب زندگی کا
ہی چیز سے حق ز ہے آتالی
کہا اس سے پردہ اٹھی نے
سو کہ سے کد بھی ہے آتالی

نہ ہو گھر سے نورت شے
تجے اس بارش میں ہو چاہے کاش
بہ ہو وہ زو ہو سرش گھس
مہ شہم زندہ جگ گل کا

نہ ہو گھر سے نورت شے
تجے اس گشتوں میں ہو چاہے کاش
بہ ہو وہ زو ہو سرش گھس
مہ شہم زندہ جگ گل کا

مہ شے نورت شے گھر
تجے اس بارش میں ہو چاہے کاش
بہ ہو وہ زو ہو سرش گھس
مہ شہم زندہ جگ گل کا

قدم ہے پاک دلو جہاں میں
ہ پٹائے جہاں مگر ہے تو ہے

قدم ہے پاک دلو جہاں میں
مگر کئی جہاں میں ہے تو ہے

قدم پاک تو ہے وہ دلو
ہ پٹائے جہاں مگر ہے تو ہے

تجے پچاند کر دے کا ہے تھ سے
ہ میرے پاس ہے آپ طرب پاک

تجے ہ آپ سے پچاند کر دے
نہی بکا میں ہ آپ طرب پاک

تجے دلو پچاند پچاند ہمارے
کس آں آئے طرب کے عارم

نہ پہچان خشن کی نہ گھیں کا
جو ۲ ۲ رنگ میں جلوہ کھائے
اگر دل میں رہے تو ایک خط
ہے بے پلاں نازاں بے جب بھی آئے

نزل سرا = عجم خشن میں کتنی صبر (کی)
تو دم بدم میں صبر الی سے ہا کالی ہے

خوشید بہ دہلی میں ہم پہ گریباں میں
ماکی کی میں گروہی کی ایک طرف لٹا ہے
مروڑ کے شیشے میں کلیجہ فرما ہے
تو رات میں میرہ میں رات میں میرا
جیسا میں ڈی ہاں سے ہر پات میں پنہاں میں
میں دیوہ میں تو منزل میں کھیت میں تو حاصل
وہ رات ہے تو جس سے شاداب ہے ہر فصل

جب ہے خشن ہونے کی خشن
ہے ۲ ۲ رنگ میں جلوہ کھائے
اگر دل میں رہے تو ایک خط
ہے بے پلاں نازاں بے جب بھی آئے

نزل سرا = عجم خشن میں کتنی صبر
تو ہا کے الی کی صبر سے صبر کالی میں

خوشید بہ دہلی میں ہم پہ گریباں میں
میں پچھ میں گر دیکھ دیکھ تو ڈی ہاں میں
ماکی کی میں گروہی کی ایک طرف لٹا ہے
مروڑ کے شیشے میں کلیجہ فرما ہے
میرے لیے حاصل ہے چند چنگی میرا
تو رات میں میرہ میں رات میں میرا
جیسا میں ڈی ہاں سے ہاں میں ڈی پنہاں میں
میں دیوہ میں تو منزل میں کھیت میں تو حاصل
تو رات ہے ۲ ۲ رنگ میں جلوہ کھائے

پیرا د خشن وہ نہ گھیں خشن
پیر رنج کر خشن سر ۲ آد
میں بے پلاں نازاں بے جب بھی آئے
ہے بے پلاں نازاں بے جب بھی آئے

پیر سرا = عجم خشن وہ خشن آد
خشن خشن پہ تو لے دے دیکھم
نوائے وقت

خوشید بہ دہلی میں ہم پہ گریباں
میں گروہی کی ایک طرف لٹا ہے
مروڑ کے شیشے میں کلیجہ فرما ہے
میں دیوہ میں تو منزل میں کھیت میں تو حاصل
تو رات میں میرہ میں رات میں میرا
جیسا میں ڈی ہاں سے ہاں میں ڈی پنہاں میں
میں دیوہ میں تو منزل میں کھیت میں تو حاصل
تو رات ہے ۲ ۲ رنگ میں جلوہ کھائے

زندگی

ہنگ کے ہوتی ہنگ میر نے جاب ط
ظہا جلت کا جھو ہے جھو حکم
نہ ہانے کسی نے خبر گشتوں میں پچھائی
کہ اب سے پیٹے ہیں میری کر گل و شبنم
زنا

اے کہ تو نے مجھ کو پچائی ہے تم غلط سے ہے
ہاں اسی سے کی تھی پچھلے پچھلے
وہ وہ میرے تھ کا جھوٹا خاک
جو میری لڑا سے حق مستد مرا
خاک جیت سے مری دھن چوڑا قلم کر
میرے دل کے دھن سے دھن « جات مرا

اسی قلم نے جو کہتی ہے زندگی خور
خام ہے بھی مری بھوئی پہ کھا ہے

زندگی

جھوٹے ہوتی ہنگ میری جھوٹ
ظہا کہتی، جھوٹا حکم است
خدا تم پہ گھٹن کر جو اچھا خبر
ہاں جاکھ گل و شبنم است
زنا

اے کہ تو نے مجھ کو پچائی ہے تم غلط جہاں دیکھتی
ز جھوٹے مہمانوں میں بگڑ جاتے مرا
حق دا سراپا ساز تو مری فراہ میں
جھوٹا خاک گھٹن خاک جلتے مرا
پہاں جھوٹ دا غلام میں چوڑا قلم ساز
خدا کی دھن مرد سوز جھوٹے مرا

جھوٹے کہ جھوٹے زندگی قلم زنا است
نہایت جھوٹے پہ ہنگ جھوٹ

ہنگ کے ہوتی ہنگ میر نے جاب ط
ظہا جلت تو ہے ایک جھوٹا حکم
نہ ہانے کسی نے خبر گشتوں میں پچھائی
کہ اب سے پیٹے ہیں میری کر گل و شبنم

اے کہ تو نے مجھ کو پچائی ہے تم غلط سے ہے
کاش اسی سے کی تھی پچھلے پچھلے
حق میری مری فراہ سے « جھوٹ «
جھوٹا ہے پاک « یہ جھوٹ مستد مرا
کہ چوڑا قلم دھن میری مرد خاک سے
میرے دل کے دھن سے دھن « جھوٹ مرا

اسی قلم نے جو کہتی ہے زندگی خور
کھائی خام مری بھوئی پہ کھا ہے

Abstract

"*nt khab e Payam-e-Mashnq*" is an Urdu translation of selected verses from Iqbal's "*Payam-e-Mashnq*", published in 1917. These verses were initially translated by Faiz Ahmed Faiz and the original manuscript of this translation is available in the personal collection of Dr. Monuddin Aqeel. Suli Tabassum, a renowned poet, had reviewed this translation and made many changes in its draft before it was published. In this article, the comparison between the manuscript, the published version and the original Persian text has been made and the changes, discrepancies and errors made by the translator have been pointed out.

ہر اک جھن میں ہیں زرخس نہ کھول اپنے نیچے چڑھ
 ہے حاصر اور شہر میں ہے غرق، پتھر پھٹا آدھ اور شرف کے سر میں کو جھین کیا جب کہ کافی شعر میں افسانے مری
 تیرے صیغے نے اندر مٹا کٹاں پھر پاشی صبر کا "تیرے" کی ایک سر کھوچے پچھلے صیغے نے "تیرے" حضرت شہو جب اللہ ہی نور اللہ
 مرتدہ کے کئے عرض میں پھر شعر کر کے جھین پائی گروت کا صحت دل

نما ہے دل کھن ولی کے یہ سرما مری
 کہ الہ قصیدہ یا شای خود نہ دیا لئی
 مری کا جھین کال شعر میں ہے

زمانہ طوط و لک بے یا شای دھوہ نوشت
 کہ الہ قصیدہ یا شای خود نہ دیا لئی

ابلیس میں روایع خاکو شعر اپنے بہترین کام کو ایک نگاہ میں مناد کر لیتے تھے مری نے اسی دل کش روایت کی ضرب اٹھا
 کہا ہے کہ الہ کا قصیدہ یا شای ہے مری کے سر سے مری کے دل کو گناہ صرف الہ کی جوش جیسا اور جھین شعر کے خالق سے نصیحت کو
 ظہیر کرنا ہے مری طرح وہ اس سر سے کتا رہے تھلی کے تدار میں خواجے قصیدہ کو یا شای قرار دے رہا ہے
 شادہارک آبرو (۱۶۸۳ء تا ۱۷۳۳ء) کا زمانہ پائی اور اور شعرا کے کام کو جھین کر کے کے پاس سے روایت غورانی کی غزلیوں کی
 جھین کی جانب رہا اور انہوں نے اپنی غزلیوں پر پھر چڑھ گئے۔ پائی کہیں کہیں جھین سے شعرا سے جھین کر پائی نہ لکھی دکھائی دے جاتی ہے
 مظاہر سے تھے اس آبرو نے اپنی ایک غزل کے جھینے میں دل کے سر سے لکھ کر صرف جھین کیا ہے اور الہ جھین کا مقصد چوں کروں کی شاعر کی
 کھرا بہا ہے لکھیاں جھین جس میں وصال کا ریزہ چاہی نظر آتی ہے ستار

لک ہے آبرو جھ کھن ولی کا طوط یہ سرما
 "سرا لئی آہستہ آہستہ خوب آہستہ آہستہ"

دون کا در جھین کمال شعر کیجیے

جب کچھ لطف دکھا ہے شب طلعت میں گل دھواں
 قطب آہستہ آہستہ خوب آہستہ آہستہ

شیخ ظہیر اللہ ہی حاتم (۱۶۹۹ء تا ۱۷۴۷ء) کے پائی روایت ساسرہ ستانی شعرا کا کام جھین کر کے جس میں مضمون
 منیر جہاں از سرور در سرور، شادہارک، کھیر، دھنگ، دھن، غور، قاتل و غیرہ مثال ہیں۔ کافی شرف حاصل ہو رہا ہے شہ
 جھین میں ہی آبرو اور شعر حاتم نے اپنی ایک غزل کے جھینے میں اور ایک سر کھوچے جھین کیا ہے منظر ہے

سرا کیجیے ہے حضرت حاتم جہاں میں تم
 کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے

سوا کا رے جھین پر با شمر دیکھو

سوا جزو میں کہ آکر جہاں میں ہم
کہا کہ چلے اور آئے تھے کس کام کے ہے

ماتہ جہاں اور ان کا سر سوار وہ خود لگا ہے کہ لے کر کہیں تہ تو اپنا تھا کہہ کرے سے چڑھائی۔ چوہ کی کے انتہا سے چہ نہیں
ہوئی۔ اور ماتہ سے سوسو بھی سوار ہی کا لیا ہے اس لیے کہ شمر سوار وہاں راگھوں لگا ہی لرا حاتم بے درد کے سہو سرے کو پئی یک
فزل کے دھیسے میں جھین کا ہے

کہا پچھتے ہو سو کو حاتم کے دوستوں
”جو کچھ کہ ہو سو ہو غرضی آت دیکھو“

یہاں ہی حاتم اپنی بیعت اور لکھوا شیخ طور پر بیان کیں کرتے جب کہ داسے اپنی لے کی کو ٹھیکس داس میں سو دھوڑا ہر یوں بیان کی

←

مڑگان تو ہوں لے رگ تار بچھو ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرضی آت دیکھو“

نایک ہٹا میں میں حال کی طرف ہی کی تو بدباد ہے سٹار مانڈا شیراز کی کا ایک شمر ہے

ہا کر مٹائی اچھا کارخانہ کم نشو
سو مجھے توئی لے حسن مجھے نے

حاتم نے اسے سمری قزل کے ساتھ ہی لرا جھین کا ہے

تو ہی سے جو حاتم ہے قاتل لے زہر
جہاں حضرت مانڈا تو گولی کر بنے
”کہا کہ مٹائی اچھا کارخانہ کم نشو
ز زہر مجھے توئی لے ز کھس مجھے نے“

حاتم نے تو کھس دیا ہے سوئے اپنی اس مانڈا نزل میں جانڈ کے شمر کو تال کر کے پھاڑا ہے کہ دے کی پئی تہ۔ ہے ہر

دہلا شش، کھوں سے اس میں کھائی شمر و قاتل کھس دیا۔

دھکے کے یک اور شمر ۱۱ کی جھین حاتم جہاں ہی یک فزل سلسلے کے آخر میں کی ہے لگتے ہیں

لے جہاں لے میں کہ لے مرے صاحب
ہر ہر جہاں شیراز ہے جو دے پند
”صاحب مات بہت لے خدا شمس ہو
کہ مستحق کرات حواء کا لکھوا“

دروے نکل شعر کا ذکر اس سے پیش آ رہا ہے۔ سورا نے اپنی اپنی کیفیت کے اعتبار سے لے دروے کے اس شعر سے کلاموں میں جا کر وہ اس شعر میں قصیدوں کے ساتھ چھپنے کے لئے ہونا نہیں تھا۔ دروے نے اس شعر کے سلسلے میں انھوں نے اپنی ایک لڑائی کے لئے ہدا، شاعر اور شاعرانہ خیالی کے شعر سے ۱۱ قصیدیں کیا ہے۔ سورا واقعی ہوا میں لکھتے ہیں

خا ن د ہ وے جو سورا تو غزل صائب کا
تو پچھ غزل سے میں کیا کہیں عاں تھا
کہ ایک دن میں مجھ سے وہ میں اکیلا دیکھ
کہا "کھر چلے اے لڑے شاموں تھا؟
ہا جوب "نہ سمجھتا ہوں ی غور"
کہا میں "جو جسم کے سراپاں تھا؟"
خا ن د ہ وے تو کہے تھے کہ "کھاگو
گرفتہ نام بہارت ر انہاں تھا؟" ۱۱

یہاں سورا نے صائب کے شعر کے سورا کی کو بہت خوبی سے اپنی غزل کے قصیدہ شاعر میں لکھا ہے۔ اور اس سے اس کا ہے
پچھ شاعر صائب سے نکال کر رہا ہے۔ اس کا طے ہے کہ اسے قصیدوں کا لکھنا بھی کر سکتے ہیں۔ سورا کے ان قصیدہ شاعر میں قصیدوں
شعر لکھنے کے مقاصد بھی ہیں۔ اسے کہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور انھوں نے صائب کے شعر کو اپنی واضح کر دیا ہے۔ اس کی طرح یہ کہ ایک شعر

خا ن د ہ وے جو سورا تو غزل صائب کا
تو پچھ غزل سے میں کیا کہیں عاں تھا
کہ ایک دن میں مجھ سے وہ میں اکیلا دیکھ
کہا "کھر چلے اے لڑے شاموں تھا؟
ہا جوب "نہ سمجھتا ہوں ی غور"
کہا میں "جو جسم کے سراپاں تھا؟"
خا ن د ہ وے تو کہے تھے کہ "کھاگو
گرفتہ نام بہارت ر انہاں تھا؟" ۱۱

اس شعر کے سورا کی کو سورا کی ایک غزل کے قصیدہ شاعر میں لکھا ہے۔ اور اس سے اس کا ہے
پچھ شاعر صائب سے نکال کر رہا ہے۔ اس کا طے ہے کہ اسے قصیدوں کا لکھنا بھی کر سکتے ہیں۔ سورا کے ان قصیدہ شاعر میں قصیدوں
شعر لکھنے کے مقاصد بھی ہیں۔ اسے کہتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور انھوں نے صائب کے شعر کو اپنی واضح کر دیا ہے۔ اس کی طرح یہ کہ ایک شعر

خا ن د ہ وے جو سورا تو غزل صائب کا
تو پچھ غزل سے میں کیا کہیں عاں تھا
کہ ایک دن میں مجھ سے وہ میں اکیلا دیکھ
کہا "کھر چلے اے لڑے شاموں تھا؟
ہا جوب "نہ سمجھتا ہوں ی غور"
کہا میں "جو جسم کے سراپاں تھا؟"
خا ن د ہ وے تو کہے تھے کہ "کھاگو
گرفتہ نام بہارت ر انہاں تھا؟" ۱۱

ہا ن کا نکل شعر ہے

۷۱۷: حضرتی ہے کی کل حشر کو

داغِ سحر ایک مرے دل پہ ہے غلوں دار تہیں^{۱۵}

میرے اس شعر کا قصیدہ لکھ کر، جس میں انھوں نے بڑی روحانی کے ساتھ اپنے صبر و شکر کو 2000 سورتوں پر بھرا رکھا۔

۱۔ جیسے وہاں تاجدار یا شاہی راز خطابہ بھی ضرور پڑھا جاتا تھا۔ دوسری روایت کے انداز میں 2 کے سہے قطر ہے اور میر کا شعر اس کی اہل کیفیت کو نظر لیا جاتا ہے

میں گز مار می ہا تو مراد مجھ

نام سے جس کے ہراساں ہیں طرپ و قعر

آج تک بچہ و محبت میں تو کام ہے فقیر

ہاں ہاں عظیمی ہے دیکھی کل شہر کو میر

دماغ ہر ایک مرے دل پہ ہے غم در جہنم

میر حسن (۱۷۷۱ء-۱۸۱۶ء) کی مشنوں میں اگرچہ دیا جاتا ہے کہ وہ بڑے بڑے املاکات اور آفات کے نکلنے سے بچنے میں بہت

کہیں کہیں خاص قسم کی خوشی مل جاتی ہے۔ اسے جوائے سے انھوں نے دھکی اور مسیحا کے انتہائی اشتہار پر تصویق دے کر ہیں۔ ان شعر

کے کام کی سادگی اور محض آفرینش پر مبنی کے کام کی سادگی اور وہ ان کے ساتھ مل جاتی ہے جو کام ایک مکمل طور پر سائنس کے آئی ہیں۔

بعد میں دنیا دار کا سوالیہ فقیر کا جواب کے متعلقہ صنف ایک حکایت لکھنے میں مصروف تھا کہ آقا رسول کے شرفِ شہداء و شہرے سے

بچے لکھ رہے ہیں

مختار آن دانش که ما در

مکتبہ آگے در حدیث دگرہن ۴۷

مشہور روی میں یہ شعر ”برون بادشاہان طرب و سرعہ کا حال ہوا چہ نہ“ کے پر مغزوں میں ملتا ہے

عشر آن شد که در

مستور آفت و حشر مکرر

حکایت کے آخر میں اکیسوا دو م کے شعر کو قصیدین کہا گیا ہے۔ کہتے ہیں

سب کہا ہے مولوی نے اے حسن

پوش سے تو کوش میں رکھ ہے عین

کاش خ ہنوش ، دہ کاش خ

ایک سخن ہمارے بارے میں

یہ حکمت میں بحر حسن ہے، ہر ایک کو اپنا حصہ عورتوں سے خالی کر کے اس میں صرف خوش فہمی کا بحر ہے، یہ بحر اور اس کی چوٹی

۱۶۱۱ء کے انقلاب میں وہ جھین کرتے ہیں کہ خڑکے کان بچ کر بھرے کان غریب نے اسی بے کسری یہ بات گیسے کے کانوں پر ڈھ

کر گئے۔ ۱۶۱۲ء کا کل شعر شری شری "ڈو کر ڈاؤں ڈو کٹھن جیوان لذتیت جیوانی ڈاؤں" کے مثنوی سے اس طرح ہے

گول فر ہاروش و دیگر گول فر
سکین غن دا د نیلو گول فر

دمود العارلہس ی شری نہ حسن ۱۶۱۳ء کی ایک عود شعر "آنا غن بکھانے کا ہم نیم گرم کوہی ڈھ" کے تحت ہمیں کیا ہے

لہو دیکھ

بچے تین سب کے ہر فر نہ ہن
نم کر یہ سوئی کی بات ہن
کار ہاروی دا کاس ڈو خود سکیر
د فشنی گرچہ ملد شیر و شیر

ملو ی مولانا روم میں یہ شعر "کھیت مردیال ہوشی و دین ریشی ہوشی ارہنک" کے دہے مثنوی اس طرح خود ہے

کار ہاروی دا کاس ار خود سکیر
گرچہ ہن د ہشیش شیر و شیر

یہ مثنوی اس شعر میں مولوی شری کر کے دے اپنے مہم کی ترنیل کے لیے مستعار کیا ہے۔ یہی جیسے میں وہ لہو کا چمک

عود شعر کی قدس قمر کے ساتھ جھین کرتے ہیں۔

آندہ کی غلو ایک لہانہ غلو
یہ لہو کوہ دا یک برگ کا

۱۶۱۴ء کا شعر "لغات پادشاہا آن طہیب الہی کہ در غرضی بیات دہا ہا دہا قات" کے مثنوی کے تحت مولوی میں خود

جیسے مثنوی نے اس طرح جھین کیا ہے

جو کھا قسمت میں دے ٹی و کم
مت رضا سے اسی کی ہار دہ قدم
عرف سے دیانہ نہ دہ پنی طلب
کھچ مت ہے فاکہہ رنج و تپ
آندہ کی غلو ایک لہانہ غلو
یہ لہو کوہ دا یک برگ کا

ملو ی در وصف قصور جو لہو میں "درختیت جیوانی کیرا یہ صدق نامہ علم ہا اہا" کے مثنوی کے تحت لہو

"دشمنوں کو جھین کیا لہو ہے جس سے نہ صرف حضرت علیؑ کی حقانیت کا انکشاف ہوتا ہے بل کہ ساری کے شہادے" یہ وہ ہے بل

وہ تھا کہ کھلا دھڑ مہر پر کر رہے تھے لکھتے ہیں

اس دور کا میں میں ازل سے تھیر
ہے اہلی میرا قول سہلی
”خدا“ کئی کئی
کر یہ قول اہلی کئی خاتمہ
مگر وہم وہ کئی دور قول
من و دست و دامن آملی رسولؐ

یو سمان سہلی (سہلی مار) کی تھیں میں پر شہرہ سے مختلف صفت میں اس طرح درج ہیں

خدا ہے حق نبی طوط
کر یہ قول اہلی کسم خاتمہ
مگر وہم وہ کئی دور قول
من و دست و دامن آملی رسولؐ

دور ہے کہ میں نے اپنی شہرہ کا کافی شعری مسطور الہام میں لکھی آیات سہلی کی کو جھین کے لیے منتخب کیا اور ان کے ہر ضمیمین
مردانہ اپنے صنف کی وضاحت و ہر ایہ روایت کے لیے متبادل کی گئی ہے اس سلسلے میں انھوں نے بڑا دور سہلی کے علاوہ دلی کے
ملائی اللہ کو لکھی اپنے شعار پر ہر خود پختہ کر کے لیے بنا ہے۔ میں نے صنف کے ساتھ ساتھ دلی کے دوسرے شعرائں شاد و اسرار اور
نشین سے بھی مسرات لکھے ہیں۔ ہر میں تجسیمات کی طرف شعری کی توجہ بڑا دوری اور دلی کا مہر میں سے اکثر و بیشتر چمک چمک لڑتیں
انتخاب کیجئے۔ گویا یہ دور جھین لکھری کا زرخیز دور تھا۔

للا مہر دلی مصنفی (۱۸۲۹ء۔۔۔ ۱۸۶۲ء) کے کھسرات کا قلم کار ہیں۔ یہ بلا کھسرا مصلیٰ بیرونی کی کھسرا لڑی ہے جس کا

مقطع ہے

صورت گرمی حلاکم ازلی سم تن جدا
سازہ صورتے کر نہ باشد ز من جداؐ

مصنفی کے کھسرا سے مثال کیجئے

جب سے ہوا ہے اچھ سے وہ چلیاں چھلی جدا
آئیل میں تن چلے ہے جدا اور من جدا
ہووے کسی طرح سے یہ رنج و عن جدا
”صورت گرمی حلاکم ازلی سم تن جدا

ماہ صورت کے نہ اشد ر من چہ ۵۸۹
 یہاں بہت چوٹی کو آکر کرے کے لیے فصیل کا استعمال ہوا ہے
 جج کا من، جو کرے کل وہ آئیں جھ کو
 پیر کے، دیکھ کے وہ نیچر جڑوں جھ کو ۵۹
 مسکے سے سولے سے تیر کے ساتھ فصیل شعر کے ذریعے زیادہ کمائی کے ساتھ خوب کی جا کاری کا فن بھیج دیا ہے، ایسے ہیں
 گو زلنے نے کیا صاحب دلی جھ کو
 بندگی گئے ہیں سب گھر و سلی جھ کو
 ۱ تیاں سمجھیں ہیں کہ ظم کے شلاں جھ کو
 "نچ" کا من جو کرے کل وہ آئیں جھ کو
 پیر کے، دیکھ کے وہ نیچر جڑوں جھ کو ۶۰

ان مسکے کے علاوہ انہیں نے ناکائی شروع کی کے ایک شعر کو یہ طور پر لیتے ہیں "سوی مسبح حال خود دئے رہ نہ گوئی" کے
 عنوان سے یک سہرے گھول ناکائی کا پھر "دلی ماکائی شروع کی" میں "گوئی" قرن وسطیٰ کے قوت سحر ہے۔ مصنفی کے اس
 سہرے سے ایک بند لکھیے

چہ وہ کر حیرے شعر کی شہوت ہے ہا بیا
 کس روز تھ سے آگے کئی وہ چو ہا
 کیوں کیجے اس زلنے کا اسے مصنفی کا
 ناکائی اپنے ہر میں آگے ہی کہ ہا
 جتنے فصیل دیا کر اہل علی ہر
 ۱ من قری کھ قریاں من ہر ۶۱

ناکائی کا کہنا ہے کہ گھول گھول کر جھل خلیں ہیں میری حاسرت کا دہائی تو کرتے ہیں گھر سے ہم پٹوں ہیں اور اس طرح
 کہ وہ ناکائی کے شعر کو مسرت سے تعلیف و غلی کا اظہار کرتے ہیں من کا کہنا ہے کہ اس دے سے گزرا کا دہائی حاصل ہے کہ ہے کہ
 ہر کم ہر ہر میری صر کی کا خواہ لکھائی دہائی نہ کر لیں میرے ہر گز نہ لکھیں گے

آئندہ شہر جرات (۱۷۱۹ء تا ۱۷۸۰ء) نے میر، دودھ، سون، قوت و اور اس کے سحر میں فصیل کرے نے ماہ، وہ یک "دھ" کا
 ہے میرے حکایتی فصیل کا پتہ نام من کے ہاں جس کو سحر میں سمجھیں نہیں تھیں۔ جرات کی تاری میں مر، لاٹا، دھ، جس
 کرے کی روایت بھی موجود ہے جس کے ہاں "ار سال" اصل کا پتہ اور پتہ ہے کہ جس کے دھ کے ایک میرے ہاں "وہ" ہے
 بدشاہ میں کس روایت کے فصیل کرتے ہیں

جیسے اس کا دل کے کدو کوئی کرتے ہیں کہ

وہ اس کی تکی ہے کچھ شعر میں دن کے
ہاں کہ ظانی کہ مسکاتی کہ سالی کی^{۶۸}

جس طرح میں نے اپنے مضمون "جھینگر کے روپ میں لکھا ہے کہ" (دعا کے ارچن میں جھینگر کے خوشہ زلی جیسے چاندی
ڈال دی تھی۔ یہ جھینگر کی طوائف و لذت دینے کا اس میں خوب متکلی تھی^{۶۹} جب کہ دعا کے کلام کے بعد اسے یہ بات سامنے آئی ہے کہ
اس کے ہاں اتنی ہی کی مثالیں آ رہی ہیں کہ جھینگر کی مثالیں دیا دکھیں جیسے وہ اپنے پہلی سر میں کو جھینگر کرتے ہیں اور آدھ
وہ اپنے خوشیوں کے لئے کیڑے کی طرح شعر اور دعا کا لڑکے کے کلام کی جھینگر کی طرف سے کار چاں سے لے کر ہے۔

خود جھینگر کی نقل (۱۸۶۷ء اور ۱۸۸۲ء) کے ہاں ایک آدھ جھینگر کے شعر کے سر میں جھینگر کی مثال مل جاتی ہے جب کہ روز شعر
میں آئیں ۱۲/۱۳/۱۴ روز و وقت کے سر میں جھینگر کی جگہ سے دعا کے دوسروں کو آئیں سے پہلے جھینگر کا یہ شعر دیکھیں

پہلی ی مصرع سوا ہے زلف آئیں
”تھ سے لے دیا گریوں نہ ہوا ظا س ہوا“

آئیں چلی مصرع سوا غزل میں
”یک دست اگر نہ جہاں کے لائے گل“

سور کے اصل شعر میں ہیں

ب تک تک کا طوق نہ ہوا ظا س ہوا
تھ سے لے دیا گریوں نہ ہوا ظا س ہوا“

یک دست اگر نہ جہاں میں لائے گل
سر کو تانے خاک نہ دیکھے چہ جائے گل“

یہاں آئیں کی یہ بات اور جھینگر نہ جھینگر کے سور کے شعر کے سر میں لکھی گئی ہے ”تھ سے لے دیا گریوں نہ ہوا“ کے الفاظ کا اس کے شعر کی
مرد کی سبب کا لکھ دی ہو ہے یا دی نہیں ہو لیا ہے۔ آئیں کے ایک جگہ کے کئی شعر کے لکھنے کا یہ لالہ لہنی سے جدا ہے۔

آئیں یہ وہ زمیں ہے کہ جس میں ہے قول درد
دل ی نہیں رہا ہے جو کچھ آندہ کریں“

درد کا نقل شعر درج کیا ہوا ہے

م تھ سے کس جوں کی لک ججو کریں
دل ی نہیں رہا ہے جو کچھ آندہ کریں“

شیخ دانش داغ (۱۹۳۸ء) کی شاعریوں کے مجموعوں کو جھین کا آرہو تان دلی کے ارد گرد شاعر اور ارد گرد کے
میرے جی میں لے رہی جھین تے ہیں۔ یہاں ارد گرد کے مجموعوں کی داغ کی جھین دیکھئے

داغ گئے جو رنگ تو سورا نے یہ کہا
میر رنگ میں شرار ہے جیسے نمود کا

جہر میں کیا ہے مٹی داغ کر سورا کی طرح
دل نے دل کے نہ دیکھا نہ کبھی انور کا
سور کے اصل شاعریاں ہیں

میر رنگ میں شرار ہے جیسے نمود کا
سور کی جھین جو میر کہوں کو نمود کا

اس قدر بات صاحب سے دل ہے سورا کا میر
دل نے دل کے نہ دیکھا نہ کبھی انور کا
اس طرح داغ کا شہر دیکھیں جس میں سور کے ساتھ ساتھ ہے

داغ یہ قول ہے جا حضرت میر درد کا
من بگئے چم ہے نذر و دل کوئل ہے
درد کا چہرہ شعر ہے

ظنوت دل نے کر دلا اپنے حواس میں غفل
من بگئے چم ہے نذر و دل کوئل ہے

داغ نے درد کے سر سے کوئی چہرہ نہ جھین کیا ہے کہیں کہ جھین کا رشتہ صفا ہے جب اپنی دل کییت کو جان لیں کہ: تو سزا
کے ہی نہیں کے شعر میں یا میروں کو اپنے کام میں ضم کر لیتا ہے جس سے اس کی بات تمام شعری اندازوں کے ساتھ ماسٹر ہو جاتی
ہے۔ مثلاً دیکھئے داغ اپنے کام میں صاحب اور حافظ کے سر سے کہ ہے مانگی ہے جھین کرتے ہیں

جس شبہاں میں ہو صاحب کلک داغ شطرت
”کاک ساند چلے“ قانونی دا میر تن چھا

”کچلے“ غزلیں شور دوری گستاخیں غم خور
باد رکھ یہ بات داغ، نمود شیراز کی

یہ شعر نزل ۳۹ پر تجسّس محمد بن علیؑ پر تصنیف شدہ ہے۔

کلی بیک چشم دل تری تو وہ لم رہا نہ تری دی
ہوئی حسرت لکھی کچھ آگہ پر کہ اڑی ہے اڑی دی
ہائی کٹھن ہاں میں جب غا کہ بگر نہ ہے بگری دی
مگر محب وطن کی نہ ہوں رہا نہ ہائی دی

نہ تو رہ نہ تو میں رہ جو دی ۲۰ ہے غری دی ۳۹

ہائی شعر میں سرور کی مراد نزل پر نظیر کے قصیدے جس پر پہچانی ہے یہاں اس کے صرف چھ لفظ ہیں کہ اس پر لکھے کہ

تو روزوں، دوسروں اور بگ ہے

کہ فار و گل کر نیکی عارض سے حیرے ہسری
قد سے نکل مرو سکا، رفتار سے تکیہ دی
صحبہ تھ سے کچھ لکھی باز و انا و طری
”اے چھڑا زبانی تو رفیق تان آری

جو ہند و ملت حکم، در صحن زلی زلی ۳۹

نظیر سے مانا کی پانچ غزلوں پر جس لکھے یہاں ایک نزل کا مطلع اور اس پر نظیر کا جس پر لکھے، جو یہ قصیدے شعر کے صوری و معنی

پہلوؤں کے ساتھ ہی کی خلافت سے ہم آہنگ دکھائی دیتا ہے

ساقی ہنجر و در و جام
خاک و سر کی لم لام راہ

کیمت تا آں ساقی کلام
اے میں بچل دہد و کام
تو لب سکھار ایہ اہم
”ساقی ہنجر و در و جام

خاک و سر کی لم لام راہ

مانا پر نظر کی بصیرت میں کے محمد و علیؑ و حق کو ظاہر کر کے کے ساتھ ساتھ کلام خلافت سے اس کی دلچسپی اور اس قصیدے میں ہے

اور لام گر شرم و چائے داد
 نگہ از ہم پہ رخسار خائے داد
 جنت برب ثقلی سر خورے داد
 آئینہ از منظر و قالیہ تاپے داد

از ہا دل شکاں از و تاپے دارۃ^{۱۱۶}

تلاطم زخمی صیغہ
 قربانۂ اعلیٰ
 متبادل گل روئے تو گل خاردار
 صبر ہم پائے تو دل خاردار
 خواہ راہ وقائے تو شہ سواردار
 "تلاطم زخمی صیغہ تو تاجداردار
 قربانۂ اعلیٰ تو ہوشیاردار^{۱۱۷}

غزل است ظقت اگر ہار ہار من باشد
 نہ من پہ سوزم و نہ صمیم اجمن باشد^(۱۱۸)
 کسے پہ شمع کدہ تارے پہ حد صحن باشد
 ر داغ دیکھ حد گرم سوسن باشد
 پہ گھڑ جگر فلکان و نالہ زن باشد
 "غزل است ظقت اگر ہار ہار من باشد
 نہ من پہ سوزم و نہ صمیم اجمن باشد^(۱۱۹)

عے حریف لب و ہوا تو لے جے میت
 خوب آن زخمی تان تو لے جے میت
 شدہ دن پاک گریبان تو بے جے میت
 لے حسن رعب پریشان تو بے جے میت
 لے شک شدہ چہان تو بے جے میت

”تے جیہ لب و جان تو ہے جڑے میرے
خوب کن زگرے تان تو ہے جڑے میرے“^{۱۲۱}
ہوس کے ہوس کا پر پناہ بننا دیکھیں۔ یہ جب کہ اپنی تمام زندگیوں میں طلاق سے شکر کے انھوں نے دوش بیاہ کیم
ہیچا۔ دیوہ دیکھ کر انھیں شکر کی ہرکیم پر ہوس کی کھینکات و آؤں مٹا دیں۔ مٹا دیں شکر کی ہرکیم کی ہرکیم کے مٹنے اور ہوس پر
ہوس کے انھوں سے ہرکیم کے ہرکیم ہیں

کار دھار ظہری گریہ کی آواز کر و
شار از قہر حلقے سے فزاد من است“^{۱۲۲}

جو جو خود میر کام میں دالند و اصلاح جو
اس سے مطلب لے لے کیا وہ اسے نہپ آواز
ہاے روے کی ہے ہوس ساگی تو دیکھ تو
”کار دھار ظہری گریہ کی آواز کر و
شار از قہر حلقے سے فزاد من است“^{۱۲۳}

☆

ہنگ ہے ہرگز مزاج اچھا حسہ و دہد کلیم
گرد ٹم را حوی شستہ پ طوقان از من“^{۱۲۴}

کابل جانہ نہیں ہے مرا اولیٰ حکیم
رو کھے سر پر مرے سارے اکلانہ حکیم
تھ کو ہوس کی سی حالت ہے نہ دیا تو حکیم
”ہنگ ہے ہرگز مزاج اچھا حسہ از دہد کلیم

گرد ٹم را حوی شستہ پ طوقان از من“^{۱۲۵}

محمد مصطفیٰ (ص ۱۸۰-۱۸۱) کے ہیں اگرچہ انھیں کی کتابوں میں ان کی ہی نام انھوں نے نہ لکھا۔ لا بہرہ

ہی کہ اس کے ہوس کی اس ناول کا مطلع دیکھیے

جبریں کا شکوہ لب شک کیا نہیں ہنڈ
لاچ وصال میرے پلا نہیں ہنڈ“^{۱۲۶}

شجر لے کر من کے گونہ بیان کی ماحولیت سے محروم کرتے ہوئے یہ گونہ خراب ہے

ماح کو حوب خج عطا نہیں ہنود
شور قلی سے فخر افلا نہیں ہنود
دم ہنوں کا ناک میں فلا نہیں ہنود
ہنوی کا فکھ لب تک آلا نہیں ہنود

لفظ صال غیر نے ہلا نہیں ہنود ۱۳۱۹

امیر بیانی (۱۸۲۹ء تا ۱۹۰۱ء) کے دعوے میں "تجسّی غزل بناب نروزی مکان ثواب یوسف علی خان بہادر شخص بہادری معقل

آدرہ دم ہنوں کے قوس سے ایک تجسّی اور حوب ہنوں کا جنر غزل ہی میرے چہرے دکھایا ہے اس کا مطلع ہے۔

میں نے کہا کہ "روکی اکت" مگر "لا"
کہنے لگے کہ "ہلا" اور "کس قدر" لا ۱۳۲۰

اس شعر پر تجسّی کا ایک اضافہ دیکھئے

کہا کیجئے وہ کہنے ہیں ہر بات کا لا
بہار علم کا تو کہا سر سر ہر لا
یہ دور دل دہلے یہ زخم بگر لا
میں سے کہا کہ روکی اکت مگر لا

کہنے لگے کہ ہلا اور کس قدر لا ۱۳۲۰

نوب مراد داغ (۱۸۳۱ء تا ۱۹۰۵ء) کے ہیں قصید نگار کا درخان قدس کم ہے انھوں نے قصیدے کے حوالے سے سدھ کی شہرہ

کی ایک مشہور غزل پر کلام کیا ہے

مرو سبھا بھرا ی روکی
تیک بھری کہ ہے نا ی روکی ۱۳۱

داغ نے اس کی یہ میرے محروم کیے ہیں

ایک چہ دار است ہے جا ی روکی
ہے غور و صبح صبا ی روکی
ی روکی و ہے عالم ی روکی
"مرو سبھا بھرا ی روکی

تیک بھری کہ ہے نا ی روکی ۱۳۲۰

- ۳۔ روح کلام غالب المعروف بہ التفسیر کلام غالب، بیچن نکلی پریس ۱۹۳۵ء
- ۴۔ ولی دکنی کلیات ولی (مرتبہ) نور الحسن ڈپٹی سیکرٹری مجلس برقی عرب ۱۹۵۵ء ص ۱۲۸
- ۵۔ میرا مس ۳۶
- ۶۔ میرا مس ۳۷
- ۷۔ حرفی شیراز کی تصانیف عرفی، لاہور شیخ محمد رفیع پریس ۱۹۳۳ء ص ۷۸
- ۸۔ دیکھتے دیوان لہرو (مرتبہ) ڈاکٹر حسن علی دہلی برقی مجلس برقی عرب ۱۹۹۹ء ص ۲۳۶
- ۹۔ ولی کلیات ولی (مرتبہ) نور الحسن ڈپٹی مس ۳۸
- ۱۰۔ حاتم دیوان زادہ (مرتبہ) کلام حسین ذوالفقار لاہور مکتبہ خلیفان ادب ۱۹۷۵ء ص ۱۰۲
- ۱۱۔ سوز کلیات سودا (مرتبہ) انجمن خیر المدینہ مدینہ، لاہور مجلس برقی ادب ۱۹۷۳ء ص ۵۳
- ۱۲۔ حاتم دیوان زادہ (مرتبہ) کلام حسین ذوالفقار ص ۱۲۹
- ۱۳۔ درد دیوان ذوق (مرتبہ) انجمن ارسن ہوری لاہور مجلس برقی ادب، طبع جول ۱۹۶۲ء ص ۱۲۱
- ۱۴۔ حاتم دیوان حافظ پکوشش محمد قزوینی و کلام نئی، تہران، نشر المکتب خانہ داد چاپ جول ۱۳۷۴ء ص ۳۳۸
- ۱۵۔ حاتم دیوان زادہ (مرتبہ) کلام حسین ذوالفقار ص ۱۳۱
- ۱۶۔ حاتم دیوان حافظ پکوشش محمد قزوینی و کلام نئی ص ۱۳۶
- ۱۷۔ حاتم دیوان ذوق ص ۱۷۷
- ۱۸۔ ولی کلیات ولی (مرتبہ) نور الحسن ڈپٹی مس ۱۸۳
- ۱۹۔ سوز کلیات سواج دہلی برقی برقی نور ۱۹۸۵ء ص ۷۰۹
- ۲۰۔ سوز کلیات سودا (مرتبہ) انجمن خیر المدینہ مدینہ، لاہور ص ۳۳۸
- ۲۱۔ صاحب کلیات صاحب پکوشش امیری سرحد کوئی تہران، انتشارات مکتبہ اشراقیہ ۱۳۷۴ء ص ۷۷۔ نیک شعر ہے
- انگریز کاظم بیک میر یاسین خاں
- گروہ انیم اہانت ز باغی
- ۲۲۔ سوز کلیات سودا (مرتبہ) انجمن خیر المدینہ مدینہ، لاہور ص ۹۳
- ۲۳۔ بدلی کلیات بدلی انجم ص ۷۷۔ تہران، اشراقی، طبع جول ۱۳۶۲ء ص ۳۷۵
- ۲۴۔ سوز کلیات سودا (مرتبہ) انجمن خیر المدینہ مدینہ، لاہور ص ۱۵۹
- ۲۵۔ سوز کلیات سودا (مرتبہ) انجمن خیر المدینہ مدینہ، لاہور مجلس برقی ادب، طبع جول ۱۹۷۶ء ص ۲۷۷
- ۲۶۔ حاتم دیوان حافظ پکوشش محمد قزوینی و کلام نئی ص ۱۵۹

- ۳۶۔ قائم کلیات قائم (مرتبہ) اقترا حسن، ج ۲، ص ۵۲
- ۳۷۔ میر حسن، منظومات حسن (مرتبہ) کو حیدر قریش، لاہور ۱۹۶۶ء، ج ۱، ص ۶۸
- ۳۸۔ سقا رام، منظوی معنوی پکاوش ریزہ لکھن کے نکسون، تہترن مطبعہ علی دہلوی دہلی، طبع جول ۱۹۳۵ء، دفتر، ج ۱، ص ۱۱۷
- ۳۹۔ میر حسن، منظومات حسن (مرتبہ) کو حیدر قریش، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۰۔ سقا رام، منظوی معنوی پکاوش ریزہ لکھن کے نکسون، طبع جول ۱۹۳۵ء، دفتر، ج ۱، ص ۱۱۲
- ۴۱۔ میر حسن، منظومات حسن (مرتبہ) کو حیدر قریش، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۲۔ سقا رام، منظوی معنوی پکاوش ریزہ لکھن کے نکسون، طبع جول ۱۹۳۵ء، دفتر، ج ۱، ص ۱۱۸
- ۴۳۔ حیدر دفتر، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۴۔ میر حسن، منظومات حسن (مرتبہ) لاہور دہلی قریش، لاہور ۱۹۶۸ء، اصل الفاظ نگاری ہوا ہے۔ تاہم یہ کثرت کی تکمیل ہے۔
- ۴۵۔ حیدر ص ۲۳۲
- ۴۶۔ سعدی ہوسان معنی (سعدی نامہ) پکاوش نظام حسین قریش، طبع چارم ۱۳۶۸ء، ص ۱۱۔ ص ۱۶
- ۴۷۔ آصفی ہروی دیوان اصلی ہروی پکاوش حیدر قریش، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۴۸۔ معنی کلیات مصطفیٰ (مرتبہ) انور اسبق ہروی، دہلی، لاہور قریش ادب ۱۹۶۸ء، ص ۵۹
- ۴۹۔ سورا کلیات سودا (مرتبہ) انور اسبق ہروی، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۵۰۔ معنی کلیات مصطفیٰ (مرتبہ) انور اسبق ہروی، چارم ۱۳۶۸ء، ج ۱، ص ۲۸
- ۵۱۔ خانقاہی شروانی دہلی خانقاہی شروانی پکاوش حیدر قریش، لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۱۱۷
- ۵۲۔ معنی کلیات مصطفیٰ (مرتبہ) انور اسبق ہروی، چارم ۱۳۶۸ء
- ۵۳۔ جرأت کلیات جرات (مرتبہ) اقترا حسن، لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۳۸
- ۵۴۔ میر کلیات میر (مرتبہ) اکمل علی خان قریش، لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۱۳
- ۵۵۔ جرأت کلیات جرات (مرتبہ) اقترا حسن، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۵۶۔ سورا کلیات سودا (مرتبہ) انور اسبق ہروی، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۵۷۔ جرأت کلیات جرات (مرتبہ) اقترا حسن، لاہور ۱۹۶۸ء
- ۵۸۔ کلیات افشاہ (مرتبہ) اکمل علی خان قریش، لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۳۳
- ۵۹۔ باقر حسن دہلی، "قصین کے پتے" (مضمون) شہزادہ رفیع صاحبہ ص ۱۱
- ۶۰۔ اکمل کلیات آتش (مرتبہ) اکمل علی خان قریش، لاہور ۱۹۶۸ء، ج ۱، ص ۳۳
- ۶۱۔ اکمل کلیات آتش (مرتبہ) اکمل علی خان قریش، لاہور ۱۹۶۸ء

- ۷۲۔ کتاب سودا، (مرتب) محمد خورشید احمد، ص ۹۱، ۱۹۸۱ء
- ۷۳۔ میرا ص ۲۱۵
- ۷۴۔ آئین، کلیات آتش (مرتب) مرتضیٰ حسین قاضی، ص ۵۵۱، ۱۹۵۱ء
- ۷۵۔ درد دیوان درد (مرتب) غلام الرحمن، ص ۱۶۱
- ۷۶۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جلی، ص ۱۸۸، ۱۹۸۸ء، ج ۲۵، حصہ اول، ص ۲۵
- ۷۷۔ میرا ص ۸۵
- ۷۸۔ درد کلیات سودا، (مرتب) محمد خورشید احمد، ص ۳۱، ۱۹۸۱ء
- ۷۹۔ میرا ص ۱۶
- ۸۰۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جلی، ص ۳۳
- ۸۱۔ درد دیوان درد (مرتب) غلام الرحمن، ص ۱۸۲
- ۸۲۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جلی، ص ۱۵۲
- ۸۳۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جلی، ص ۱۶۹، حصہ دوم، ص ۱۶۹
- ۸۴۔ صاحب کلیات صاحب یکوشش امیری، ص ۶۳، ۱۹۳۷ء
- ۸۵۔ جانہ دیوان حافظ یکوشش محمد قزوینی، ص ۱۸۷
- ۸۶۔ اہل کتب، ص ۱۰۹، (مرتب) ملک حسن اختر، ص ۱۰۹
- ۸۷۔ اہل کتب، دیوان امانت معروف، ص ۱۰۹، (مرتب) سید حسن بکھو، (گلہ جگ) مطبعہ نور، ص ۳۹، ۱۹۵۳ء
- ۸۸۔ آئین، کلیات آتش (مرتب) مرتضیٰ حسین قاضی، ص ۵۵۱، ۱۹۵۱ء
- ۸۹۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جلی، ص ۲۳
- ۹۰۔ اہل کتب، دیوان امانت لکھوی، (مرتب) سید حسن، ص ۱۲۸
- ۹۱۔ اہل کتب، دیوان امانت (مرتب) سید حسن، ص ۱۲۸
- ۹۲۔ میرا، ص ۱۰۹، (مرتب) "مضمون" اشرف ذابح انصاری، مسلمان پاکستان و مسلمہ، ص ۱۸۸، دہلی، ۱۹۸۸ء
- ۹۳۔ سران کلیات سراج، ص ۱۰۹، (مرتب) غلام الرحمن، ص ۱۶۱
- ۹۴۔ مختصر کلیات نظیر (مرتب) محمد امجدی، ص ۱۹۵، ۱۹۵۱ء، ص ۱۹۸
- ۹۵۔ میرا، کلیات غزلیات، ص ۱۸۷، (مرتب) محمد امجدی، ص ۱۸۷، ۱۹۵۱ء، ص ۱۸۷
- ۹۶۔ مختصر کلیات نظیر، ص ۱۹۸
- ۹۷۔ جانہ دیوان حافظ، ص ۱۸۷، (مرتب) محمد قزوینی، ص ۱۸۷

- ۹۸۔ نظریہ کلیات نظم (مرتب) سردھاری آئی، ص ۱۹۳
- ۹۹۔ سہ نگلستان معشوقہ بخش نظام حسین بخش تیرہ من، انگارہات خواردی پاپخانہ، طبع ۱۳۳۳ھ، ص ۹۰
- ۱۰۰۔ نظریہ کلیات نظم (مرتب) سردھاری آئی، ص ۲۸۷
- ۱۔ ٹائپسیر کلیات شاہ نصیر (مرتب) تھیرہ موطنیہ لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع اول ۱۹۸۹ء، ج ۱، ص ۳۵
- ۱۰۲۔ شاعر کلیات انشاہ (مرتب) اٹلی مارٹنی، لاڈلہ، ص ۲۷۹
- ۱۰۳۔ ٹائپسیر کلیات شاہ نصیر (مرتب) تھیرہ موطنیہ، ج ۲، ص ۲۲۱
- ۱۰۴۔ میر کلیات میر (مرتب) اکبر علی خان قاضی، دہلی، مولہ، ج ۱، ص ۳۱۸
- ۱۰۵۔ مرثیہ کلیات صاحب دہریزی بہکشتی میری شیردازگی، ص ۷۷
- ۱۰۶۔ ٹائپسیر کلیات شاہ نصیر (مرتب) تھیرہ موطنیہ، ج ۲، ص ۲۲۲
- ۱۰۷۔ نظریہ کلیات ظفر، لاہور، سنگ میل پبلشرز، ۱۹۹۲ء، ص ۱۰۷
- ۱۰۸۔ پیرا، ص ۲۱۳
- ۱۰۹۔ ادبی کلیات ذوق (مرتب) تھیرہ موطنیہ لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۷ء، ج ۱، ص ۳۲۳
- ۱۔ نظریہ کلیات ظفر، ص ۷۵
- ۱۔ غالب، دیوان غالب (مرتب) جامعہ ملیہ، لاہور، پنجاب، ج ۱، ص ۷۵
- ۲۔ پیرا، ص ۱۰۲
- ۳۔ تاریخ کلیات ناسخ (مرتب) ایچ ایس جادی، ج ۱، ص ۲۸
- ۴۔ نظریہ کلیات ظفر، حصہ چہارم، ص ۱۶۱
- ۵۔ جانہ دیوان حافظ بہکشتی گروڑوٹی وکام، ص ۸۲
- ۶۔ سمن کلیات موم (مرتب) اکبر علی خان قاضی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع اول ۱۹۹۲ء، ج ۱، ص ۳۰
- ۷۔ جانہ دیوان حافظ بہکشتی گروڑوٹی وکام، ص ۱۳۷
- ۸۔ سمن کلیات موم، (مرتب) اکبر علی خان قاضی، ج ۱، ص ۳۱۲
- ۹۔ جانہ دیوان حافظ بہکشتی گروڑوٹی وکام، ص ۱۰۹
- ۱۰۔ سمن کلیات موم (مرتب) اکبر علی خان قاضی، ج ۱، ص ۳۱۶
- ۱۱۔ جانہ دیوان حافظ بہکشتی گروڑوٹی وکام، ص ۵۳
- ۱۲۔ سمن کلیات موم (مرتب) اکبر علی خان قاضی، ج ۱، ص ۳۱۸
- ۱۳۔ نظریہ دیوان نظریہ لبشاپوری بہکشتی گروڑوٹی وکام، لاہور، مولہ، ۱۹۹۲ء، ص ۵۰

۲۹۔ مائٹ دیوان حافظ بکشل لکھنؤ، ۱۳۲۱ء

۵۰۔ ابرار، ۱۹۹۱ء

۵۱۔ اکبر کلہات اکبر، ۱۹۹۲ء

Abstract

Tazmeen (creating a verse or verses adapting a line from another poem, was common in Urdu poetry since very beginning. Many poets of early age used poetic verses of their predecessors and associates freely to elaborate their own expressions. This art is unique by such way that one uses the poetic verse of his forerunner and fellows with a new concept so not only he blends the sentiments and mood of two eras but also re-flourishes that poetic verse with new thoughts.

Tazmeen is the replica of burning beacons by one to other in Urdu poetry. It remained a sound tradition in Persian and Urdu to use Tazmeen as an effective means to communicate desires and wishes. In this genre poets presented often very sophisticated poetry. In Persia there have been very fabulous examples in the poetry of Sadi, Jam Sa'ib, Ubaid Zakani, Hafiz, Khaqani, Anvari, Masud Saad Salman and Farkhi. Similarly influencing Urdu poetry we find the art of Tazmeen in early epoch, which developed by the time. Every prominent and common poet had skill to create Tazmeen. In this article the author has made a good effort to search the tradition of Tazmeen in the traditions of poets spanned over early period to the Nineteenth Century.

۱۔ مذہبی مہمات سے گیارہ جہز کے بعد کی صورت حال کو دیکھ کر تردید ہے جس نے فحش میں بھونک ہوئی اور داشت نوٹ آئی ہے اور پاک پتھر سے ملے ہوئے پتھر سے آگے نکلے گئے تیلے دل سپاہات یہ ہے کہ اس کبابی کا کوئی ملکی امریکی ہے وہی امریکہ جہاں وہ اپنے کو ایک اعلیٰ تھک جاکر شریک دیکھا اور پھر کیا ہوا تھا گیا وہ جہز کے وہاں کی ایک وجہ ہے جس کا اثر امریکہ میں پینڈو نے مسلمانوں کو یہ کہنا تھا یہی وہی ہے جو مذہبی جتنے میں جاسی شمول ہوا ہوئی تھی جو جس کے نتیجے میں کہہ رہے ہیں مسلمانوں کو یہ کہنا تھا کہ ان مشرب نے "کی امید پیدا ہوئے گی تھی" مسعود جتنی سے ہی شمولی تیلے ہوئی کو قلوبہ کی حد میں ہو گیا ہے

اگرچہ ہم انشاء "پہلے ہی ایک جہز کے گرد گھومتا ہے کبابی کا مرکزی کردار اعلیٰ جماعت سے محروم ہے کہیں کہ وہ ۱۹۸۷ء کے تفاوت کی امید ہو رہے ہیں کہ وہ ان کوئی شخص اسے پانچ بیوں کی گروڈل سے اٹھ کر کھڑے آئی اور اس کی بیوی سے اس میں غرض ہے کہ ایک حال کی تھی کہ یہ مسلمانوں کے کچھ ہزاروں افراد ہیں مسلمان کی زندگی بھر وہ اپنی مختلف شکل سے محروم نہیں رہے کسی کی طرح ہیں اور یہاں وہ اپنے دلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تو بڑے بھائیوں نے اسے اٹھ کر لے لیا اور وہ امریکہ آگئے۔ یہ جس سال میں کہیں گزروے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ یہاں بھی یہ دیکھی تھی کہ وہ روٹنے لگی سن رہے تھے کہ ہمارے ایک روٹنے والے کے بارے میں ہے یا ہوا تھا وہاں کا ایک ڈارگ سٹور کی ڈارگنگ میں کسی امریکی کی گالیاں اور Go back to you کو کوئی سن کر اسے لگا کر چھڑی "تھر اور تو" ایک جسم مان ہے جہاں رہنے والے سب بچے پڑا ہوئے تھے جنے دل سے بچھڑ گئے تھے بچے سن کر اذیت دے رہے تھے ان میں کبابی میں نہایت اہم ہوئے کے اور اور اس سے ملادہ کر رہا تھا کہ ایک بچے سے سو جو حقیقت کو مختلف کر رہا ہے۔ منانوں کے درمیان جسم کی مختلف نوعیتیں ہیں۔ کہیں یہ جسم ذات پات کی ہے کہیں خدا کی کہیں مذہب وہ کہیں جنرل کی وہ جیت کی۔ جسم نے منان کو ایک طرف سے عطا کی ہے اور دوسری طرف اس سے کرنا ان کی مکانت چھٹی کرے انہیں اور بچا گئے کے قول میں یہ جیسا ہے منان، مجلس منان ہوئے کی حیثیت سے اس کے ان میں یہ جو رہے ہوئے بنائے کے حق سے محروم ہے۔ یہ اپنی کلیت بنائے کے لیے خود کو کسی نہ کسی شاعت کا ایک پہلو بن رہا ہے۔ یہ شاعت سے ایک سرور اور بہت کا حق عطا کرتی ہے اور ایک وسیع تر جاکر میں اس حق سے محروم کی کر رہی ہے اگر تیری دنیا میں یہ جسم علم کلا اور رنگ دلوں جو ہے تو وہی دنیا میں اس کے غیر صورت دہرے ہوا کہ وہ کہے گئے کبابی کی انسانی جسم کی ہے کہ فانی حقوق کا بھی امریکی دنیا میں اسے ہی تیار کیا ہے جس کا رہے جس کی اس کے ہر ذمہ تھیک کرے اور پھر جو وہاں ہر مسالوات سے کوسوں دور ہے امریکی مسلمانوں کو۔ پتھر میں کو اس حقیقت کا ہر ایک گیارہ جہز کے لئے خصوصی ہو گیا تھا۔

اس دور میں وہ فحش میں لای ہو گیا تھا وہ جہز کے واقعے کا پہلا روٹل امریکی مسلمانوں نے پاکستانی کی صورت حال سے متعلق تھا اور یہ دت کا بھی تھی کہ کہیں کہیں کوئی تھکے جسمیں ہوا واقعے کا فوری اور پختہ روٹل پہنچا دیا تو اسے ملے ہوئے فحش میں ہوا کہ تحریرات و تحریرات سے مختلف ہے اس انکشاف کا سبب کیا ہے وہ بھی کہ امریکی شریک ہیں جن کے اب میں بھی اشتہاروں اور دور میں کی پشت پائی کرے والوں سے کوئی بھر دیکھیں انہوں نے بھی امریکی تہذیب و تمدن کو اپنا دستور بنایا تھا۔ یہ امریکہ یا مذہب ہے کہ گیارہ جہز کا واقعہ ہوا ہے اس کا تھار "دیور" (others) میں ہوئے لگا ہے یہ وہاں ہے جو انسانی مردہ فحش میں۔ کہ وہ پھر چھائی ہے اس سال کا جواب فحش میں اور اسے سو جھٹکے پتھر فحشوں کی افغان اس کا وجہ جواب فحش کی ہے جس طرح

- ۲۶۔ ”میں، طالب“ ۲۰۰۶ء ”کافیت میں ایک نئے رسالت“، ”مطبوعات، نیشنل آئی ان ٹائمز، ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۲۷۔ ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ”کتاب سائنس کا نیا رجحان“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۵۱-۱۵۲
- ۲۸۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سبالی غائب“، ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۲۹۔ ”کتاب، علی بیون“ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۱۲-۱۱۳
- ۳۰۔ ”حالی کا بوقیہ ۲۰۰۹ء“ ”کاگر“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۸۹-۱۹۰
- ۳۱۔ ”حالی کا بوقیہ ۲۰۰۸ء“ ”سرخ“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۲“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۲۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سرخ“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۲“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۳۔ ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ”نئے کازرو پاس“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۴۔ ”مقال، مسعود ۲۰۰۲ء“ ”نکات“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۵۔ ”نظم، یو ۲۰۰۸ء“ ”نہا تے یکے سے“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۶۔ ”سین، شیر شاہ ۲۰۰۹ء“ ”سنت کا سفر“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۷۔ ”نظم، علی ۲۰۰۸ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۸۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۹۔ ”سین، علی ۲۰۰۸ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۴۰۔ ”مقال، علی ۲۰۰۸ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۴۱۔ ”مقال، علی ۲۰۰۸ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹

فہرست استنادی

- ۱۔ ”اقبال، نظیر فرید ۲۰۰۳ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۲۔ ”اقبال، نظیر فرید ۲۰۰۳ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۳۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سبالی غائب“، ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۴۔ ”نظم، یو ۲۰۰۸ء“ ”نہا تے یکے سے“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۵۔ ”اقبال، نظیر فرید ۲۰۰۳ء“ ”نظم، علی“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۶۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سبالی غائب“، ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۷۔ ”نظم، یو ۲۰۰۸ء“ ”نہا تے یکے سے“، ”مطبوعات، دما راد، کراچی، ”کتاب ۲۵“ ص ۱۷۸-۱۷۹
- ۸۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سبالی غائب“، ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۰۸-۱۰۹
- ۹۔ ”دستاویز ۲۰۰۸ء“ ”سبالی غائب“، ”مطبوعات، مسسل، اسلام آباد، ”دستاویز ۲۰۰۹ء“ ص ۱۰۸-۱۰۹

- ۱۔ ڈیلائیلا، ڈن (Don DeLillo) ۲۰۰۷ء، *The Falling Man*، نئیلا راک سکرٹر
- ۲۔ رابریک، ڈون ۲۰۰۸ء، "یہ چلنے والے ہیں" مشورہ، مندر والی گلی، "اسلام آباد دوست کی کشتی"
- ۳۔ نیپ، مائیک ۲۰۰۶ء، "کافور ش ایک نئے درخت" مشورہ، قاف، نئیلا راک سکرٹر
- ۴۔ سیمپسن، ڈیوڈ (David Simpson) ۲۰۰۶ء، *The Culture of Commemoration*، ۱۹۸۱ء، شاگو پریس، نیو یارک
- ۵۔ سٹیو، شری ۲۰۰۹ء، "سرس کا سفر" مشورہ، دما رادہ کراچی، کتاب ۲۵
- ۶۔ سٹیو، سٹیو ۲۰۰۲ء، "پتلیاں ثابت" مشورہ، قاف، ۱۱۹
- ۷۔ شاہ، مجید ۲۰۰۶ء، "نورنگ جس کو" مشورہ، دو گ رازہ کراچی، انکائی انٹرفٹ
- ۸۔ صابو، مسعود ۲۰۰۸ء، "سرس" مشورہ، دنیا رادہ کراچی، کتاب ۲۳
- ۹۔ عاتق، پیو ۲۰۰۲ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۱۰۔ فری، جفان امی ۲۰۰۸ء، "پتلیاں آسمان" مسلسل، اسلام آباد، شاہ ۲۰۰۲
- ۱۱۔ ظفر، عاتق ۲۰۰۲ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۱۲۔ فوئر، جیمس سافران (Jonathan Safran Foer) ۲۰۰۵ء، *Extremely Loud and Incredibly Close*
- ۱۳۔ یونین، ڈیوڈ
- ۱۴۔ کریم، شعیب ۲۰۰۹ء، "پتلیاں گھر" مشورہ، دنیا رادہ کراچی، کتاب ۲۵
- ۱۵۔ کیمپس، کیم (Ken Kalfus) ۲۰۰۱ء، *A Disorder Peculiar to the Country*، نئیلا راک سکرٹر، نیو یارک
- ۱۶۔ گیمس، ویلم (William Gibson) ۲۰۰۳ء، *Pattern Recognition*، نئیلا راک سکرٹر، نیو یارک
- ۱۷۔ ڈیٹن، ڈیوڈ ۲۰۰۹ء، "He look the novel onto another plane of intimacy" گارڈین، ۲۹ مارچ
- ۱۸۔ ایچ، اسحاق ۲۰۰۷ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۱۹
- ۱۹۔ عاتق، مسعود ۲۰۰۳ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۰۔ عاتق، مسعود ۲۰۰۳ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۱۔ عاتق، مسعود ۲۰۰۳ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۲۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۳۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۴۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۵۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۶۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۷۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۸۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۱۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۲۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۳۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۴۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۵۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۶۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۷۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۸۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۹۹۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹
- ۱۰۰۔ کیم، ویلم ۲۰۰۶ء، "پتلیاں آسمان" مشورہ، قاف، ۱۲۹

- ۱۔ <http://www.encyclopedia.com/doc/1P2-8948657.html>
- ۲۔ <http://www.guardian.co.uk/books/2009/jan/28/johnupdike-usa>
- ۳۔ <http://www.nytimes.com/ref/books/fiction/25-years.html>
- ۴۔ <http://www.press-uchicago.edu/pressfile/metadata.epi?mode=synopsis&bookkey=3750527>

Abstract

9/11 has reconstructed the reality all over the world in a staggering manner and invented multiple layers of meaning in the contemporary political, social and cultural context. Urdu literature has manifested a notable sensitivity to the issue and has explored the various dimensions of the post 9/11 scenario at national as well as international level. This article reviews the integration of literary genres with the political consciousness and its expression in Urdu short stories, mostly written in Pakistan. The article also compares the themes related to 9/11 presented in some of the American novels with those of the Pakistani fiction and it concludes that American fiction is generally focused on the impact of 9/11 on individuals and portrays the shock and fright experienced by the American nation while Pakistani fiction tends to analyze the deep rooted causes of the factors that generated the issue of terrorism. Generally speaking, Pakistan fiction has examined the event in a cool objective manner and not only criticized the capitalistic approach of the west but also deeply analyzed the constraints and shortcomings of the third world in general and Muslim world in specific.

[illegible][illegible]

جس کا چرچا اسکا ہے کہ ۱۳۳۰ء کے گلیکولک وجہاً مہلایا اور یونانی خطاطی کتب، آج کل کریمائی خطاریہ کے لیے بے حد اہم ثابت ہوئے ہیں۔ دوسری جانب دینی میں چند اضافے ضرور ہوئے۔ Hermannus Alemannus نے *De generatione* (۱۳۰۸ء) کے نامکنا *Ethica* (۱۳۱۸ء) اور *Poetica* (۱۳۵۱ء) کی دو اسلامی شروحوں کے وٹھرتے تیار کیے۔ Burgos کے Johannes Gursahn نے *It Solomon* کی ایک ہیبرائی کتبہ ۱۳۵۴ء اور ۱۳۸۰ء کے دو ایسے ہی چھانکی کتابت الشفاء، شرح کرتے ہیں۔ *Physics* کے گلیکولک *De generatione* (۲۰۱۲ء) *De caelo et mundo* (۲۰۱۲ء) *et corruptione* (۲۰۱۲ء) *et corruptione* (۱۹۶۱-۷۲: 286-7) *d'Alvemy* مثال ہے۔ سترہویں صدی میں کیونت، یونانی تصنیف کے ساتھ *De generatione* کا تصنیف کا گلیکولک *Isagoge* کی *Porphyry* کی دو اسلامی شروحوں، *Posterior Analytics* کا ترجمہ *Categorias, De interpretatione Prior* کا ترجمہ *De generatione* اور *De corruptione* کا ترجمہ *De generatione* (Luna) کے گلیکولک کے ساتھ۔

Posterior Analytics شرح (جو کو بھی ہے) کا ترجمہ ہوا تھا، اور ٹیٹو Ethics اور Physics میں کی شرحوں کا بھی مستعمل (Salman (1993), Gignaschi (1972))۔ مسئلہ کے تحت میں نے شریک کرشمہ امام کی شہادت دیوت کر رہی ہے۔
 کہ جس سے یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ اسلامی فلسفے کی جن کتابوں کا فلسفی شریک کرشمہ امام کا تقریباً ہر صورت میں مطالعہ اس سے قریبی فیصلہ تھا (گرچہ سورن ٹیٹو نے اس میں کچھ کیہا ہوگا) کہ یہ کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ فیصلہ منطقی ہی کی دلیل کا آئینہ دار ہے تو یہ بات ٹیٹو کے ایک انتقاد سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چوتھی صدی کے آثار میں Calonymos ben Calonymos کی یہودی ترجمہ کے (Robert the Wise) کے لیے انہیں شریک نہ تھا۔ اب لٹریچر (de Lubera (1991: 110, Destruction of the Destruction) کا ترجمہ کرنا خود بخود یہی ترجمہ کرنا معلوم ہوتا ہے۔
 369۔

دستِ اولیٰ اور احتساب

جس میں ابیہائے مختلف سے سب سے پہلے ان ہی سے استفادہ کیا وہ خرد میں کا حشریم Gundessinus ہی تھا۔
 Gundessinus کی اپنے ایک طلبہ نظر (جو طالب کار کے بجائے ایک حدیث کی تھی) اس کی حدود ہام De processionibus mundi ("On the Coming-forth of the universe") میں بہت کچھ مستعمل ہے۔
 Boethius اور Avicenna (جو ایک قدیم یونانی مفکر تھا) کا نام بھی استعمال کرتی ہے اور اس کی De anima ("On the Soul") میں بھی مفصل سے کتب فیصلہ کرتی ہے اور ایک سرخ یونانی تفسیر لکھتی ہے اس سے بھی ملتا ہے اور جب دوسرا مطلب تیسری صدی میں کی ایک ہیام کتاب De causis primis et secundis ("On Primary and Secondary Causes") میں ملتا ہے جس میں یہی کتاب Philosophia prima اور Liber de causis میں صدی کے ایک ہیامی نوٹس John Scotus Eriugena کی Penphyseon کو ملتا ہے (مقابلے کے لیے دیکھیں 1988 Joivet کہ اس وقت تک ان جتنا واضح ہو کر ہیامیت اختیار کر چکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں نے مفصلی جو دوسری صدی میں مل کر اس کی دیگر کتابوں سے بھی واضح نظر آئے ہیں، وہی ہیں جو ان ہی سے ملے تھے، ملتا ہے اور جیسے جیسے اس کی (De anima, c. 1200) اور مطالعہ میں اس کا خود کس سرخ یونانی تفسیر ہی ہے لیکن دینی مفکر بھیجی کے اہم مفکر وہی ہیں جتنا واضح کرتی ہے۔ خود یہ اس کے فخر سے ملے اور اس کے فخر سے آگے کا نامش William of Auvergne ہی کتاب De anima میں اپنا مادہ دہرائی ہے۔ ان ہی سے ان ہی کے نظریات ہی ملے کہ اس سے صرف کرنا ہے جس کے دوسرے تینوں سے اپنی بار بار دست و پا کیت کے دوسرے مسئلہ میں ان سے منسوب کیے جاتے ہیں (Marenbon (1991: 53-6, 109-10)۔

خود اس کے تینوں سے قریبی حقیقت اور شریک فیصلہ شرحوں کی دستِ اولیٰ سے ان ہی کو اس کے متن عام سے قریب کر رہا تھا، تاہم اس کی De anima میں عام طور پر Philosophia prima کا نام ملتا ہے۔ یہ دوسرا مطلب کے کتب میں (Aquinas) اور Duns Scotus دونوں کو اپنی بار بار فیصلہ کی تشکیل میں مدد پہنچا (جو حد تک یہی مندرجہ ذیل حصہ کہ چوتھی صدی میں صدی کے لئے دوسرے ان ہی کے کثیر و غنی خطوط سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس دوسری بار آفرینک اس کا مطالعہ کر رہا ہے (d'Aherny 1961: 72)۔

دانش کا دوسری میں ان ہی سے سب فیصلہ اس کی اپنی ہی شروع ہوا اس کے (جو دوسرے کتب میں ان ہی میں دوسری کتابوں میں کی شرحوں کے مطالعہ کی ایک ہیامیت تھی) (Gauthier 1982)۔ 1150ء کے فخر سے جس میں یہی ہو کر اس کی دوسری بار اس میں

[illegible][illegible]

[illegible]

^۶ مہینوں اور گھنٹوں کی

ایکویں صدی میں یوں ہمارے دور دورہ ہیں جتنا کہ ماضی کے مختلف نوع کا فن کے مقابلے میں گہریت پر چڑھتے ہوئے ہیں۔ بعض متعلمین مسئلہ میں جس تک یہ میٹر محدود تھا، بلکہ قریبی، اور درجہ اولیٰ تا ثانی کے لیے قیادت کے باعث کچھ گہرے تخیل پر مبنی مسائل کا کائنات کی فضا کا درجہ درجہ جلی جلی جس کی وجہ سے اس کے لیے ہوتے تھے بلکہ بعض اہل کو پیش کر کے پھر سہی ہو تو جنہی جگہ سے بھی گرتے تھے۔ آئی ہے (Synave 1930)۔ یہاں کہ اس مثال سے ظاہر ہے کہ ایکویں صدی کے انگریزوں سے رجوع کرنا قیادت و روشنی تخیل میں مدد حاصل کر کے کے لیے نہیں، بلکہ اس وقت جس کی نفسانیت (یا کثرت و غلط فہمی) اس وقت اور بڑے عقیدے کے درہنہ تعلق میں چھو گیا تھا۔ گزری ہوئی خوبوریوں و دیہاتوں میں شہر کی تھوڑی سی عمارت ایک اور موضوع تھی۔ عالم کا مسئلہ تھا۔

[illegible]

- [illegible]

متر و ہا کر، سطر (۳) کا کٹا کٹا لفظ ہے۔ مشین تھا کہ "اسے" سے قبل جوتے کا لکڑی جوت کر رکھا ہے۔ اور پھر (۲) لکھی۔ اس آفری
 و، مشین بھی، لکھی اس کے کیا کیا لکھی اس نے خال کا کٹا پھینکا ہے۔ اپنی *Die aeternitate mundi* (۱۷۷۷ء) میں
 لکھی اس نے اپنی ساری قوم

-۶- یہ ممکن ہے کہ (۱) [یعنی یک عالم ہو رہے]

کھتم کرے جس حلقہ کو دیتا ہے

[illegible]

حوادثی

مرتبہ حرم میں کوشش میں انگریزی حروف کی بجا مراد ہے اور سخن بقدر حکایت قابل فہم کیا؟ پھر انگریزی میں ہی پڑھنے کی جتنی ضرورت ہو

1 For editions of the Latin translations, see Moreau (1991) 194-7, and al-Fārabi, *De philosophia* trans. Gundahardus in al-Fārabi (1954), trans. Gerard of Cremona in al-Fārabi, (1955), *liber exercitationis ad viam felicitatis* in al-Fārabi (1980), complete (uncritical) edition of the *Destruction of the Philosophers* in Latin translation in al-Ghazali, (1966) (1966) (1966) books from the *Destruction* in al-Ghazali (1965), al-Kundi, *De somno et*

- visione, De quinq[ue essentis, De intellectu (both translations) in al-Kindi (1897), Averroes, Destructio destructionum, Averroes (1497), Maimonides, Dux seu director dubitantium vel peripateticorum in Maimonides (1520) = the early thirteenth-century translation made from the Hebrew of al-Harrāz (Wolfgang Kluge is preparing a critical edition of this translation). For a bibliographical survey of secondary material, see Daiber (1990).
- 2 Two valuable, concise introductions to thirteenth-century metaphysics are Wippel (1982) and de Libera (1989) 69-97. Many of their conclusions are followed here.
- 3 Cf. Summa theologica, 1.9.3, a.4, Summa contra Gentiles, 1.22, 2.54.
- 4 Quaestiones subtilissimae in Metaphysicis, 4.9.1, cf. Ordinarium of Sentences commentary 2.4.3, pars 1.9.1, nn. 29-34.
- 5 A balanced survey of the problem is given by Nardi (1949).
- 6 Dönatag (1975) reprints many of the most important articles on this subject and provides full bibliography; see also Pines (1976) and Dunphy (1983).
- 7 For background, see Sorabji (1983) 191-283, for a careful presentation of Aquinas' views through the course of his career, see Wippel (1981).
- 8 Some interpreters have suggested that Maimonides' real, concealed view about the creation and non-eternity of the world was not that of Jewish teaching, but see Dunphy (1989).
- 9 See Topica 1.11, Grade 2.15, Aquinas, In 2 Sententias, d.1, q.1, a.5, Summa theologica 1.q.46, a.1, cf. Wesshagl (1983) 265-6.

کتابیات

- Accademia dei Lincei** (1979) L'Averroismo in Italia (Rome) (Atti dei Lincei, 40).
- Avicenna** (c.968-12) De anima, ed. S. van Riet, 2 vols (Louvain and Leiden).
- (c.911-83) Liber de philosophia prima sive scientia divina, ed. S. van Riet, 3 vols (Louvain and Leiden).
- Averroes** (c.1197) Destructio destructionum philosophiae Algazelis (Venice) with commentary by Nāḍī, reprinted Lyons, 1517, 1529, 1542).
- Bertola, E.** (c.953) Salomon ibn Gabirol (Avicobron) Vita, opus e pensiero (Padua). Daiber, H. (c.990) "Lateinische Übersetzungen arabischer Texte zur Philosophie und ihre Bedeutung für die Scholastik des Mittelalters", in J. Hamesse and M. Fattou (eds) Rencontres de

- cultures dans la philosophie médiévale (Lorenz la neuve and Cassino) 203-90
- d'Aherney, M. T.** (1961-72) "Avicenna Latins", Archives de l'Histoire Doctrinale et Littéraire du Moyen Âge 28: 281-316, 29: 217-33, 30: 221-72, 31: 271-86, 32: 259-302, 33: 305-27, 34: 315-43, 35: 301-35, 36: 243-80, 37: 327-61, 39: 321-41
- (1989), "Les Traductions à deux interprètes d'arabe en langue vernaculaire et de langue vernaculaire en latin", in G. Contamine (ed.) *Traduction et Traducteurs au Moyen Âge* (Paris)
- de Libera, A.** (1981) *La Philosophie médiévale* (Paris)
- (1991) *Penser au moyen âge* (Paris)
- Dienstag, D. I.** (ed.) (1975) *Studies in Maunodes and St Thomas Aquinas* (New York) Dunphy, W. (1983) "Maunodes and Aquinas on Creation: a Critique of their Historians", in Gerson (1983) 365-79
- (1989) "Maunodes' Not-so-secret Position on Creation", in E. I. Ormsby (ed.), *Moses Maunodes and his Time* (Washington, DC)
- al-Fārībī** (1940) "Le Liber exortationis ad vitam felicitatis d'Alfarabi", ed. D. Salinas, *Recherches de Théologie Ancienne et Médiévale*, 12: 33-48
- (1953) ed. *Al-Fārībī Catálogo de las Ciencias*, A. G. Palencia (Madrid)
- (1954) Domingo Gundisalvo *De scientis*, ed. M. Alonso Alonso (Madrid and Granada)
- Al-Ghazālī** (1506) *Logica et philosophia Algazelis arabis*, photomechanical reproduction, with introduction by C. H. Lohs (Frankfurt)
- (1933) *Algazel's Metaphysics: a Mediaeval Translation*, ed. J. T. Muckle (Toronto)
- (1965) C. H. Lohs, "Logica Algazelis: Introduction and Critical Text", *Traditio*, 21: 223-90
- Gauthier, R. A.** (1982) "Notes sur les débuts (1225-40) du premier averroïsme", *Revue des Sciences Philosophiques et Théologiques*, 66: 321-74
- Gerson, L. P.** (ed.) (1983) *Graceful Reason: Essays presented to Joseph Owens* CSSR (Toronto)
- Gilson, E.** (1952) *Jean Duns Scot: Introduction à ses positions fondamentales* (Paris)
- (1969) "Avicenna en occident au moyen âge", *Archives d'Histoire Doctrinale et Littéraire du Moyen Âge*, 34: 89-121
- Gomez Negales, S.** (1976) "Saint Thomas, Averroès et l'Averroïsme", in *Verbe et Verbaux* (1976) 161-77
- Grignaschi, M.** (1972) "Les Traductions latines des ouvrages de logique arabe et hébreu

- d'A. Sarrao", *Archives d'Histoire Doctrinale et Littéraire du Moyen Âge*, 39- 41- 89
- Guttman, J.** (, 908) "Der Einfluss der maionadischen Philosophie auf das christliche Abendland", in W. Becher, M. Brunn and D. Simonson (eds), *Moses ben Maimon sein Leben, seine Werke und sein Einfluss* (Leipzig) 135-230, pp. 175-204 are reprinted in Dienstag (1975) 222-51
- Hissette, R.** (, 977) *Enquête sur les 219 articles condamnés à Paris le 7 mars 1277* (Louvain)
- Jolivet, J.** (ed.) (1978) *Multiple Averroes* (Paris)
- (1983) "The Arabic inheritance", in P. Dronke (ed.), *A History of Twelfth-century Western Philosophy* (Cambridge) 113-48
- Al-Kindi** (1897) *Die philosophischen Abhandlungen des Jaqub ben Ishaq Al-Kindi*, ed. A. Nany (Münster)
- Kluxen, W.** (1954) "Literaturgeschichtliches zum Lateinischen Moses Maimonides", *Recherches de Théologie Ancienne et Médiévale*, 21 23-50
- (1986) "Maimonides and Latin scholasticism", in S. Pines and Y. Yovel (eds), *Maimonides and Philosophy* (Dordrecht, Boston and Lancaster) 224-32
- Keck, J.** (1928) "Meister Eckhart und die jüdische Religionsphilosophie des Mittelalters", *Jahres-Bericht der Schlesischen Gesellschaft für vaterländische Kultur*, 101 134-48, reprinted in *his Kleine Schriften*, 1 (Rome, 1973) 349-65
- Kulasevitz, Z.** (1978) "L'Influence d'Averroès sur des universités en Europe centrale l'expansion de l'averroïsme latin", in Jolivet (1978) 275-86
- Maimonides** (,1520) *Dux seu director dubitantium vel perplexorum*, (Paris, photomechanical reprint Frankfurt, 1964)
- Marenbon, J.** (1991) *Later Medieval Philosophy (1150-1350) an Introduction*, 2nd ed (London,
- Nardi, B.** (, 1949) s.v. "Averroismo", in *Enciclopedia Cattolica* (Vatican City), 2 524-30
- Pines, S.** (, 976) "Saint Thomas et la pensée juive médiévale quelques notations", in *Verbe et Verbe*, (, 976) 118-29
- Salman, D.** (, 919) "The Medieval Latin Translations of Alfamhi's Works", *The New Scholasticism*, 13 245-61
- Schmitt, C. B.** (, 1979) "Renaissance Averroism Studied through the Venetian Editions of Aristotle Averroes", *Accademia dei Lincei* (1979) 121-42
- Schmugge, L.** (, 966) *Johannes von Jandun (1285/9-1328)* (Stuttgart)

- Siger of Brabant** (1972) *De anima intellectiva, De aeternitate mundi, Commentary on De anima*, 2, ed. B. Bazan (Louvain)
- Sorabji, R.** (1983) *Time, Creation and the Continuum. Theories in Antiquity and the Early Middle Ages* (London)
- Synave, P.** (1930) "La Révélation des vérités divines naturelles d'après Saint Thomas d'Aquin", in *Mélanges Mandonnet*, 1 (Paris): 327-70, reprinted in Denstag (1975): 290-333
- Van Steenberghen, F.** (1977) *Maître Siger de Brabant* (Louvain)
- (1978) "L'Averroïsme latin au XIII^e siècle", in Jolivet (1978): 283-6
- Verbeke, G. and Verheulst, D.** (eds) (1976) *Aquinas and the Problems of his Time* (Leuven and The Hague) (Medievalia Lovaniensia, ser. 1, 5).
- Weisheipl, J. A.** (1983) "The Date and Context of Aquinas's *De aeternitate mundi*", in Gerson (1983): 239-71
- Whipple, J. F.** (1981) "Did Thomas Aquinas Defend the Possibility of an Eternally Created World? (The *De aeternitate mundi* Revisited)", *Journal of the History of Philosophy*, 19: 21-37
- (1982) "Essence and Existence", in H. Kretzmann, A. Kenny and J. Pinborg (eds), *The Cambridge History of Later Medieval Philosophy* (Cambridge): 385-410

Abstract

This is the translation of an article written by John Marenbon, a Senior Research Fellow of Trinity College and lecturer in the History of Philosophy. His research and academic writing is concerned with medieval philosophy. In the above article, he has studied the influence of Muslim and Jewish philosophers and scholars on the Christian theologians and religious philosopher of twelfth century and afterwards till 17th century. The works of Greek philosophers were initially comprehended through their translations and explanation of the Muslim Philosophers like Averroes, Algazel, Avicenna and Alfarabi.

تصور پاکستان اور پاکستان میں داخلے ہوئے بعد کیا تھا کہ ہم خود بخود ہندوستانی اپنے دشمن کے ہر کام کا نفاذ کر دے ہیں اور جو کر کے ہیں کہ ہم بے سٹر کے لئے طاقتوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ان کے آدھ اور خود کو ان کے پاس کر دیں گے۔ بدو ملک سب سے جہاں سے ایک پاکستان بنا رہا تھا ہے۔ سن چالیس میں اقبال کے قسوی پاکستان کو الٹا مسلم ملک کے پاسی مشورے صحت بخشی تھی کہ پاکستان میں قائد اعظم کے اقبال کے ساتھ اپنی پرتیج ہو، اور پھر خدا واکت کو Jinnah to Iqbal Letters کے نمونے سے قوم سے بے پناہ فخر کیا۔ اس کتاب کے "ترجمہ" میں انہوں نے یہاں غلط کی بات بھی دہرائی ہے کہ اس وقت اس عقیدت کا مرکز اسلام تھا کہ تمام نظریات کی روشنی میں انہوں نے بھی اسلام اور مسلمان قومیت کی بنیاد پر آدھ اور خود کو مسلمان ملکوں کے فی مابین رہا ہے۔

"Iqbal's views had finally led me to the same conclusions as a result of careful examination and study of the constitutional problems facing India, and found expression in due course in the united will of Muslim India as enunciated in the Lahore resolution of the All-India Muslim League, popularly known as the "Pakistan Resolution," passed on 23rd March, 1940."

دریافتی اس طرحوں میں خود قائد اعظم نے ۱۹۴۰ء کی تقریر اور پاکستان کو مسلمانوں کی اسلامی اقلیت کے لئے کامیاب نظریہ پیش کر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بتا بھی پیش کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی اپنا اپنی راہ۔ اور اسلام کے افکار کا فیضان ہے۔

۳۔ تمام پاکستان۔ صورت نگاہوں کے عام افکار پاکستان کو اسلامی اور ذاتی اہمیت کے لئے تصور پاکستان اور تحریک پاکستان کو بنیاد بنا دے کہ اس سے خارج کر دیتے ہیں وہ وہاں تک پہنچتے ہیں کہ پاکستان ایک آزادانہ اور ایک قوم سے قائم کیا ہے۔ اس قوم نے جنگوں میں جنگ کی جارہی ہے اور اس قوم سے پاکستان کی سرکار نہیں کیا۔ پاکستان اس قوم کی جہاد کی تحریک کی جگہ ہے جس کی قیادت مسلمانوں نے نہیں بلکہ قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمائی تھی۔ اس تحریک کے خواب و خیال کو اپنے دماغ میں رکھ کر اسے ایک نئی صورت دے پناہ دی اور اسے اپنی غیر مسلم ہندوستان کے ساتھ اس تحریک کی قیادت کا حق ادا کر کے یہی مسلمانوں کو سب سے قائد اعظم اور ان کے بے مثال اور قابل فخر قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ مسلمانوں میں ایک نئے دماغ کا خواب دیکھنے سے دانشوروں میں مسلمانوں کا مسلمانوں کے علم کی طرح سے مسلمانوں کا کرتا کرتا ہے اپنی پاکستان کا مرکز زمین لینا چاہتے ہیں یہ ہم سے ادا کیا پاکستان

یہاں سے مسلمانوں کو دیکھنا چاہئے

جہاں صورت نگاہ کی کتاب تنظیم ہند کا خود ہے موصوف تمام پاکستان کو جماعت H کی لگاؤ۔ جہاں (Cure, Viresction, نے تیسرے کرتے ہیں حقیقت اس کے ہے کہ مسلمانوں کی سامانی وصیت کا ٹولہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ ان کا خود کی قوم کا بنیاد بنا دیا تھی قوم غم کی بنیاد ہے مسلمانوں کا ملک اور ہے وہاں قوم غم سے ہے مسلمانوں کے لئے ہے مسلمانوں کی قوم کی آبادی ان کی قوموں اور ان کا ملک کو پیش کی۔ کسی سلطنت کے کا یہ وہاں مسلمانوں سے قوم جماعت ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کی قوم

sur

"If I live to see the ideal of a Muslim State being achieved in India, and I were then offered to make a choice between the works of Iqbal and rulership of the Muslim State, I would prefer the former."¹⁰

[illegible]

یکوزنقایت اور ہندو متھاپندی کے مقاصد ایک ہیں

میں نے جملہ جنگی، باہرشی، بڑے گناہ کے صحابی جناب جنوز علی گڑھی کی کتاب کی سب سے بڑی خوبی کی تعین بھی ہم پر واجب ہے۔ ہر نظر کتاب میں چند جملہ کی باتوں کے ذریعہ وہ حقیقت افروز تخلیقی جوہر کی پیش کیا گیا ہے اور ہر علم کی جست یہ چند جملہ کی باتوں کو مکرر اور کثرت کے ساتھ نہ لکھا گیا تھا بلکہ ایک جگہ اس بات پر چکر لگنا چند جملہ کو دہرانا جتنا ضروری نہ تھا۔

نحوں سے مذہب میں ہمدانہ سلسلہ کی توحید کی ہدایت پر مبنی اور اس کی تحریک میں کہیں قول کی کمی؟ جناب جنوز علی گڑھی سے اس سلسلہ کے احکام کی دیکھ کر توحید کی شخصیت کے سامنے چند جملہ کے سر بیٹا نہ سانس کی کڑی جیسی موت خود چند سے میری جی جھوٹ کر میں سن میں ہمدانہ میں میں ہمدانہ کی گویا میری سے انداز کیا ہے جس میں مخصوص ہوتا ہے جس کا انداز ہے جس کا چند جملہ کے جس میں ہمدانہ میں ہمدانہ کی گویا میری سے انداز کیا ہے جس میں مخصوص ہوتا ہے جس کا انداز ہے جس کا چند جملہ کے جس میں ہمدانہ میں ہمدانہ کی گویا میری سے انداز کیا ہے جس میں مخصوص ہوتا ہے جس کا انداز ہے جس کا چند جملہ کے

اس کتاب کی خاطر ہر ایک انسان کا حق منظور کرنا ہے جس کی خاطر ہر ایک انسان کا حق منظور کرنا ہے جس کی خاطر ہر ایک انسان کا حق منظور کرنا ہے

"Instinctively I think it is better to (give) Pakistan or almost anything if only to keep Jinnah far away and not allow his maddled and arrogant head from interfering continually in India's progress."

جناب حضرت نگہ سرطت خیر کی اس سچیل و ہم نشینائی باری کا تجزیہ کر کے قوت دیگر ایسا نہیں ہے کہ وہ تابع ہے
مگر خدا و کہا ہے اس کی ایسا تو نہیں میں سے ایک Leonard Mosley جس کی نظر سے نہ ہو کہ ماہر طب حکیم کے حوالہ دے

ہے۔ یہ بات کے علم میں Politically contagious ایک ہی اصطلاح ہے۔ میں ہندو گانہ مسلم قومیت کے تصور کو لی آ، دیکھ کا
مستحق سمجھتا ہوں اور اس کی بنا پر پاکستان کے قیام کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ چھوٹے مسلمانوں کی قومیت کے تصور کو لی آ، دیکھ کا
دیکھ، یہ بات غلط ہے۔ میں نے اس کی بنا پر پاکستان کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا
جنگ ہندو قومیت، چلاؤ، ہاں ہے۔ جناب قومیت کے تصور کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا

"Muhammad Ali Jinnah was, to my mind, fundamentally in error
proposing 'Muslims as a separate nation', which is why he was so
profoundly wrong when he simultaneously spoke of 'lasting peace,
unity and accord with India after the emergence of Pakistan', that
simply could not be."⁷¹

دیکھا کہ مسلمانوں کے لیے یہ بات غلط ہے۔ میں نے اس کی بنا پر پاکستان کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا
وقت تک میں بھی یہ بات غلط ہے۔ میں نے اس کی بنا پر پاکستان کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا
نقد یہ بات غلط ہے۔ میں نے اس کی بنا پر پاکستان کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا
پاکستان کے تصور کو لی آ، دیکھ کا تسلیم نہیں کیا۔ یہ جڑی میں ہی پاکستان کو لی آ، دیکھ کا

حوالہ جات

- ۱۔ روزنامہ امت، ۲۵ اپریل ۱۹۴۵ء
- ۲۔ Thoughts & Reflections of Iqbal، ۱۸۸۸ء
- ۳۔ Letters of Iqbal to Jinnah، ۱۹۴۴ء
- ۴۔ Jinnah India-Partition Independence، ۱۹۶۰ء
- ۵۔ ۱۹۳۶ء
- ۶۔ جامعہ اسلامیہ اسلامیہ اسلامیہ
- ۷۔ Bengal The Nationalist Movement, 1876-1940، ۱۹۴۵ء
- ۸۔ Jinnah India-Partition Independence، ۱۹۶۰ء
- ۹۔ ۱۹۳۶ء
- ۱۰۔ ۱۹۳۶ء

18-12-2009 Daily Times, 18-12-2009	-
Muhammed Ali Jinnah: A Political Study	- ۲
تاریخ و ماحول جینہا: ایک سیاسی مطالعہ	- ۳
جینہا کی شخصیت و فکر	- ۴
The Civil and Military Gazette	- ۵
Jinnah India-Partition Independence	- ۶
The Last Days of British Raj	- ۷
Jinnah India-Partition Independence	- ۸
جینہا کی فکر	- ۹
جینہا کی فکر	- ۱۰
جینہا کی فکر	- ۱۱

Abstract

This is a review article on the book "Jinnah India-Participation ndependence" by Jaswant Singh, published in 2009. In this article Jaswant Singh's ideas about Jinnah and the partition of the sub-continent have been scholarly analyzed and refuted forcefully. The reviewer has emphasized the enmity and odium against the establishment of Pakistan reflected in the book and discusses the facts and spirit of Pakistan Movement. He insists that Pakistan was not an outcome of the "collected folly" as claimed by the author of this book. Rather Pakistan is the realization of the conscious efforts and dreams of millions of Muslims residing in the sub-continent.

[illegible]

اور کیا تو عیلامات (خوشوں) کے اہم ہے مطالعہ کا اہل رزقت کی کتابوں سے ملایا ہوا ہے۔۔۔ حیرت انگیز دیکھ
 ایک کتاب سے بھی۔۔۔ یہ ایک ایسا نسخہ ہے جس پر اہتمام کیا گیا ہوتا ہے اس کا تمام جہاں صاحب اس کی ترقی کی گئی ہے وہاں کسی
 صاحب نام کے جو نام شراعت سے جانے والے تھے انہیں کتاب کا مطالعہ تھا۔۔۔ دیکھو اسے ترقی دینے کے، میں نے اس کا بار بار مطالعہ
 کیا ہے۔۔۔ (مستط)۔۔۔ پڑھا تو کیا۔۔۔ یہ تمام اس وقت لکھی گئی تھیں (آری)۔۔۔ عوام کے معروف سائنس میں یہ کتاب شرفیہ صوفی کی
 اور کئی دہائی میں لکھی ہوئی ہے۔۔۔ میں نہیں جانتا، اہل رزقت سے حفاظت ہوا اس میں ایک مضمون حضرت میر خسرو سے منسوب "خاقانی
 دہلی" کے حوالے سے تھا (ذکر حدیث) میں میر خسرو کے اصل انشوں میں کچھ اور میر خسرو سے متعلق ہے)۔۔۔ دیکھو اس میں میں حق تعالیٰ کے
 ساتھ زجر کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔۔۔

ہمارے ہاں آج کے بھائی
پیشہ داروں کی طرح ہیں

برہنہ نظر مقابلے میں ایک مقام صواب اس کے چھٹے میں انہیں حاشیہ میں اس وقت لکھیں گے کہ اسی طراز (صواب اس کے) کے لیے کہ
 نمونے دینے سے یہ طراز عام نہیں بنیں گے، اس بات کے لیے کہ اگر وہ دلچسپ ہو گا تو جب سے میں صواب اس کے دوسرے میں
 ضرورت کی فتح آوری میں کہیں اس کی ایک لکیر نہیں جس سے اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

[illegible]

کار دنیا کے تمام ممالک

دوسرے مقالہ نگاروں کے لیے کا مکی مہجائٹس بھی ایسے ہی غیر ادنیٰ ہے۔

[illegible]

as is well known, Sarojini knew Urdu very well, far better than Aliya, and might have even known some Persian. I heard many stories of her appreciation of Urdu poetry from Prof. Aie Ahmad Suror when I was a student at Lucknow. U. Aliya sadly plays with truth much of the time. Even the opening line of her intro gives the idea that she became ill soon after reaching England and remained ill most of the time. Not true, as her book shows.

Stephen P. Cohen's name is misspelled every time it is mentioned. It is with an s. It's tragic that (the reviewer) thinks his book should not have been translated into Urdu or was done due to some conspiracy. Its first line mentions something called the geographic "wujud" of Pakistan and links it to Iqbal. According to his logic, therefore, the Pakistan that came about in 1947 was not in accord with Qba because Qba had never included Bengal in that vision. At least the late Professor Dan was more honest and informed in 1972. The review does not even quote from the Urdu translation. At least that would have helped me get some sense of the translation, how good it was. If he had a fight with Cohen, he should have written in English and published it in The Nation. He may not know but Brookings was set up in 1916 by an individual; it has remained a non-profit, private organization, and does not "work for the American Government" as (the reviewer) says.

He quotes from Z. A. Bhutto in English on p. 352, then in Urdu adds something of his own that Bhutto did not say. Bhutto was explicitly and exclusively speaking of Pakistan but (the reviewer) has to talk about the annihilation of the Muslims of the sub-continent. I know that the Muslims of India are not quite Muslim in his view, but surely the end of Pakistan, God forbid, would not mean the end of Bangladesh Muslims too.

These are bad times, and sensationalism of that kind can be quite harmful to innocent people and young minds. Challenging the new imperialism requires new and more balanced thinking, and not a rehashing of old slogans.

C.M. Naim
Chicago

نمبر ۴۴ سراج الاخبار جلد ششم

مرکز بنای نیم چوبه و ده وال عتبه هجری ششمه مطابق سبت چهارم تمبر ششمه نایب بوم چهارم ششمه

اجبار در بار جهان از حضرت ظل سبحانی خلیفه الرحمانی فروغ خاندان
عالمیشان که رکابی حیران و دومان بخت نشان صاحب فی خلد ملکه و

بهره از تائید مهر و کلبه شد جهان الانوار انعام شیار سحرین

بابت دار و عیسی سلج خانه موطای او شاه مرزا از
فرموده و فرود شال بابت نیابت بوسف بیک

بر صحت کرده طفلک لا وارث بامید برورش
حاضر کرده حکیم مرم بشت اجور رسید که نزد

قلعه اربها و بر برد و حکم اشرف رسانند که بک
لا وارثی محض بقدر بر در کس او حضور افور را

منظور است و بر وقت رسیدن که کام کس وارث
باز او به صوت غنای است احترام الدوله به

در اجه دیسی سکه بهادر بیابان عرصه سینه که اگر
حکم والا اجازت فرماید حسب دستور بخت

همین بوزگلافت در التاج سلطنت مرزا محمد
بهادر و فرقه با جره خلافت ملا المهدی سلطنت

مرزا محمد شایخ بهادر بر بختی تعینت عید بر دیم
شد که مضامین بهادر و غیر بخت جاب ملکه دوران

نواب ملکه زمانه زینت محل بیک صاحب بر ادا می
نذر باید رفت زان بعد بر بخت بهادر سوا شده

داخل پیراجل شده آخرین روز خبر رسیده که
قلعه بهادر محمده و صبا جان دیگر میر قلعه مبارک
کرده بر فتنه و خوانندگی شیرینی از طرف راجه
دی سنگ بهادر و راجه بسا لکرام بهادر نظر افت
که شده و بر وقت سواری غولی از تنای طبع
اقدس که لطف بخش برده گوش رنگین کرده
واند از مضامینش قلم از دست سبحان و ابل
برانگنه حکیم طبع مرحمت نموده تا عالمان محرم
از فضل نمائند او رک ایها **عبدال**
عیش می کند کی غم کی سانه ایچی نهگی
نبه گنی جواد حسن غم کی سانه ایچی نهگی
دوستی او من غم کی سانه ایچی نهگی
کو نبی غم کی سانه ایچی نهگی
خوب کی سانه ایچی نهگی
اینی بی بی غم کی سانه ایچی نهگی
سکو تها منظر ایسی خاک ری کانه
ماری و س خاک قدم کی سانه ایچی نهگی
چو زبان بر او کی آید دل نقش او سی کیه
موج کی صحت قدم کی سانه ایچی نهگی
بوی گل کیه کی کرتی کانی ره کیه کیه
و نیم صبحدم کی سانه ایچی نهگی
شکر و شکر ایچی منده جی نکالی غم کی سانه ایچی نهگی
ای طغنه او کی سانه ایچی نهگی

و از بس طبع والا را بکلام فصاحت انبیاء شیه سوار
عصه سجن ری سکنه از میدان
طوطی شیرین مقال بقند فکر نازک خیال انصاح
الفصحا البیع البلیغ شیخ محمدا برهمم خانق
ملک الشعرا سیل وافر است و قصیده و بطور
شبنم عید است کرده حسب قول بر وقت جلوس
بر خوانده یادآوری و ظهوری از لهار برده برای
طبع هم حکم صادر گشته ایچی سینه کیه آن سوره
عالم قدس و لطافت از ناز کیه های خیالی است
و تر با بیکه شایخ و یک سخی را طراوت از طبع
چون زلالی او سحریت عید شش مائه ایروسی خوان
در مضمون دل پی بند چو نغمه جویان سبب حکم
بر صغیر علا حده نقاب طبع در لاله فالطیر
یوم جمعه سیوم شوال الکرم
باید اوان حضرت شاه قدر قدرت از نماز قی
و اورا مسمولی فراغت نموده برید مجوزه آفریم
الدوله بهادر نوش جان فرموده با بسی از نور برده
در دیوان خاص بر کرسی زر نگار جلوه فرمائند
عمده الحکا بهادر و راجه دی سنگ بهادر و اعطاء الد
سید حامد علیخان بهادر و معین الدوله نظارت
و معین الدوله احمد مرزبان و بر الدوله محمد قمر الدین
خان جبهه و سالی سیم حضور نشاند اعطاء الدوله

بجای آنکه در روز جمعه و شنبه سعادت فرموده اند که
 با هیچ نقیصه و خلالت مدارالهم سلطان را
 محمد شاه این فرموده در بار عام نمود و هر که
 حسب اطلب بار غایب گردیده بابت فیصد نقد
 مرزا غلام نیر الدین که دعوتی روایت رسیده
 بخت با می میارند بمراجعه فرقی و دیگر سلطان
 و نظرها را که این جابینگی سلم بنده نموده کوهان
 مدعی علیها منظر دادن طلاق مدعی شدند از
 پس بنده کان اقدس را تحقیق کاشینی بنقد
 سبب رسیدن عرض داشت مرزا الطیفت
 بهاد منظم و هم وقت استراحت رسیده
 بود هیچ حکمی نداده رونق افروز خواجگاه
 قبیل که گردیده اند خسرین روز احترام الله
 بهاد را از دیو دی عدالت یاد فرموده
 تنگ سواری را حکم رخصت دادند فقط
یوم یکشنبه شوال المکر
 قبل از طلوع آفتاب عالم تاب بنوجه باغ
 نور که شده رونق افروز دیو اسخاص
 شدند احترام الله بهاد در مجانبه بنض
 استعادی حاصل نمود و حاضرین در بار
 چهره سالی شرف میجو اگر دینده هم به التوا
 قضیه و تهنیت عید الفطر بر خواند و تبریک می

شکسته بنده حلقه گان نذر کرده از نایاب
 نخواستن عرض کرده مانده است عتی شریف
 داخل بر محل شدند اعتماد الدوله رسید
 حاضریان بر دولت رسیده اداس
 و کورنش عرض گن بنده حکم اید که مغلوب
 و همین وقت دو قطعه عرض داشت فرستاد
 از حیدر بجان چون سلطان مغظم الله که
 بهاد در یکی مقدمه سواضعات گانده بود
 مع نقل رو بکار بجزی کلکتری ضلع مهر
 اطلب در خواست فوج طلبان و دومی در
 دزدان سباب مرزا اگر نیم بهاد بر بدین
 عرض که چون مدعی علیه کن شهنشاه
 مقدمه پیش عدالت فوجداره بنده
 خواست اخراج در تقریب شد و
 کتب بخانه مرزا ساجون بخت بهاد در ظل
 انداختند مرزا الهی بخش بهاد و مرزا
 قیصر شکوه بهاد و احترام الله و بهاد
 و راجه دیو سنگه بهاد در هم سعادت
 مشرف مانده قریب مغرب در بار بزرگ
 نموده نماز شام شنبان اقبال دادند
یوم دوشنبه شوال المکر
 بعد از این فریضه سحر می با جفا را احترام الله و بهاد

ایا فرمودند عید الحکما را شریف حضور
 بجا پرسته بعد معاینه بعض تبرید مناسب
 نوش جان کنند بوزن چند بار از اطلاع
 اراده حضور قلعه را بهادر بعض حجابیان رکاب
 رسانیدند خود بدولت و اقبال بروقت دربار
 برآمدند و بدو انخاص بر کرسی نرسیدند
 رونق افروز شدند حاضرین عذرهای کلچین بجا
 گشته حاجب البیاد قلعه را بهادر حیرت
 تسلیم حضور سی گشته با خستفرا حیرت
 مزاج مفسدش معیل بر دخت دستگی
 امام خان عوفند اشتی که رانده که ساقه
 امامی خانم همیشه ام زوجه نظام را در قلعه
 مبارک طلبیده نزد خود داشته خانه ام نمی
 فرسید بر با صید عوفی شرف دستخوارین
 کردید که همین وقت تحقیقات شود و در صورت
 صدق سایل روضه اش از محل برآورده
 شود و مرزا خداداد سلطانین عوفند آخته
 که زانند که راحت الناسیکو همیشه قدو
 سبب به الطواری از قلعه برخاسته
 سکونت شهر اختیار ساخته و عوامی
 فرزند سبوان معونی علام کر قفس است
 مبلغ سبب روضه خواش که از دفر
 والا منقر است بعلام عنایت مینه باشد

تا نفرضه خواش نش داده سبکدوش ششم
 حکم شد که در صورت ماندنش بهیرون
 ارک مبارک خواشین بهر را مسطور مبارک
 ادای قرضه ذکی اش دانیده شود و
 بهیرون وقت یک قطعه مهری خاص بنام
 انجسم النسا بیکم نیت مرزا زام الدین حب
 معوضه اوستان بدین حکم جاری شده
 که برادران ایشان اعموی سجد روضه
 از نام نهادن در نهیما سبکم والد الفزیه
 که از عذر مرزا زام شوم نموده اند چون
 دعوت برادران سابق حکم شده تعیت
 عوالفو باید به بهایران ارشاد میوه دگه
 سجد روضه مذکور راه ماه از حضور با عزیز
 مرحمت شده خوانند ماند بهر نطق خاطر حبس
 دارد حکم بر خاسیک در بار آورده خواهگاه
 اگر استراحت آرام نموده بعد نماز پیش حکم
 بروانگی یک سستی نکاد به نزد فرزند آفرینه
 بجان بپوشه سلطان معظم اله و البهادر
 نافیه نمودند فقط

یوم شنبه بیستم شوال المکرم

قبل از طلوع خیر عالم افروز از کلکانت نور که محبت
 نموده و دو قطعه کذرا بنده مرزا غلیخان ملاحظه

داخل قدسی بارگاه شده سه قطعه شفق مرسته
 دارالاناسی فرزند ارجمند بجان بوند سکا
 معظم الدوله یکی بنجواب عرضداشت درباب
 فرستادن جوابات بنسبالات مسدیان بهائیک
 و همچنین اسرار و همی انصاف در روانگی اظهارات
 شده بعلی و غلام حسین کولان فرزند
 دارالشکوه بهادر مدعی و سوبی نعمه درجه امت
 تعهد مواضعات گاتنه و سوا که برانیده رضی الله
 قدرت الله بیکان و مغل جان خان که زاید
 از درخواست سابقه بود بعد از زمین قمر تعین
 بکنین حدست تاج محمد خان سرچوکی روانه
 کجری ایچینی فرمودند پاسی از روز برآمده
 احتراام الدوله بهادر و راجه دیب سنگه بهادر
 محضوزی بجواب سینه خبری معروضات
 ضروری بپایه عرض رسانیده کالجین سلیم
 رخصت گردیده بعد از نماز مغرب لغو رفت
 که در اظهارات سینه بهادر بر بری تقریب که عقد کاج
 فرزند خود معتمد سلطان حاضر و بواسطه خاص اندک
 اقد حسبه فرامی کسی زرنگار و یونان
 شدند بعد از خطبه کاج با صیبه زارم امت بخت
 بهادر کجین سینه که در عقد و زواج منک
 کردید و ادای رسم شریعت و سبایان سید مراد
 بهادر و مرزا ابوالحسن بهادر و خرم الدوله بهادر و راجه

و دیگر حاضرین را بر اثر شرف نصبت عطا نمود و کل
یوم چهارشنبه ششم شوال الحکم
 بر سنو این خوشحالم ملک در بارگاه بهادر و راجه
 که حضرت شاه قدر قدرت بر کرسی زرنگار و یونان
 خاص تقریب بر کسره و صلبه فرمادند قره صبر
 خلافت مارالمهام سلطنت مرزا محمد سراج
 معبود و راجه کشت بهمت و اجلال مرزا محمد فتح الملک
 بهادر و خرم الدوله بهادر و راجه دیب سنگه بهادر
 سلاطین بهادر و دیگر امرا این عظام جیانی سلیم
 حضور کشتند راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 منکبش و راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 و راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 و سرکار قدیم و قدر خاص بقدر مراتب باو انی و سبایان
 راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 و در وقت صطلح سبایان برق ملک بچلان رسانیده از
 والا خلعت شش بارج معتمد و خرم خاوری احمد دار و معتمد
 و پنج بارج و دو و رسم جاسر که هم خست در وقت باو از و راجه
 لشکر سبایان که هم خست در وقت باو از و راجه
 در المهام سلطنت مرزا محمد سراج بارج بهادر و خرم خاوری
 و دیگر کاشان را در کار والا و سرور و راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 محمد فتح الملک بهادر و خرم الدوله بهادر و راجه دیب سنگه حسین که کشته شد
 بعد از شرف نصبت که فخره عطا فرمودند در سینه کجری ایچینی
 داخل بر محل شده نصبت سید و دیگر کاشان را در کار والا و سرور و راجه دیب سنگه حسین که کشته شد

قصیدہ بنیعی الفطر

لعل دہاندہ روی می مانع عضاء خو آنس
 کہ دل مرده سوزن تر جیس حساس
 اطرہ می سے تر قی خوا اس نمہ
 یون بوج طرح کہ ایک طلعے جون پانچ بکرا
 ہود اسل و غی کہ ریک مثل ذر شمع
 رنگت خسارہ جو کلفت سے جو رنگت یاس
 خشک غزوہ نکو جو سو بوی گلاب کی بو
 تر مانع انما خودم لینے مذمعی طعاس
 قلع بیت اگر کسی نہ بالکل ہو تو کیون
 قلعان میں جو رسی بدل ہو سر اس
 اسکی دل سے جو کی دل خلص ہو غنی
 کہ نہ شمع بیت نیار علاج افلاس
 دہو سیاتی جی کھام وہ دعو می کہی
 آج جو پاس سیری نہیں تہ کی پاس
 اندہ رتہ سیری سیتی بالادستی
 مست کو قصد کہ گروئی گرونی مس
 سبیل کی اگر غلہ سی تو سبیل
 کی می خوش کہ سیتی کی می خوش پاس
 زندگانی سی ہی مقصود شہر استقامتی
 اور باقی تو ہی جیسوم و خیال و سوا
 زندگی چند نفس کہ ہوا ہے سے کہ نو
 پاس کی سیتی کا کیا کرنا ہی سی افلاس
 بیشہ کو شہ میں تو چور کی اس جیسکو
 دیکھہ زندگانی با شہ کی اجلاس

می نہیں برقعہ میانیں مگر جودہ فروز
 ایک ہی ہوتا ہی شفیق رنگ لباس
 اس جگہ کی کہ پہی اس سی سو سر گرم شاد
 نیکو جاویدین سی جا کو رنگہ پانی او داس
 دل پر سو سے کی ہوتی ہی سی داشتہ
 کھلتا ہی ہندہ سیاتی کی بھل سے اس
 میں یہ کہتا ہی ہوا دل کی سیری جیس کھا
 تو بہ کر تو بہ نہ کر اتنی زیادہ مگو اس
 ایسی دار بد افعال کا تو نام نہ لے
 حاکمیت سے ہی ہا دہ پک افلاس
 شاہ و نیدار باد شہ غازی جیتی
 چاند تو بہ دقتی کو کیا حکم اب اس
 دور میں او کی سو کر رنگ کی کوئی
 گری ہر طرف کیلئے میں خراس الماس
 مگر آیت ہی جو تو ہو وہ زہر اب
 جیسکے ہی سی ہو جیتی ہی سیتی کو پاس
 دہو سی اچھ میں نہ ختم کو ہی سوراخ
 نور ہی شہر ملک شہر شہر و دواس
 کہنے میں اسبہ انیکر کو میں آج شہر
 کہ یہاں تو غیبت الشہر شہر خراس
 تانہ باقی رہی ہی اوڑھی میں سیتی
 توڑنا نہ نکات ہی شہر شہر کلاس
 احساب کا جودی سنگہ شہر کو رنگ
 تو صدا ہونہ ہند و سس بحر خد و سس

مع حاضرین بر سون او کی گوی مطلع من
 که سخن فہم و سخنور کا سی و قدر شناس
 نطق شیریں و تیرا شہد کہ سزا دہ کو بر اس
 نشان میں جسکی شہادیت خا و اللہ اس
 ہندوئی لٹ کی ہی پاس ہدا مصحف لوح
 عہد میں تیری ہی کا ذکر کہ ہی اسلام کا پاس
 منو بانی جو حمایت تیری جین اوسکے
 سخت گیر ہی فلک توڑ کی کی کر اس
 بوٹی اکیہ کی اور پارس کرانہ ہے
 بل ہی حمت تیری دیکھت پر ہی کی
 چمن ہر میں رکس ہی تیری شیش
 رکھتی ایگاہ زینت او یکین طاس
 کیا تجھ میں ہی گرا بر کم کی تیری
 سید بخون من غریب ہر سب کلاس
 تیرے شہر کی انہیں رکھتی ہر کو
 مغربی تیغ مد نو کی شہار ہے اس
 فیض تعلیم سے تیری جو بکراں
 اجمل انسانوں کی جا بلکہ انسان
 لوح تقدیر کہ لکھی کو تیری حرف پروف
 تربیت ہی تیری ہی ہی ہی ہی
 یونان یا جہد ہر عالم من خیر
 اس بد حال کو ہی جیہ ان ناس

دیکھی آہو کو جو ضیغ تو دہن عدل تیرا
 ڈاکٹ سی اگلو کو او کی روٹ کا دھراس
 زنجی رشید کی طالع کہ شناع خورشید
 دم ترین تیری کہوڑی کی جا قلاس
 ایسا چاک کہ اسطرح اور جاتا ہے
 حیطع عاشق دل با جہد کے ہر پاس
 بھونچی او خوش فلک شیر زمین بیان کو
 قطع نہ سنج کا خیال اور نہ جہد کا قیاس
 تیرا ہی فلک کا کشتان ہی خرطوم
 کان و نور و نورم ہی و بے زراس
 ذنب راس و جیسی ہون سہ سخت عدو
 مد و خورہ کہ سوا خواہ ہون شش افاس
 رنگ اپنی کانہیہ اور وہ دانت او کی سفید
 کہتا ہی کیہ کے نہ ظلمت و نور اپنی قیاس
 طرہ صنعت سے لیتا ہی شب بیدار ہے
 صفحہ صبح منور کو مثال قرطاس
 ختم کرنا ہی سنا ذوق دعا پر اسطرح
 تاسون ریا میں کہہ کا نہیں بدالہ اس
 نوشتہ مجرور بر شاہ سکندر فر جو
 دچا انضر حکو حیات الیاس
 عبد مر سال سو فوج تجھی با عز و شاد
 تو ہر شہ رنجی شاد و تیرا بدخواہ اور اس

تمت بالقرصین ہندو عہد الفطر تصنیف فی الزمانک الشعر الجمال شیخ محمد مریم خان صاحب
 در مطبع سبطانی نقاب لطیف دار

صفتی فایده این امر نشود و از فروختن آن باز نماند
 و همین وقت از راه تفصیلات یک چرخه کجاست
 برزخ بعد از عطا فرموده و یک قطعه حکمت
 حکم حاضر شدن تو بیایم اگر نریزی چه میگوید
 بر در راهی اگر که فعل صیاح شنبه است
 این ماه بنام تاج محمد خان روجی که شنبه اجرا
 رسیده و کمر را برای قیام مخیم جلال باغ
 روج محمد اگر نام بنام کار بر در از آن اهتمام
 حکم جهان نظام داده خوابگاه قیلو سر
 باین است احتیاط نهاده آخرین روز قره باغ
 خلافت دار المهاد سلطنت مرزا محمد شاهی
 بهادر و احرام الدوله بهادر در باره یا صغیر
 شده خود بدولت کتب انجمن سواد
 توجیه ملاحظه مسجد مرقد انور حضرت شاه
 حاجی و کمالی گردیده که بریز نفع این شده
 مراجعت نموده و بستان اقبال نماز شده اند
یوم جمعه است و چهارم شوال
 حکامی قاضی سید السیر فرستاده ای که کعبه
 طهر آنکه خدمت میباید از اقیانوس مشرق
 نمایان گشت حضرت شاه قدر قدرت
 تاج کیمانی بر سر و تاج کیمانی در بر جلوه
 سلطانی تخت شده شوه باغ نو خیزه جانب

ملکه در آن نواب ملکه زانی رست محکم حکم
 گردیده و جوق جوق امرایان فایده
 مثل احرام الدوله بهادر و احرام الدوله بهادر و
 راجه دیو که بهادر فقیه اندوز رکاب سعادت
 مانده حکم رسیده عزم جلال چون امر گشت
 سید باستان صادق گردید نماز سجده
 او را وظایف او کرده و تکلیف باغ
 تال گنوه کینوع فقر حق حاصل نموده بخانه
 عزم جلال محبت فرمودند و نهال گلشن است
 سعادت مرزا محمد جوان تخت بهادر سقا
 کشتی باجه پوشاک معده و دوش که در و مال
 شالی باقی و تان کجاست و کمر بند و زین
 به پیشکش نهاده در شکریه قدوم صمیمت لود
 گذراننده محالان کشتی باغ نام و شرفی
 خارج از کسب شش عمری شده و تکلان باغ
 باجاست گذار به خات تجری من بخت بهادر
 انعامات واقف یا فتنه خود بدولت و اقبال از راه
 تفصیلات دو کلداری ان باغ بقعه با صره شفا
 دار المهاد سلطنت مرزا محمد شاهی بهادر
 و همین قدر بقدرند از محمد بجان بهادر سلطانی
 معظم الدوله بهادر و یک یک بقعه بهادر
 و احرام الدوله بهادر و احرام الدوله بهادر
 فرموده رونق خوان نعمت گشته و جمیع حاضرین

از خزان نعمت فراخور قدر و در تنب طعنا هم
 در لیکن که در چشم ظاهر بن چون را طمع بهشت
 برین میدهشت با قوت رسیدن ندیمان خاص
 ایست احترام الدوله بهادر و اعتماد الدوله
 بهادر و راجه دی سکه بهادر شرف آدا
 در ملک دوران سعادت اندوز گردیدند
 آخرین روز بلاخطه عهده نظارت خان
 بعضی دردی بیله سنگ مری حکم فحوق طلب
 تنگید اشد داده بهر گالی حاضرین رکاب
 متوجه سیر انضوای بیجا گردیدند ملکام
 راجه سادات اقبال حکم حرکت ان بهم
 مسدود سواران گلشن ایهت اجمال مرزا
 فتح الملک بهادر و حکم گشت گردا گرد سار
 سواران سبک گردی ندرا لاله و قواله بن خان
 ناقد فرموده عوضی آمد تاج محمد خان سرچو
 بعضی حضور ی توپ سلامی گیتی بلاخطه
 در آورده جلوه فرمای ارا مگاه شدند
یوم شنبه سبت نیمه شوال
 قریب طلوع کوکب سحری پوشاک خسروی
 بر کشیده بر قیل بود بین نورافشا ان کرد
 سر و سیر از گلشن ایهت و اجمال مرزا
 فتح الملک بهادر را جا خواصی بخشیده

توجیه فیض شانی منتظرین دلی شدند بجز
 در اجیرهای شهنشاه طعنا بهادر و بهشتانی
 رسیده داخل رکاب سعادت گردید اندرون
 در مذکور بکلیفی تسلیم قوه نایب خلافت دارالحکما
 سلطنت برآمد محمدت میر بهادر در بخاطر ایش
 معترف و فرسید پیش مکان خود اراجیه لانا تمهید
 ندیم الدوله در ایستادی رزم و کینه علی و کبریا
 و دیگر ملازمین کنگرگاه ندیم اکرانیده مسلک
 رکاب بوستند باز از رویه زمین سارده کار
 دو انگشتی التماس تراشند نکرانیده بهادر
 ایهت سعادت مرزا میر جان بخت بهادر
 سببش مکان نوخیزدیشاه را فحوق ادای غیر
 نموده جلوه فرمای رکاب سعادت کبر و کت
 رسیدن اشد بود و ج زرین قباب برنگل
 ارک گردون شال مقابله ستمه از کفنی لکری
 شکست سلامی سر شدند و از صحن دیوانعام از نوب
 منی صدای نوبت کجوش عالم رسیده اجابت
 ندرا افتخار لاله و طعنا ریشای از قیل بود بین
 بر بخت سلیمانی سوار شده و اعلی بر اهل شده
 بقیلو استراحت ارام فرمودند و نماز ثانی ادا
 بکاشت حیات بخش توجیه شدند دارالحکما سلطنت
 معه احترام الدوله بهادر و دیگر حاضرین در بار
 بایه سر بر تراش نظر را طمع اوب بوسیدند حکم

عظمای یک کنگر نکاری معظّم الدّوله و پسر فرزند
 ارجمند سلطانی و تعلیم در بهادر سده طبعه درج
 نافذ فرموده داخل شهبان اقبال گردیده و خواست
 شهنشاهی و لعبت های گلین گذرانیده مرزا
 ضیاء الحق بهادر به فوّهائی ابدیت و سعادت محبت
 نمود برای استفسار خبر حضرت فرزندش که علامه
 نصیر الدین کاتب صاحب حکم انور جاری نموده
 و مکرر شرف عرض حضور بی اعتماد الدوله بهادر
 ایامی اجابت فرمودند

بیت ششم شوال یوم یکشنبه

پادشاهان حضرت شاه قدّس کلکشت
 نور کمر بتوجّه نده جلوه قرمّات دیوان
 خاص بملاحظه جناب و کله زنی که گداز کوه
 تمثال بشه داخل بر ساحل کفره احترام
 الدوله بهادر و اعتماد الدوله بهادر و دیگر
 کار بر دایران و رگانه رانای فرموده علامه
 عرضداشت علامه علی مستاجری بن موصوفات
 ربوان مکند بوبر برخواست نموده آنکات
 تبعه و شرف صد و سفاده و بنجر و برسانه
 و سبزی ضمانت ساسی معتقد حوالی ملوک
 و اقدار این شهر بنظر خانه تراکی قدیمی که خط
 منظره و نمایان بوعطاسه نیز حسب رسته

فرمان واجب الاذعان دادند و برسانیدن
 جواله سنگه جبهه از قطعه عرضداشت فرزند
 ارجمند بجان بوند سلطانی معظّم الدوله بهادر
 معذ نقل صورت حال بطلب مرزا احمد بهادر
 سلطانین و براتی بیکم بمقدمه امام بخش مدعی
 تعلیم و شرف سباه مشتمل بر تاج و خور و سلالی
 اطلاع سید کار و و بران آن داد خوه
 حکم باجاری شفه خاص معذ نقل عرضداشت
 و صورت حال در باب تعلیم معروضه فرزند
 ارجمند نامه از تیا که تبه دادند و معبر الدوله
 معجون سیر انجمن کجاری نایان مانع نموده
 یک دوش یکشنبه رشک کد زانده نام برده
 اجابت نموده ایامی بر جای سبکی در بار فرمودند
 بعد نماز شبین خوانها شرفین تقریب دوالی سله
 راجه دیو سکه بهادر و راجه بهولانا تبه و سارکی
 و اسرار نظر انور که شفته آخرین نقضای کج
 منوجه کلکشت مانده بهیر کالی مرزا قیصر شکره بهادر
 و احترام الدوله بهادر و اعتماد الدوله و راجه
 دیو سکه بهادر و دیگر مردم رگاب داخل بر عجل

یوم دوشنبه بیستم شوال

قبل از طلوع مهر انور شریف مجوز و احترام الدوله بهادر
 نوش جان فرمود و مکان جو کندی دیوانی صورت

شدند لیکن بر حسن بهادر و زلفه در خیر نسیم
 شده با ستم را که مزاج مقدس میسر به دست
 کبر از شکوه و درگاه شده از حال غنای
 لا سوز متفکر گردیدند و حق کرد از امانی انگریز
 بهادر نسیم بر خاشی نازند که ما هم جدالی و قتالی
 می سازند تا برایشان که سبب عدم ضروری
 ایام شریف داری هرگاه چه بوده که من کرد
 کثرت کار و بار سکه کاری باعث بر مجروحی عفو
 ای که کرده و علاقه با این شکار رود بار در
 طیاره یک تیر و برق چوین بید یافت بهر
 بودم و این رویش و با نوس نسیم و نیز
 از حسن تسلیم بهود و ضات دیگر برداشته ناصیه
 فرسای نسیم رخصت کرده و علی شیر خان
 رخصتی در حضور که رانید حسین بخش خان
 یک سوره سر که بعدی ملاحظه رسانید اصل
 محمل معطی شده احترام الدوله بهادر و اعتماد الدوله
 بهادر و راجه دیو سکه بهادر را با فرمودند راجه
 دیو سکه بیا به عرض رسانید که قطعه مشکاییه
 تعدادی است و چهار هزار و ششصد و چهل یک
 بعد رفع و احسان و چاک شدن دیگر
 دستاویزات که از شکارگاه قدس مرحمت
 گردید امیدوارم برای شبت کواهی تمام
 کار بردارند و خلافت حکم مبرم نافذ کرد

فرمان شد که شغلات با جاننده خور کواهی تمام
 احترام الدوله بهادر و اعتماد الدوله بهادر و اعتماد
 صادر شود به اعتماد الدوله برای سرانجام شود
 و جانورش معمولی بیش در کار که قدسی و
 ارسال مقصدی فرق مبارک و اجناس و نیز
 تقرب رسم قدیم دیوالی ایام فرموده بر آن
 احضار نسیم ان حاتم الدین حیدر خان نسیم
 برداشت تمام سکواری که در نزد دینیه تخت
 بهادر و سوار شده و بنظرین دیو دیو با این نعل ایام
 انگذ و داخل بر عمل گردیدند آخرین روز
 حسب معمول بسپور که ه متوجه شدند قره
 با صره خلافت مار المهاد سلطنت مرزا محمد
 شاه مرغ بهادر بیا به عرض رسانید که قطعه مشکاییه
 برسدند و اعتماد الدوله بهادر و محمد معین الدوله
 و منظره الدوله سیران حاتم الدین حیدر خان
 ناصیه فرسای نسیم حضور گردیدند
 از راه عنایت و مکرمت ارشادات تسلیم
 و اعتماد بحبل الوفاای صبر و شکیب فرموده
 معین الدوله قطارت خان خلعت شش باریه
 سونیم استین طلای و ایضا منظره الدوله بهادر
 نقری و باغ مزایا پنج پارچه و یک دوش که با
 برای نوجوه و صبه خانم و رعطا نموده برسد
 خبر اسند عای دو صاحبان المکریمه معین ایام

خبر خشمی کی از ملا زمان شای

بر منمندان خبر و دانش برده آن دشمن صمیمی مباد که تیر
منمندان که از منمندان فاجع ابواب حصار و شواکتی خند
سلطع انساب عالمات اسباب فصاحت مقطع قصه
و دیوان ملاغت اسیر کشته کمر زنجیر میرین خان و حق
خویش خسته که شخص خسته که اسن اسباب سخن شایسته
شور و افتاب است از معدن طبع مکتوبان و بواسطت
کافیه در و کافیه کوش کوش و زوشان باز و کافیه و
بر لبین مضامین بکین موسم فرودین بهار ازین را خصل
دارد بهشت را منتقل گردانید جذبه انظمی که در خیب
فرود خاکی الفاظ شطروش نظم لالی متلالی جیده تر از
سبزه گردیده و در شبنم قند و عذبه امود و شبنم سواد
رخ و رخوبان از خط نیل رسوبی بر چهره خود نشسته
متقابل الف سحر و تملق و تملق و تملق و تملق و تملق
و شکر مکتوب بر دوشین الی قلم شکام نکارش ششم صدکن
چون قلم رکس سبز میگرد و غیرت و غایت و غایت و غایت
از دامن آتش وین بر میگردد میل فصاحت بر کعبه لفظ طبع
کین خشمه سخی نشوده و طوطی بلاغت بر شکر شای و شکر شین
متعالی نموده چون اوراک رسنه و غم نهش لذت سخن
ملاق خوش نفسان سپاس سخن بر سر است بدین خشمه و خشمه
و شکر شای تر و مغان و مغان و مغان و مغان و مغان
می داند و کافیه اخبار را بر کعبه طبع می بیند از مغان و مغان
در مطنج سلطانی قبال طبع

خبر خشمی کی از ملا زمان شای
بر منمندان خبر و دانش برده آن دشمن صمیمی مباد که تیر
منمندان که از منمندان فاجع ابواب حصار و شواکتی خند
سلطع انساب عالمات اسباب فصاحت مقطع قصه
و دیوان ملاغت اسیر کشته کمر زنجیر میرین خان و حق
خویش خسته که شخص خسته که اسن اسباب سخن شایسته
شور و افتاب است از معدن طبع مکتوبان و بواسطت
کافیه در و کافیه کوش کوش و زوشان باز و کافیه و
بر لبین مضامین بکین موسم فرودین بهار ازین را خصل
دارد بهشت را منتقل گردانید جذبه انظمی که در خیب
فرود خاکی الفاظ شطروش نظم لالی متلالی جیده تر از
سبزه گردیده و در شبنم قند و عذبه امود و شبنم سواد
رخ و رخوبان از خط نیل رسوبی بر چهره خود نشسته
متقابل الف سحر و تملق و تملق و تملق و تملق و تملق
و شکر مکتوب بر دوشین الی قلم شکام نکارش ششم صدکن
چون قلم رکس سبز میگرد و غیرت و غایت و غایت و غایت
از دامن آتش وین بر میگردد میل فصاحت بر کعبه لفظ طبع
کین خشمه سخی نشوده و طوطی بلاغت بر شکر شای و شکر شین
متعالی نموده چون اوراک رسنه و غم نهش لذت سخن
ملاق خوش نفسان سپاس سخن بر سر است بدین خشمه و خشمه
و شکر شای تر و مغان و مغان و مغان و مغان و مغان
می داند و کافیه اخبار را بر کعبه طبع می بیند از مغان و مغان
در مطنج سلطانی قبال طبع

مبصرانم شرح الاخبار جلد ششم

من ابتدای این بخش به شرح سوال المکرّم فی شرحی از مطهری است دوم آنکه در شرحی از فاضل جلد ششم

اخبار و در بار جهان این حضرت طلب سحانی خلیفه الیحمانی فروع خاندان عالیشان کورگانی حراع و دمان بختان صاحب فی خلد امده که چو قصد خانه بهرام کرد و در این

تاج محمد کانی روانه کجری ابجشی گردیده آخرین روز که بکشت به تاب باغ جلوه افروز شده بعضی از فضل الله و عفو جوامع در بابان مسجد جهان نماز در باب بحالی فغان حکم فرمودند بوقت طلوع از من منان بود اگر ان بصیرت و انشا من شرف داشته که اندک رانده احترام الله و بهادر تر نبی خط سینه سلطان انشا الله را همیم خان ذوق غالی بهر جاید بهایر عرصه سبزه دولت و اقبال هم طبعی که نمائندگار لوح طبع کرد و بعد از این بهادر دست به کار رحمت فرموده تا بان سرش سمیت سواد فوطری بهر خیم خیال انکار انکار و سخن شود و از این بعد فیض برکت عبارت از سر از عواض و انعام بهرگاه بهرین بهر اسطوار این جاوید بهادر ایثار و مودت و بهر دلمای شکافت زورق شوم سلطان بهر ملک طلوع ساحل می یافت حرقی از لیس بهر بزرگ که ضبط عمل بکون معانی در بار از جازفت و قطعی از زمان بکلیه که

در تفت ستان اوانان مارک و مابوش و نوح مخدوم
 سکنی سده داغ آستانان سوخته حال بر تپم کیم یکنم
 و بایاری این چمن سر آریک با جنگان که افتد درون
 ایوای شنبی بر سنام خمیس کلام قدسی به
عزل شوکت بخارای

سر جنبه کلام تقدیم بکشته و لطف افهام نواز
 فرمده خواص عوام چون نور انبیا بر سر عالم نواز
 و عروج جیش علم از اکام کلمی کل افراشته و در کیم
 افغان و در کاشن ثمار قبول از شکفتن نشا و بده
 گذشته و بکنی مضامین صبا بر تپ فیوض صبا
 طالع شتهار کشته لیکن از کبریا عالمی نکاهان از
 نعم دایقه کیفیت کشته کشته رسی می شود و کشته
 آینه معنی اکام از ادراک باقیست بر سنام خمیس
 حیکر کوش طبع عنده لیب فوطریش را چون بوی گل
 بر در کوش ایفت نه و تو تپای کفنا رعنیه چشم
 را اندر روح باهره میگردد آن سبب سجده کی مضامین
 و بسند سبج خوشتر از نزار سبک جوار سطلوم
 که پیش نظیش نظم غم سیمیه
 بر بی نظی منسوب و خجسته ربط معنی مندر کشته
 از شد در آیدار نجوم که نه پر کار در دوار سبک
 صنعت چون غم مندره سیرند از معدوم
 محب از نیرنگی این بهار بر این کل خالی کشته

و بپوش آنگهی این نغمه نوای بیل شکسته تپ
 نصارت انگش نزار بر بهاری را در خون
 افشانده و بر صبح بر سورش نزار صبح را عشق
 سکه اندازد ترخوش و در ارتفاع از شعری برگشته
 و بهر عطر را از دین در جود و جود چون کوش
 جود تمام شک کشته بهوشها از غمک معانی از
 شام تیرگی وارنده و دیده از سواد معانی
 صبح دامنه جذب جامعیت لطافت مکن
 نه روحی بر طراوت حال را در کشته که کشته
 کشته شطیر روحی بر دانه و باغ صید کاه
 قصه بر دن و دین و از اصحاب شکار را
 از غم اندر مضامین قدر رسای فصاحت و کلام
 و آریا سینه را با دواک کلام عرش کشته شغل کلام
 بر افکار تیغ طرزی نوئی چون بوی گل شته
 بلند او از کی و نهالی را ستمی مضامین چون نیمه
 کله و شصده چون نازکی سر جنبه شوکت بهر قبول عزل
 شوکتی یافته لیکن مضامین مضامین غم غم غم
 شکستش را سیر کون ساخته ایضا بعضی ان سر الدن
 کشته بر غنایم و مضامین ان روح القدس
 بوسه ک جیبای تعظیم و فاکتبه غم غم غم
 و الکت عن دکره المجهل فقد
 بنام و سوسه ک جیبای تعظیم و فاکتبه غم غم غم
 هم چون بای بهار کوی کوی اگر تمام بهر این غم غم

فرمان داده خودی کا فرزا کیسوی
 بصیرت شوق غرضش هر که در کجاست از میان چاربان را
 و بیانی شوق غرضش هر که در کجاست از میان چاربان را
 زین طاعتی که شوقش برین کوی
 اگر کسی بپندد روزی که چو پیش نه که بیاید که شوقش برین کوی
 او در کجاست از میان چاربان را
 نوکوی بر لب آب نشسته است
 چو رودی که در هر جایی شوقش برین کوی
 خدا کی بگوید که چو در افق کاه بر کوه دم
 مگر بگوید که کل که کجاست تا سون من سر دم
 برخ چون نه به بر چون کل ترا گفت خطا کردم
 خدا در چنین روزی که در کل چنین کوی
 مشرب صلی می باشد کوی شوقش برین کوی
 کجاست از میان چاربان را
 مسکنی که کجاست از میان چاربان را
 دولتی که کجاست از میان چاربان را
 تماشای کجاست از میان چاربان را
 نظره و شوقش برین کوی
 و بر سون برایتو زنده زنده بهر سوی و جنت
 که او فسی به کجاست از میان چاربان را
 زاننده از میان چاربان را
 بصیرت شوق غرضش هر که در کجاست از میان چاربان را
 کجاست از میان چاربان را

۳۵
 زانجا که مقصدش کلیم را چو کلیم رسول
 حق مگر نظام مدام سلطنت میدارد و بارها مکرر خلافت
 و دایع بلای حضرت خالق از جل نشاند و بدو شوقش برین کوی
 در رضاوی حضرت افزید و ترفند بنده کان جان نشاند
 و رشته بر سر که تمام ازلی در دروختین مکرر کشت فراوان
 لبته با نظم آن می برد از دهن و قیاس جای او صفا کوه نشاند
 بر قامت جهان را زین دهنه در میان قدم بسیار به چوایش
 را نه به شای آن که نموده قدرت صنایع حقیقی شوقش برین کوی
 بسیار به سر و دین برین کوی
 اما درین شوقی که چو در کجاست از میان چاربان را
 حوت به چو زنده بود و شوقش برین کوی
 انداختی خود را زین کوی
 در عهد به به شوقش برین کوی
 می نموده جرات چو جرات که در زمین شوقش برین کوی
 و حسن را چو شوقش برین کوی
 شاعران بفرمان کجاست از میان چاربان را
 ماسماج از میان چاربان را
 از میان چاربان را
 کاقد از میان چاربان را
 رسی فکر اسماج از میان چاربان را
 که غزال سنی اگر در دای علم نمود از کشته انجم کند از
 اش شجبه و اگر اسیر بختیون در عالم غیب گردد از
 دام انکارش زنده در نیولا به جنت استعدا و باران

در تمام روز از شش غنیمت غنای می نماند از جوی طبع نماند از
 مسلک سطور در کشید که در میان باب در کوثر طبع
 از انفعال سینه تن آب که دید نام خدا و غنای غنای
 چو غنای سینه از در قبول حجت القدری کرده و
 سیاره زلالی چون کواکب سوره خود را از ذوق انجیل
 آورده و مصداق کلام الملک الملک الملک الملک
 با برکت تمام از کلبه نیست که باده دماغ از برکت
 بهار افروز و کوش از استماع مضامین مائده گلگون
 سطورش از سبیل زلف کلاغان الفش از قنات
 سینه قدان مدتش از بر روی دلبران خشم از سبیل
 و نسیم در انداز برین سطورش رسیده و خط
 قناتش بر خط رخسار نشان خط سحر کشیده

یوم جمعه عشره ذی قعدة

در این روز از شش غنای می نماند از جوی طبع نماند از
 حضرت طلبه جانی توجیه احترام الدوله بهادر کاشه
 به سبیل بطور حفظ صحبت نوش جان فرموده بعد
 اجابت معناد حکم حضور می حاضرین و ربابکار
 فرموده برقص چنان کران خوش نوا و سرود
 حور لقا مسرور و مانده مراد می که قصه قاز
 طرف احترام الدوله بهادر و راجه بیگلر بادر
 و نسیم الدوله و اقتدار که در کشید کس از انجیل
 اب بخنی بقبله استراحت آرام فرموده برآ

مغایه نغین عهد انجیل بهادر و طلبه استند و غنای
 بهادر و نظارت خان و مرزا انجیلش و مرزا قیصر
 شکوه بهادر و مرزا حضور می جویا بهیسته مراد می
 شصه قی در آوردند خبر رسید که آو کس از انجیل
 انگیز بهادر استند غنای سیر قلعه می خواند فریاد
 اجازت نماند که در وید وید وقت به تشریف می
 سر بر پشت و سیر سیر ام بر پشت و بابت غنای بدر کل
 افتخار برجسته فقط

یوم شنبه دوم ذی قعدة

قبل از طلوع صبح صادق توجیه احترام الدوله بهادر
 نوش جان فرموده حکم حضور می اهل دربار و انجیل
 بهادر و راجه بیگلر بهادر و سیر و دیگر اهل این نامور
 نایز تسلیم حضور می شده و دو قطعه شکر مرز و الا
 اسمی فرزند انجیل بجان بونه سلطانی معظّم الدوله
 بهادر می مقدم به نام بخش عواید و مساحت منبر را
 مرزا احمد بخش و راقی سلیم مع نقل و انجیل مرزا و حکم
 به برین ارشاد که چون غنای علیم از خانه ان محمد شادان
 اند طلبه این غیر مناسبت نماید و جواب می مقدم
 معرفت مختار کار می باید و دومی مع در خواست
 گذرانیده سیر سر فرزند علی تعداد می باز کرده و مرزا
 بابت تقدیر بیت و سیر و راجه و مرزا و سیر
 نامحج خان و سیر و راجه و سیر و راجه و سیر و راجه

تقطعه شقه خاص بنام بابوشن مانده شکر رئیس
 بریدن کند بود و باب اعانت غلام علی تحصیل
 حال محالات ان نواح بر او وصول زر نقایسه
 تحصیل از عیول برای روانگی به قتر حاصل فرستاده
 و شقه ضمیمه کیفیت طلب بنام مرزا شهاب الدین
 بهادر سعه عقل عهده داشت جاقطه سلطان سلیم
 نوحه مرزای ناموس مستغنی از قتر نفقت معجز
 واجب الاداء از بایانگی نان نفقه و تنخواه جاری
 فرموده تعرض بخیر علی که بهنگی بس طویل و بعض
 که حوت زمین زنجیر فقر در غوزد ملاحان
 حرم صید کرده آورده اند حسب الحکم بصحن
 برقی محل از درختی او بران کشت یک جینیم
 شکر شکست اخوالا مرتبه تفنگ قوه با صره
 خلافت مدار المهایم سلطنت مرزا محمد و دیگر
 مرشد زاده می والا قدر حاصلش بهر حسب
 قعه دید تماشای مجید داخل محل شده خوشحال
 مشغول ملاحظه رقص سرود مانده آخرین
 و در ثواب اکبر باد می سلیم طایفه کبیر مرزای
 غریب الدین سیر نوجوان مرحوم خود را برادر
 خدگان اقدس و اعلی ازاد کردند و چون کم
 و کم سهای سوان ساکن بزار سیر می
 و با حرم عدول حکمی از قعه شاهی مسدود
 فرموده و احترام الدله بهادر را طلب فرموده

نابز شادان تجویر مسهل نانی کدر زمانه بجز
 مغرب اعتماد الدله بهادر ادب و کورنش
 عرض کنانیه فرمان آید که بهر چه اجابت رسید
یوم یکشنبه سوم ذیحجه
 بروقت بر روز مسهل نانی نوجوان نموده
 بلیان کشی مصروف مانده و صبح احترام الدله
 بهادر را طلب فرموده و نانی بهر چه اجابت رسید
 لا اعتماد الدله بهادر بقدر سی ملاحظه رسید
 بهمار عدد و خوشتر یک لبه طبع ملاحظه شد
 و نانی و ایس کردید به جواب خط حضرت
 شاه غلام نصیر الدین کالی صا حب طلب
 وجهه دوسه به مشغولی عرس مولانا نظام الحق
 والدین بنام زبیر داران خلافت حکم بر سر نهاده
 فرمودند که همین وقت بخدمت حضرت روانه
 کنند و برای روانگی بکله قطعه شقه کرامت مرغه
 محرمه و قتر خاص بنام محمد صام الدله بهادر
 احمد علیخان نابزاد روانگی عرض شد و آنرا
 چگونگی بجهت حالات معسر طبع زاده
 که درین تاریخ اولین بر چه اخبار کشته نیر ایما فرمود
 و قطعه کلنا به بنام وقار الدله با جرای مانده
 و در پیش سرده شیخ برکت الله راه بر و پیش
 نافذ فرموده و الا سکه جمیع اچیشی و دو قطعه صدقه

فرزند اینند بجان بودند سلطان یکی مقید میگفت
 معرود بکار صاحب کلکتر بهادران علاقه بعضی
 اجرا شدند بر دانه بنام تحصیل ارجاع
 قبول از رسالت نام سنگه فصلی و دومی
 بگذار شد عدم دستیابی بنماز که سفر به بیجا
 حضور که ایند برای تحریک اجوبه حاکم کار بران
 سلطنت گردید و اینها بوزن بریدار از نظر
 قلعه به بهادر اواب و کورنش بعضی گنایند
 بسایح سرود توانان مضجع و سرور مانده وقت
 سه بهار بختی نوشجان کردند احترام الدوله
 بهادران بایا در بوده از صحبت خارج مقدس
 کبر تر مانده و برای ادای نه در سهیل بنام
 سدران حکم مبرم باز در صند و افکنده که فردا
 حاضر شده بگذرانید بعضی رسید که سمنی و نا
 بکار رسا که دار الحکامه اندرون ارک مبارک
 نزد برادر خود آمده شب مانده کاه بشهر
 میرفت برادر نه قلعه اردویی و الا سبایا
 کوتاهی به بهشت شاه سارق گرفتار شده
 او واضح می کند که سبایان فلوس سلطنت
 نبود که رفت بنام گنایل برای ترتیب مثل
 به رعایت احدی این حکم مبرم با رفته
 در و افکنده فرستاد شد تا اول ساخته
 و مرادی نصبت از طرف ذوالفقار الدوله

بهادر نشاندند احترام الدوله بهادر و اعطای
 بهادر و اقتدار الدوله تسلیم حضور بنام
 رخصت یافته و خود و دست اقبال بکمال
 مسرت و شادمانی و جوده فرامی محلی خاص نماندند
یوم دوشنبه چهارم و فیه
 بهادران تجر احترام الدوله عهد الحکامی بهادر تربت
 بریم ثانی سهیل نوشجان و سرود حکم بهرام دانه
 برای ادای نذر کار بر و ازین خلافت چه سالی
 تسلیم شدند بمرتب اولین احترام الدوله بهادر نذر
 انظار سهیل گذرانید بمرتب تفصیلات مشروعه
 و عنایات خاقانی تشریف یک خطه کجواب و
 دوشاله و سه رقم چهار مرصع حرمت گردید و نیز
 افتخار الدوله و اردو و اخذ خلعت پنج بارجیه
 و سه رقم چهار مرصع و شش سحر فرزی کشیده و در
 شکریه گذرانید و مقهور و سبای گردید و از آن بعد
 اعطای الدوله بهادر و درجه و بی سنگ بهادر و درجه و بی سنگ
 و دیگر سدران و اهلکاران بمرکات قدسی سبای
 بقدر مراتب از ادای نذر شرف عزا و امتیاز رسیده
 بعد ایامی رخصت به سعادت رخصت به سر و جیان
 خوش ادا استغول مانده بقبول استراحت ارم
 نموده بایستی از روز مانده حکم بنده و سبت نماند
 بدین حال حاصل حیات بخش باغ و دریا و از راه برنجی

در روز دوازدهم جلوه فرمادند قره باهره خلافت
 دارالملک السلطنت مراد محمد شاه بن بهادر
 صحرایم الله و الله بهادر بنقص باب حضور
 گشتند محفوظ علیان دارنده حرمی نواب صاحب
 محل بکن صاحب در بعد عرصه است بیابان عرض
 رسانید که یک قطعه از ارضی متعلقه ان حرمی بطور
 معانی سکونت میر محمدی بود اکنون که تقصیر
 فرقی مبارک تجسمه بپایه میرا صحرای بران ارکان
 بنویسند و بی بدعوی برخاسته بعد الت
 نانی گردید فرمان شد که همین وقت قطعه
 حکمت بنام میرا اعل وکیل سه کار جاری
 شود که بخواهد بی مقدمه بردارد بی کسی مرست
 و بجزیر پوروان جیات بخش باغ بعد از حکما
 بهادر ایما فرموده داخل بارگاه قدس شدند
یوم سه شنبه پنجم و یوم چهارم
 قبل از طلوع بفضای صبح احکام الدوله بهادر
 حسب الحکم حاضر شده تبرید میرا سب و شکر
 گفایند بعضی رسید که فرزند ارشد سلطانی
 بنظم الله بهادر بن محمد مراد ناصر کوزر نهاد
 سنی با کفایه برای سیر مکانات قلعه مبارک
 اند و بنظم معانی بر نظار خانه بودن دیوار
 خام شخصی ساکن ان مقام بودند و نیز خاست

گاه بر سقف شوقی مسجد نامو نون دیدند
 شد که بیان فرزند درست قرین صواب
 صحت و نوار را در کتبه و از حسن و عطا که برچ
 مسجد را با کتف نمایند که شستن خبر حضور
 امرایان نامو حکم باید بانی و الله و الله
 الله و الله علیان و این امر من جان نذر
 حسن و صحت ادا کردند و سه قطعه شکر مرست
 و از لانت اسبی فرزند ارشد با صفا یکی صحت
 قطعه عتبه اطلاع عتبه را صاحب لکرام بهادر
 بابت نانش بر فضل حسین مدعی و دو بی کف
 مواضع با کتبه و کتبه کا باطلخ اربال جوی
 بنام کلکتر بهادر علی که زیر صول و بیات
 نکور بابت سال شکر و انقصی از صول و علی
 کار برد از اعتماد الدوله بهادر طلب نه حاجت
 که زیر سلطه حیاب قرضه خانه کوزر نهاد
 و بیومی طلب پروانه و نوار را اس بر بیومی
 عید الضحی که از علامه جعفر و با نزل خواهم اند
 اسب ل حضور و از دست تاج محمد بن سربکی
 روانه کتبه ای بکشی شده و صلیا شکر و قرضه
 بنام سرب و سرب و شکر است و احلال مرزا
 محمد فتح الملک بنادر کتبه از ش تحقیق نخواهد
 بیکم که مرزا ابو سعید بهادر دران و عید رانه و بیومی بنام
 اعتماد الدوله بر حسن تحقیق است و مرزا ابو سعید

با کثیر که جاری شده و آنچه در بی شک بعد از آن
 ضروری است و نیز آنچه از نو فرین گناید و همراه
 چیستی از خصیت کردید قعیه از آن اعتقاد
 ادب و کورنش عرض گناید حکم جابت رسیده
 آخری و زبده افروز زبده شده تا جلد اوله حاجی
 آنچه بفرموده و فراتر قیصر شکوه بهادر و احترام الدوله
 و رعایت الدوله و با و نه پارسه بر عرض قطر لب آب
 پوشیده و بلا حقه قطعه عرض داشت فرزند ارجمند
 نادر از صفت صوحنه الی و حجابی بعرض تعیین کفیه
 چون که در سلطه باغ بقعه با جبهه خلافت دار الهام سلطنت
 فرزند و او که بدیده و نسبت کجای منی انجاس نژاد و بهین
 وقت بعرض قدسی گذشت که گشتن لایق انگر بهادر
 سیرگانات ای که مبارک کرده رفته خود به وقت قابل
 مراجعت فرموده و ایشان احوال گردیده فقط
یوم چهارشنبه ششم و بیستم
 بعد از استعجال تبریک محضره احترام الدوله و قبل طلوع
 نیز انور تجو خواص و به شده از راه و پیرایه پیش از قبل
 بر احوال کفیه بعرض خصوصی اعتماد الدوله بهادر و احترام
 و راجه دینی که بهادر و دیگر جوانان خاص حکم باری و او
 بکلیه شرف مریدان لایق اسمی زنده از جمله بجان
 سعادته و عظم الدوله بهادر و دیگر با اطلاع تا که ترسیم
 کند صفا و خصل اراک و در و دو و بی باره نیکو

و کینسی بقصود عدم حاضر باشی جاگزی باغ صاحب
 و سوسمی نهادند حکم تهر و نوار انگوری و جاک
 بقعه در کانی کثیر شکری یکیم باغی انگر حکم
 میگوشت عوی بر کتبه نازک و بیجی عطایاری و کاک
 فیض با زبده ترین مهر خاص بدست باغ محمد خان
 و او که بکری انجمنی فرمودند بعرض نیز از بهادر سلطنت
 که کعبه و بیجا و روپایان بنی سراسر باقرار اداسی
 قسط با سوار بطور قرض سوزی گرفته ام امید دارم
 بنابر دلچسپی به کفیه نه شکست قیام بنام ایملکان قرار
 نهاد که در حساب مراد از ایملکان یک قطعه حکم
 و ایملکان بنام سراسر و کاک و دیگر بنام ایملکان قرار
 این قرار و بایده ماندن اقتصاد و حساب قرار مندرج
 دست او نیز از جاری کرده یکبار نشین سعادت افروز
 خواجهر سرافراشته ترا و حسب حکم جهانم اینک در و زده
 قنوه خانه سعادت محمد علی علی شافعه قبول خاص
 می در ظاهر امر دمل بخور باغی حسن بخش امداد علی
 ازان شده بقایه و زنده و بار کردن زنده بر بهادر
 نام بردگان حکم الی اعتبار و خصل مراده حکم سوسمی
 علم جاری فرموده چون کفیه قدس نومی کریم محسن
 سبکت بلا سوال حاضر بقیدو استراحت اراک
 بعد نماز پیشین شرف دستخیز خاص سبکی بر بگوئی مزاج
 نقد سراسر قصاص بدست دین اسمی حرم الدوله بهادر
 روانه نمودند و ترشده و تجویزی نهاده و که مزاج نقد علی

خبر داده حکیم مطلق است
 بوی بهر سبیل که بخواهد
 که بکشد تخته مشهوره
 بطریق علاج راجع
 بهر سبب که باشد
 بهر سبب که باشد
 و بهر سبب که باشد
 مثل انوار ایشین

یوم ششم و یقین

بهمنروز که در امانی سان کار زربین فلک را
 گردش نداده که خود به دولت اقبال طینی است
 تجیز احترام الدوله بهادر نوش جان نموده ملاحظه
 عرض داشت مریدان و ماس بهادر که از کرامت
 زوایه شرفا بهر من برین فی حال و نجات
 رفعتی استباب کرمی و استعدای مدد خج
 طیف خط حضرت شاه غلام نصیر الدین
 کالبد صحت از نظر شرف کدشت حکیم تحریر
 جرات نام کار برداران و قرضه من فاعده کشف
 راجه دبی سکه بهادر و شاه که خاف که شیر سید
 موسس زمستانی ملاحظه نه ای خدایا ای کرم
 و ربانی منبیهان در قدس از آمد کدای
 اگر بهر معیت طهارت بهادر برای سیر کند
 و الا که شرف و سعادت معیت کرد بهر وقت
 گشته شدن مکتبه کرم خوان او شرف نعمت
 با احترام الدوله بهادر عطا نموده یقین است

ارام فرموده آخرین روز حکم عطا می نمود
 چهار بار بهر سبب که لالی و سه سبب بهر سبب که
 رای شایع فعل متونی و یک زوایه و شایع
 اطمینان آن رحیل دار البقا تقرب رنج سوار
 نافه فرموده قره باصره خلافت دار المهاد
 بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد

یوم ششم و یقین

با ادا ان حضرت شاه مکتبه اختر تبرید یوم ششم
 یقین مبارک تجویر احترام الدوله بهادر نوش جان
 فرموده بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 مکتبه شرف و ایض سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 و کاشته بهر سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 مقبوضه خود حکم ایت طلب بنام المکاران
 خالصه شرف بهادر فرموده مرا حجت کرده
 و تحفه سبب که باشد بهادر و سبب که باشد
 بهادر و راجه دبی سکه بهادر در فاعده حکم فرمود
 چهار قطعه شرف مرشد و کدشت یکی از ان شام
 سرد سبب که باشد بهادر و سبب که باشد

وزیر برقیل ماده آورده میرشد علیجان نظر انگلیس
 داخل بر محصل شده فرمان دادند که فردا
 عهد کار بر دوازده سلطنت به نواب شاه لاهی
 بیکم جدا حیدر بن تغیت گذراشته فقط —
چون سه شنبه دوازدهم شعبان
 استونیک خا و از ساجل افق سرزنگد که غلغله
 کوس سوار ای از چرخ خبری که گذشت و مستعمل
 احترام الدوله بهانه برای معاینه نبض جانشین
 آفره با صبره خلافت مدار الهام سلطنت مرزا
 محمد شاه بهادر معسر و سرور کاشانی اقبال
 مرزا محمد سلطان فتح الملک بهادر و روستی
 فباط طیف ادب و وسعید بر سر کعبه خضر
 سوار ای تاج گیتی بر سر و کلاه کعبه ای
 در بر بر سوچ زرین خیل بر بی پیکر سوار
 شده سر و سره فرار کشتن اقبال را خجسته
 بخند و تقرب عیش حضرت نظام الملک
 و الدین جدا محمد حضرت شاه نظام نصیر الدین
 کالی صحنه با نیش بازی که که انداز خجسته
 و شلک سلامی تو خجسته انگریزی قطر انگلیس
 متوجه در سر روستی الدوله طره با نیش
 نموده اند در لاسو سوزی لاک لاسو سوزی
 شاه ای قلعه بهادر حیدر افرا کرد پیشین مکان

نوخده فونهای گلشن ابدت و سعادت مرزا
 محمد جوان بخت بهادر در نه معمولی که را نیده
 بر وقت رونق افروزی مجلس بیایک
 منزل جلوه افروزی و ساد ه جلوه و جلای
 شده بشمار قوالان سنجیده گردیده بخت
 شاه غلام نصیر الدین کالی صاحب به صاحب
 کرده با خجسته تیرک معمولی شیش نموده بخت
 اتمام مجلس بر صحت مایک خیار که فرزند
 و رشتنای را فخر کند لعل را در حبه اجابت
 بخشیده بهمان جا و چشم بر جای که دستی
 مردم و نواب سلامی قطر کنان و خجسته
 و دستور به معمولی افتخار الدوله بهادر
 قلعه ارغیسی در حبه اجابت رسان داخل
 حیات بخش باغ گردیده اعتماد الدوله بهادر
 از رقبه سلطان بیکم ثبت الفت خور و کالی
 نه فرامنده داخل محل شعل شده ملک سال
 شالی با و عطا گردیده و همین وقت ابر الکرین
 سلطنت مشی اجرام الدوله بهادر و
 اعتماد الدوله بهادر و ذوالفقار الدوله بهادر
 و ذوالفقار الدوله و نهیم الدوله و محسن الدوله
 و راجه سا لکرام با دانی که نوا شاه امامی صاحب
 تقرب نبیند و مبارکبادی مفتخر و مبارکبادی
 و یکم ای شکار و صحرای الدوله بهادر عطا نموده

قبول و سترحت ارام فرمودند و کارهای
قطعه عرصه داشت فرزند ارجمند نامدار بعض
در سال خبطه عده امرای عظیم ایشان زنده
نویسان بلند مکان نواب بخت گورنر بهادر
... کرده با القاب بخت نایب روشن را در شرف
قدسی ملاحظه در آورده بسبب هیچ سوار
گشت نشسته فقط ...

یوم چهارشنبه سیزدهم شعبه

بعد از سواست نسیم صبحگاهی ملاحظه قطعه شقه
موتیه دارالافتخار قدس فرزند ارجمند
سلطانی عظیم الدوله بهادر بخت نایب داد
تزارقه خواجهد کرمز غلام اشرف و شراف
ادامه اشرف بهادر عده نقل و معیض فریقین
در سبب یا فکلی ما بهار مرزا ادامه اشرف و شراف
بهر تقدس نیکین زین فرموده حکم روانگی
کچری ایگنی بدست تاج محمد خان سرحدی داد
خواجهای طعام حضرت شاه غلام نصیر الدین
کالی صاحب و احترام الدوله بهادر و اعتماد الدوله
بهادر و نسیم الدوله و محسن الدوله و دیگر واران
عالی و دومان بر محبت شدند قوفا صره
خلافت مدارالامام سلطنت مرزا محمد شاهی
بهادر و روی سبب طالع بخت و بخت

قبول و سترحت ارام فرمودند و کارهای
عجو در ریاسه محسن فرموده معروضه
حاضرین رکاب بخت مایه غوار را بکوله
تفنگ عوق اب نموده بکار احوار و حوا
پیدا خستند بر وقت مراجعت از میدان
چهره که احترام الدوله و اقامه الدوله
جلوه افزای رکاب بخت انتساب شده
و بندگان اقدس بخوشی و خوشحالی داخل
شبتن آفتاب گور و بخت حفظ

شبهه شیار در برج شهباه عالمیق در

اکتاف را در شان چین ابریا ایچ دیام
و سبب راجان اچان اب جیوان دیام
نار و ترک از خلقت ایل معنی را داغ
نیکین بخت نایب بخت صد کشتی ایام
اجنابت کعبه بخت بخت و سبب
حاجت جمشید و ستور سلیمان
چهره او مع نسیم عالم و سبب
هر راز بر زمین از نسیم نهانی ایام
کمز از زالی است بخت بخت بخت بخت
حلقه حکم تو در کشتن زبانی دیده ام
شکایت بخت خود در عرصه بخت شود

کیسره ایمان عالم را نمایان دیده ام
 کوکب بخت سراج الدین بهادرش ده ام
 همچو خورشید بر روی خوش رخشان دیده ام
 مظهری دیگر بر خاتم و صورت چون ترا
 هم سخن هیچ دشمن فهم و سخندان دیده ام
 باستان است جرم گویان دیده ام
 کمتر شعل فروز متاعایان دیده ام
 ای به حکم عدل کبر و زور خضر را دیده ام
 دوی گم کرده را مانع در میان دیده ام
 ای بفرمان روان اسکا تو دلفین را
 دستگیر عرقه ای بحر عمان دیده ام
 نیک خواست زنده از لطیفیت کردی من
 دشمن من خواه رزان حرف بجان دیده ام
 اسوان طبع کریمت را گم کردی من
 خبر را از نیستی لرزان ترسان دیده ام
 مالک ملک معانی حاکم من و من
 تخت او را بخت سلیمان دیده ام
 ای فصاحت را بجای برده که حرف نیت
 نفس سبحان الی را به جان دیده ام
 گو غلطیون نه کنه زانوی تسلیم علم
 عقل کل را پیش او طفل و پندار دیده ام
 تا سخن بنجید دام در وصف شاه کاسار
 خوش را حقانی و دگر چهره را دیده ام

تا تو ششم حرف وصف خود شاه کاخش
 هم از نوک قلم کاغذ ز رخشان دیده ام
 یوسفی شد کوکب بختش که از روز ازل
 جیح را از بهر او چون بر کنعان دیده ام
 بسکه اکنون مجرب لب میزند مهر سکوت
 خاد خود سرگون و طبع حیران دیده ام
 خاموشی به اتی تا اکنون که در کف خاد را
 همچو به از نیست شیرین تر زان دیده ام
 جاده او بسکه بخت و عمل و الوالیاس
 دشمنش ز بر زمین دوست شادان دیده ام

تایید
 کاتبان
 سلطان
 وزیر
 طبیب
 دار
 قلم

Biannual
Academic and Research Journal

Me'yar

Vol. 2 January – June, 2010 No. 1

3

Department of Urdu
International Islamic University, Islamabad

Editorial Board

Patron in Chief

Prof. Fateh Muhammad Malik, Rector IIUI

Patron

Dr. Anwar Hussain Siddiqi, President IIUI

Editors

Moinuddin Aqeel, Najeeba Arif

Advisory Board

Dr. Mukhtar-ud-din Ahmed (Aligarh),
Dr. Khalid Hasan Qadiri (London),
Dr. Hanif Naqvi (Varanasi),
Dr. Muhammad Umar Memon (Wisconsin),
Dr. Umar Khalidi (MIT),
Dr. Christina Oesterheld (Heidelberg),
Dr. Anwar Ahmed (Japan),
Dr. Jamil Jalibi (Karachi),
Dr. Manzoor Ahmed (Karachi),
Dr. Zafar Ishaq Ansari (Islamabad),
Dr. Rafi-ud-din Hashmi (Lahore),
Dr. Muhammad Ikram Chughtai (Lahore)

For Contact:

Department of Urdu,
International Islamic University,
H-10, Islamabad
Telephone: 051-9019547, 051-9019304
E-mail: meyar@iiu.edu.pk

Available at:

I.R.I. Book Centre, Faisal Mosque Campus,
International Islamic University, Islamabad
Telephone: 051-9261761-5 (307)

Layout & Designing: Asma Nazir **Title Design:** Zahida Ahmad

ISSN: 2074-675X

Contents

English Section

- | | | | |
|----|--|-------------------|----|
| 1. | Halide Edib – Outside and Inside India | Syed Tanvir Wasti | 07 |
| 2. | Reconstruction of Cultural History of Delhi in the 18 th Century, Nasir ‘Andalib’s Malfuzat: <i>Nale-yi- ‘Andalib</i> | Neda Saghaee | 17 |

Urdu Section

- | | | | |
|---|---|------------------------------|-----|
| 3. | Preface: Problem of Topics in Research | | |
| <i>Specific Studies:</i> Arif Naushahi | | | |
| 4. | <i>Majmu’a-e- Lataaif –o-Safeena-e-Zaraif :</i>
An old source of the Persian Poetics | | 11 |
| 5. | Persian Poetry of Bu Ali Qalandar Panipati | | 29 |
| 6. | A Rare Manuscript of <i>Tareekh-e-Mehmood Shahi</i> | | 35 |
| 7. | <i>Majalis-e- Jahangiri-</i> Cultural and Literary Activities in the Court of Jahangir | | 43 |
| 8. | <i>Tazkira-e-Tuhfatul Fussaha</i> | | 87 |
| 9. | A Selection of Verses from Mathnavi <i>Tuhfatul Punjab</i> | | 125 |
| 10. | Two Unknown Works of Ahmed Yar Khan Yakta Khushabi | | 145 |
| 11. | Mufti Family of Bhera and its Contribution in Scholarship | | 155 |
| 12. | A Biographical Dictionary of the Qureshi Family of Multan | | 193 |
| 13. | <i>The Letters of Khawaja Ubaidullah Ahrar and his associates:</i> Review Article | | 221 |
| 14. | Editing of Persian Manuscripts in Sub-Continent | | 233 |
| <i>History and Research:</i> | | | |
| 15. | Maulana Syed Manazir Ahsan Gilani and Tonk | Hakeem Mehmood Ahmad Barkati | 255 |
| 16. | Scholarly Relations Between Mohammad Hussain Azad and Lietner | Muhammad Ikram Chughtai | 273 |

Discovery and Resurgence:

- | | | | |
|-----|--|--|-----|
| 17. | Pakistani Culture | Faiz Ahmed Faiz | 289 |
| 18. | Translation of <i>Payam-e-Mashriq</i> by Faiz Ahmed Faiz | Muhammad Hamza Farooqi / <i>Me'yar</i> | 307 |

Study and Analysis:

- | | | | |
|-----|---|-----------------|-----|
| 19. | Classical Poetic Traditions of <i>Tazmin</i> | Baseera Ambreen | 333 |
| 20. | A Trend of Neo-Resistance in Literature: 9/11 in Pakistani Urdu Fiction | Najeeba Arif | 369 |

Translation:

- | | | | |
|-----|--|--------------------------------------|-----|
| 21. | Christian and Jewish Europe of Medieval Period | John Marenbon
Muhammad Umar Memon | 397 |
|-----|--|--------------------------------------|-----|

Review Article:

- | | | | |
|-----|---|----------------------|-----|
| 22. | <i>Jinnah: India-Partition-Independence</i> | Fateh Muhammad Malik | 409 |
|-----|---|----------------------|-----|

Rectifications:

- | | | | |
|-----|--|--|-----|
| 23. | <i>Me'yar</i> , Vol 1, Issue 2, July – December 2009 | | |
| | Riaz Majeed | | |
| | (<i>Earlier Urdu Lexicography and Curricula</i> : pp. 69-87) | | 429 |
| | Arif Naushahi | | |
| | (<i>Earlier Urdu Lexicography and Curricula</i> : pp. 69-87) | | 431 |
| | Arif Naushahi | | |
| | (<i>Mir Taqi Mir: Discovery of a Lost Anthology</i> : pp. 189-212) | | 431 |
| | Muhammad Iqbal Mujaddidi | | |
| | (<i>Iranian Studies in Pakistan and the Areas of Persian Textual Research</i> : pp. 307-322) | | 432 |
| | Arif Naushahi | | |
| | (<i>A Rare and unpublished Text of Introduction to Diwan-e-Mah Laqa Bai Chanda</i> : pp. 383) | | 432 |
| | C.M. Naim | | |
| | (<i>Zamana-e Tehsil</i> : pp. 103-188, <i>The Idea of Pakistan</i> : pp. 335-356) | | 433 |

Archival Annexure:

- | | | | |
|-----|------------------------|-------------------|-----|
| 24. | <i>Siraj-ul-Akhbar</i> | By: <i>Me'yar</i> | 435 |
|-----|------------------------|-------------------|-----|

The articles included in Me'yar are approved by referees. The Me'yar and International Islamic University do not necessarily agree with the views presented in the articles.

Halide Edib – Outside and Inside India

*Syed Tanvir Wasti **

Introduction:

The Turkish woman novelist, soldier and political activist Halide Edibⁱ is well known to many readers in South Asia primarily because of her books related to India but also due to her highly successful visit to India in the 1930s. She and her husband stayed many weeks and travelled all over India, from Peshawar to the Deccan, and from Lahore to Calcutta, giving lectures and meeting Indian intellectuals and politicians.

Her first “Indian” book, titled *Conflict of East and West in Turkey*ⁱⁱ is a survey of Turkish history and culture, discussing the impact of the West. The book comprises lectures given at the Jamia Millia in Delhi during her stay in India. The book is highly readable and touches on socio-cultural problems that are still being faced in the Middle East and South Asia. There is also a whole chapter on Turkish women which begins as follows: “In Turkey we have a saying – women are all one nation.”

*Inside India*ⁱⁱⁱ is the name of the second book written by Halide Edib, after her departure from India. This book chronicles her experiences in India and is dedicated to the memory of Dr Mukhtar Ansari, who died before the book was published and who was a personal friend of Halide Edib and Adnan Adivar. He had the invitation issued to Halide Edib for her lectures at the Jamia Millia. The book has chapters on Ansari and his family, Mahatma Gandhi and Choudhry Rahmat Ali. This book was translated into Urdu as early as 1939.^{iv}

During her tour of India, Halide Edib received an ovation when she spoke at the Aligarh Muslim University. The poet Asrarul Haq

* Professor Emeritus, Civil Engineering Department, Middle East Technical University, Ankara, Turkey

Majaz wrote a long [and now famous] poem welcoming Halide Edib to Aligarh. Gandhi was present at one of her lectures and praised her spirit of tolerance. Allama Iqbal presided over another of her lectures. Halide Edib saw the Hindu-Muslim problem at first hand, and the book is also valuable for her political insight. Discussing the Hindu caste system, Halide Edib writes:

With regard to the clash between the Hindu and Muslim systems...while the Islamic system gave latitude for social evolution, Hinduism gave latitude to the mind only and insisted on a fixed social pattern.

Later she was also to write: ^v

Pakistan has another cultural and historical background, and they had to be liberated from Hindu dominance in industry and commerce. Besides, the social structure of this country is based on the principles of Islam, that means social equality, which is far away from the caste system.

The impression left behind by Halide Edib in India was powerful, and many Muslim girls in India born after her visit were given the name of “Khalida Adeeb”, which is the Urdu version of her name. One intention of this article is also to present some aspects of Halide Edib’s life outside her connections with India and thereby offer a short but rounded picture of her life, works and personality. Halide Edib has also written extensively about her own life and experiences^{vi} both in English and Turkish and those who wish to study her in detail will find plenty of material in print.

Early Life:

Halide Edib was born in 1884 in Istanbul into a modern well-to-do family. Her father, Mehmet Edib, was one of the treasurers of the Sultan Abdül Hamid II (who reigned between 1876 and 1909). Halide Edib’s mother was Fatma Hanim who, however, died of tuberculosis when Halide was still young. In consequence, Halide was brought up by her grandmother.

Halide Edib was educated privately at home for the first few years. Unlike most Turkish girls of the period, she was later sent to study at the American Girls College in Uskudar on the Asian side of

Istanbul. Although her ancestors included Jewish people who had converted to Islam, she studied Arabic and the Quran. Her religious upbringing was that of a typical urban Muslim family. In the cosmopolitan Istanbul of the time, she was taught English, French and Arabic in addition to Turkish. She went to a neighbouring school where she also picked up some Greek. However, most of her writings are in Turkish and English in which she was fully proficient. In fact, at school she received a special prize from the Sultan for book translation.

Married Life:

Halide Edib was 17 when she graduated from college. She married her Mathematics tutor Salih Zeki, by whom she had two boys called Ayetullah and Hikmetullah. She helped her husband in translating books and also continued writing articles and reviews in well-known newspapers such as *Tanin* and in other journals. Salih Zeki was an old-fashioned traditional Ottoman gentleman. He had the wealth and resources, and wanted to take a second wife. Halide Edib, now Halide Salih, refused to accept the situation. In her own opinion she represented the young, independent career woman. She had already written articles on the role of the modern Turkish woman as a full partner to her husband.

In Halide Edib's mind, there was only one way out. She was too independent to accept a second wife. She obtained a legal divorce from Salih Zeki in 1910. Halide Edib's teaching, writing and social work kept her busy after her divorce. Her first novel (which is based on her experiences of a broken marriage) was published in 1912. When the First World War began in 1914, she became Inspector of girls' schools in Damascus and Beirut.

The four years of war finally came to an end. In 1918, when Turkey had been pushed back on all fronts, Halide Edib found comfort in her marriage to Dr Adnan Adivar, a medical man and a professor. Adnan Adivar was also the author of several books. This marriage gave her companionship, stability and common goals.

Post 1918:

After the War ended, Halide Edib, like many Turks, was initially impressed by Woodrow Wilson's 14 Principles, which included self-determination and freedom for all nations. The Ottoman Empire had

collapsed, and she hoped that, unlike Europe, America would help a defeated Turkey. It was to prove to be a forlorn hope.

Far away from the beleaguered capital of Istanbul, where the last Sultan Vahideddin was a prisoner in his own palace, the Ottoman general Mustafa Kemal [later known as Kemal Atatürk] had left for the interior of the country in May 1919 to begin organizing the armed Turkish resistance to reverse Turkey's defeat and to fight to the death to free Turkey again.

Halide Edib saw that freedom was never to be given, but only to be won by blood and sweat. She knew that Mustafa Kemal and his men had the right response. The foreigners who had sent victorious armies to Turkey had to be thrown out by force. She and her husband therefore looked for an opportunity to join the freedom fighters assembled in Ankara in the heart of the country.

Meeting in Sultanahmet Square:

The Allied Forces had given the green light to the Greeks to invade the Turkish homeland. At the start of the Turkish armed resistance, there was a famous mass meeting in the square of Sultanahmet in Istanbul on 6 June 1919. The major speech there was given by Halide Edib. It was then quite unprecedented for an Ottoman woman to address more than 200,000 people.

Halide Edib gave an unprepared speech to the large crowd which contained thousands of young men who would soon leave to defend their homeland. It was a speech that was to make her famous for the rest of her life. Here is a translation of her address to the citizens of Istanbul.^{vii}

Brothers and sisters, citizens,

The honour of seven hundred years watches over this new catastrophe of Ottoman history from the top of these sky-reaching minarets and calls out to the spirits of our great ancestors, who so often marched through these great spaces in victorious formations. I raise my head to these unseen and invincible spirits and I tell them:

I am an unfortunate daughter of Islam, and today I am also the mother of a sad but heroic chapter of our history. I bow to the spirits of our ancestors and I address them in the name of the new Turkey thus: Though this nation has no weapons today, its heart is as unconquerable as yours was. We have faith in Allah and our rights.

*Brothers and sisters, my children,
Listen to the judgement the world has passed on you. The aggressive policies of the Allied Powers have been turned against Turkey sometimes treacherously but always unjustly. If they were told that Turks and Muslims are to be found on the moon and stars they would send their armies of occupation there as well. They have now found an opportunity to break the crescent into pieces. No western power will support us against these decisions. Those who have not acceded to this inhuman decision are equally if not more responsible in this matter. They have created tribunals supporting human rights and national rights but have trampled on those of the losers. Those who call the Turks sinners are such great sinners themselves that the waters of the oceans will not make them clean. A day will come when a greater tribunal will convict those who have deprived nations of their natural rights. That court will comprise individuals of those very states who are against us today. In the individual lies an eternal feeling for justice, and nations are, after all, made up of individuals.*

*Brothers and sisters, my children,
Listen to me. You have but two friends – the Muslims, and those individuals who will raise voices for your rights every day. The Muslims are together with you today. The second group will comprise those who sooner or later understand the justice of our unflinching resolve. Governments may be our enemies, but nations may be our friends. Our strength is the power of just rebellion. The day is not far off when all nations will gain their rights. On that day, take your flags and remember your brothers who gave their lives for this noble cause. Now take an oath and repeat with me: the sacred emotions in our heart will not flag and will remain until the rights of nations have been achieved.*

Escape to join Mustafa Kemal:

After the huge national reaction to this speech, Halide Edib and Adnan Adivar had to flee to Ankara as the British forces in Istanbul wished to arrest them. During the Turkish War of Independence between 1919 and 1922, Halide served as a corporal on several fronts wearing the regular army uniform. She demonstrated that women could fight side by side with men in a national effort.

Halide Edib (and her husband) were present at most of the battles fought between 1920 and 1922 till the Greeks were finally

driven out of Western Turkey. In his book *Grey Wolf*, the British Intelligence agent Harold Armstrong^{viii} mentions that Mustafa Kemal considered the presence of Corporal Halide to be a “good luck” charm for the Turkish troops. Halide Edib had earlier experience of being a nurse in the Balkan Wars of 1912 and 1913.

Establishment of the Republic:

The attainment of Turkish independence set into train many events at great speed. The republic was proclaimed in 1923, and the Caliphate abolished in 1924. Other reforms followed and, in this process, along with others, Halide Edib and her husband Adnan were side-tracked. Thus, from 1926 onwards, as Mustafa Kemal consolidated his power, Halide Edib and Adnan Adivar lived outside Turkey for over 12 years.

Halide Edib and Adnan Adivar spent these years teaching in the United States, England, France and several other places where they both worked as professors and researchers. She also renewed her contacts with Indian Muslims. During the Balkan wars of 1912 and 1913, she had been helping in Istanbul to coordinate the work of the Indian Red Crescent Mission which went to Turkey and ran field hospitals for several months.

The Medical Mission had been proposed in 1912 by Maulana Shaukat Ali and Maulana Mohamed Ali Jauhar. The mission was headed by Dr Mukhtar Ahmad Ansari and had many members who became well-known later, such as Choudhary Khaliquzzaman, Shoaib Qureshi and others. They were well received in Turkey, and Halide Edib often invited the members to her Istanbul mansion.^{ix}

Later Career:

Halide Edib and her husband returned to Turkey in 1939. She was now a famous Turkish novelist and feminist as well as a political leader. She was appointed Professor of English Literature at the university of Istanbul. In 1950 she was also elected to the Turkish parliament. Adnan Adivar, who also served in parliament, died in 1955. After a fruitful and eventful life, Halide Edib died in Istanbul in 1964. In her obituary in the *London Times*, which calls her a “Turkish Writer and Woman of Action”, the following *inter alia* is stated:

“...some of her finest work was in her memoirs of the war of independence, written in English, such as *Turkey Faces West* and *The Turkish Ordeal*, which are valuable not only for historical data, but for her descriptions of such men as Kemal Ataturk, whom she presents in a light which is a good deal more interesting, and probably more realistic, than the hero worshipping conformism of the present day...

Besides being a strong, original writer and a personality of the first magnitude, Halide Edib was a brilliant speaker and her rousing addresses in Istanbul and Izmir at the beginning of the war of independence whipped large crowds to action. She was a woman in whom passion and intellect were remarkably blended... In her younger days she was a keen horsewoman, a fine shot and was always very active...”

Other Works of Halide Edib in English:

Atesten Gomlek (1922; translated into English as *The Daughter of Smyrna* or *The Shirt of Flame*).

The Memoirs of Halide Edib (1926).

The Turkish Ordeal (1928), memoir.

Turkey Faces West: A Turkish View of Recent Changes and Their Origin (1930),

The Clown and His Daughter (first published in English in 1935 and in Turkish in 1936).

Turkun Atesle Imtihani, a memoir, published in 1962; translated into English as *House with Wisteria*.

Halide Edib's "Feminism":

For a discussion on Halide Edib's ideas on the status of Turkish women, reference may be made to an article by Emel Dogramaci.^x For a broader outlook see the article by Füsün Altiok Akatli.^{xi}

It has been observed that – like Halide Edib herself – the heroines in her novels are strong, independent women who use their will power to reach their goals in spite of huge obstacles. Halide Edib's "feminism" should not be confused with the aggressive feminism of today. Her goal was obtain a partnership for women with men in the work and social spheres. Her novels also treat problems of arranged marriage, easy divorce (for men) and honour killings. However their

popularity, nearly 90 years after they were written, stem from the elegance of their Turkish style and their overall interest.

Works about Halide Edib:

There is a novel^{xii} (2001) is a story about Halide Edib's early years and youth. In most Turkish films dealing with the establishment of the Turkish Republic, Halide Edib appears as a prominent character. A few of Halide Edib's novels have also been adapted for film and television.

Professor Inci Enginun, one of Turkey's foremost living authorities on Turkish Literature, has authored a book in Turkish in 2008 which is a critical study of Halide Edib's works and gives a list of all her novels, speeches, poems, stories, plays and journalistic articles.^{xiii} There is also a very recently published study of Halide Edib's relationship with India.^{xiv}

Much research on Halide Edib, her writings and her contributions is being conducted within Turkey. However, more work needs to be done on her stay in India and its effects on the Indian intellectuals of the time. Moulvi Abdul Haq has an interesting essay on Halide Edib.^{xv} in which he describes her visit to Hyderabad [Deccan] where she was the guest of Sir Akbar and Lady Hydari. Abdul Haq escorted her to one of the orphanages outside the city and here Halide Edib was surprised to observe that there were two separate kitchens, one for the Hindu orphans and the other for Muslim orphans. She thought that as the menus were similar, it would be more economical to have one kitchen producing all the food. Abdul Haq had some difficulty in explaining to her that the Hindus did not eat food cooked by Muslims.

Halide Edib is also the subject of an essay by Rais Ahmad Jafri.^{xvi} which is sub-titled "you are the honour of the Muslim nation". He writes that he was a guest at a tea party given in Bombay by Syed Abdullah Brelvi, Editor of the *Bombay Chronicle*, in honour of Halide Edib during her stay in India in the mid-thirties. Jafri mentions that the name Halide Edib had been known to him for a long time; she was the lion-hearted woman who stood by Mustafa Kemal and performed feats on the battlefield as well as in public life of which most men would be proud. Although the doors of the country that she had helped to free were apparently closed for her, she did not say one word against

Mustafa Kemal and, whenever the name of her country was mentioned, her face lit up and shone. Of medium height and fair complexion, with large eyes, with lines on her face that did not diminish the beauty that hung on from the past, she had a delicate and melodious voice, but a soldier's bearing that contained decisiveness... Jafri continues as follows:

Much propaganda had been conducted in the past about the Turks having become irreligious and Westernized, but the Turkish woman who sat before us, though she was not veiled or covered in accordance with Indian tradition, made clear with her words that she was proud of her religion, that she had studied other religions and considered Islam superior to them, that Islam was her choice not just because she was born into it but because it was her belief that this was the religion for her.

Such essays provide a beginning, but steps need to be taken by other scholars to collect and publish all relevant material in Urdu and other regional languages on Halide Edib.

NOTES

¹ Halide Edib is the modern Turkish version of her name. In English, she generally chose to write Halidé Edib or Halide Edib. Later in life, Halide Edib also used the surname of her second husband, Dr Adnan Adivar, and she is therefore often styled Halide Edib Adivar.

² Halide Edib, *Conflict of East and West in Turkey*, (Lahore: Sh. M. Ashraf, 1935), 223 pp. The full text of this book is available on the Internet.

³ Halide Edib, *Inside India*, (London: G.A. & Unwin, 1937), 378 pp.

⁴ Maulvi Syyed Hashimi [Faridabadi], *Andrun-e-Hind* [Translation of *Inside India* by Halide Edib], (New Delhi: Anjuman-e-Taraqqi-e-Urdu), 1939.

⁵ Halide Edib, "Hindistan'ın İçindeki Kavga" [The Conflict within India], articles in the Turkish newspaper *Aksam*, Istanbul [20 November 1947 and 27 November 1947].

⁶ Halide Edib, *Memoirs of Halidé Edib*, (London: John Murray, 1926), 472 pp.

⁷ The translation from the Turkish has been done for this article by the author.

⁸ Harold C. Armstrong, *Grey Wolf*, (London: Arthur Barker, 1932) 352 pp. On page 195, we have:

He must have with him, as his mascot, Halideh Edib; she had meant success before... When she arrived at headquarters he felt sure of success.

⁹ S. Tanvir Wasti, "The Indian Red Crescent Mission to the Balkan Wars", *Middle Eastern Studies*, Vol. 45, No.3, (May 2009), pp. 393 – 406.

¹⁰ Emel Dogramaci, "The Novelist Halide Edib Adivar and Turkish Feminism" in *The World of Islam*, Vol. 14 ([Leiden](#), 1971).

¹¹ Fusun Altıoklar Akatli, "The Image of Woman in Turkish Literature" in Nermin Abadan-Unat, editor, *Women in Turkish Society* (Leiden, 1981).

¹ Frances Kazan, *Halide's Gift*, (New York: Random House, 2002), 376 pp.

¹² Inci Enginun, *Halide Edib Adivar'in Eserlerinde Dogu ve Batı Meselesi* [The Question of East and West in Halide Edib's Works], (Istanbul: Dergah Yayinlari), 520 pp.

¹³ Mushirul Hasan, *Between Modernity and Nationalism: Halide Edib's Encounter with Gandhi's India*, (New York: Oxford University Press, 2010), 280 pp.

¹⁴ Moulvi Abdul Haq, "Khalida Adeeb Khanum" in *Chund Humsafar*, (Karachi: Urdu Academy Sind, 1970) pp. 447 – 461.

¹⁵ Rais Ahmad Jafri, *Deed o Shuneed* [Seen and Heard], (Karachi: Rais Ahmad Jafri Academy, 1987), pp. 43 – 45.

Abstract

Halida Edib, a well known Turkish woman writer and scholar visited India in 1930s with her husband and travelled all over India, lecturing and meeting Indian intellectuals and politicians. This article discusses the significance and impact of her visit on the socio-cultural environment of South Asia. It also introduces her works in general and her feminist approach in specific. The works about Khalida Edib have also been discussed and evaluated in this article.

**Reconstruction of Cultural History of Delhi in the
18th Century, Nasir 'Andalib's Malfuzat:
*Nale-yi-'Andalib***

Neda Saghalee

Introduction and historical context: India as an appropriate basis for mystical inspires and Sufi orders has kept and promoted Sufi traditions during centuries. In the 18th century, Delhi – as a centre of Sufi orders and a political centre of Mughal Empire – encountered a reformist movement. During the 18th century, Muslim world experienced a special condition. In this critical time in the history of Islam, Mughal, Ottoman and Safavid empires were in the process of decline, and the political control was decentralized with a realignment of the major politico-economic elements. In south Asia, the Mughal Empire disintegrated into territorial princely states, and Afghans and Marathas made attacks on the Mughal Capital of Delhi.¹

In this context, revivalist movements that aimed at the socio-moral reconstruction of society were emerged, and a general orthodox revival built up against the corruption of religion and moral laxity and degeneration prevalent in Muslim society especially in India. One of the most powerful elements of this revival was a reorientation of Sufi tradition on which often there were trends to return to early Islamic piety by concentrating on Quran and Sunna. This reformist tendency, as

* Research Scholar, Azad University, Arak, Iran

¹ Malik, Jamal, "Muslim Culture and Reform in the 18th Century South Asia," *Journal of the Royal Asiatic Society*, vol.13, July 2003, p.229.

some scholars believe, has much in Common with Christian movements in the Protestant church and that called deliberately for a change in the relationship between man and God, a religious renaissance so-to-speak, which was to establish a unity of divine message and human practice.²

Among the reformist Sufi orders like Tijaniyya, Khatmiyya, and Sanusiyya which arose in this period,³ Naqshbandiyya order had strong communication with politics. Knowing educating and training as their absolute right especially about ruler level, masters of this order had an active role in internal continual quarrels between Timuri rulers, and were strongly influential in forming Islamic society. In the rapidly disintegration of Mughal Empire of the 18th century, Naqshbandi thought was articulated either through the teachings of Nasir 'Andalib (d. 1759) and his son, Khwaja Mir Dard (1721-1785), or in resorting to Hadith studies of Shah Waliullah of Delhi (1703-1762) and his progeny.⁴ Khwaja Muhammad Nasir 'Andalib – a renowned mystic saint of Delhi – was a famous representative of Naqshbandiyya order in the 18th century who established a new reformist Sufi order.

The state of the art: the concept of Sufi reform in the 18th century has been a controversial issue during past decades. On the one hand, some scholars have criticized and denied the existence of such a reform and believed that enlightened tendencies didn't occur in the Muslim world in this period.⁵ On the other hand, some other scholars including Reinhard Schulze, John O. Voll, and Jamal Malik have verified the

² Fazlur Rahman, *Islam*, University of Chicago Press, 1966, p. 196 and Voll, John Obert, *Islam Continuity and change in the modern world*, Syracuse University Press, 1994, p.231.

³ R.S.O ' Fahey, *Enigmatic Saint Ahmad Ibn Idris and the Idrisi Tradition*, Northwestern University Press, 1990, p.1.

⁴ Weismann, itzchak, *Naqshbandiyya Orthodoxy and Activism in a Worldwide Sufi Tradition*, Routledge, 2007, p.133.

⁵ Radtke, Bernd, "Sufism in 18th century: an attempt at a provisional appraisal," in *Die Welt des Islam*, vol.36, Nov. 1996, p.361.

transformation of Sufism in this era.⁶ Among the scholarly literature written on Sufi reform in the 18th century one could mention Fazlur Rahman's "Revival and reform in Islam"⁷, "Foundations for renewal and reform, Islamic movement in the 18th and 19th centuries" of John. O. Voll,⁸ and "Muslim culture and reform in the 18th century south Asia" of Jamal Malik.⁹

'Andalib's thought and his major work, *Nale-yi-'Andalib*, shows the influence and the role of Naqshbandiyya order in the Sufi reform happened in India in the 18th century. Although 'Andalib was a great Naqshbandiyya Master of the 18th century Delhi, there is no independent research about him, and his name is often mentioned under the shadow of his son's name, Mir Dard. Dard inherited his mystical temperament from his father. Influenced deeply by his father's teaching, he propagated 'Andalib's theological and mystical views, and the works written by and about him could be useful to understand 'Andalib's thought.¹⁰ Among a few works containing some information about 'Andalib himself are Annemarie Schimmel's writings specially her *Pain and Grace* (Leiden, 1976) and *Mystical Dimensions of Islam* (Univ. of North Carolina Press, 1975).

The importance of studying Nasir 'Andalib and his Nale-yi-'Andalib: studying 'Andalib's thought and his Nale-yi-'Andalib is necessary for investigating Sufi reform in Islamic world. Being a great

⁶ For a short study of this debate, see: R. S. O'fahey and Bernd Radtke, "Neo-Sufism reconsidered," in *Sufism, Critical Concepts of Islamic Studies*, Routledge, 2008, pp. 1-34.

⁷ In *the Cambridge History of Islam*, vol.2, ed. by P. M. Holt and others, Cambridge University Press, 1970, pp.632-59.

⁸ In *the Oxford History of Islam*, John L. Esposito, Oxford University Press, 1999.

⁹ In *Journal of the Royal Asiatic Society*, vol .13, July 2003.

¹⁰ For instance, *Maikhana-yi Dard* of Nasir Nadhir firaq (Dehli, 1925) which is a comprehensive description of Dard and his family in Urdu.

Indian mystical writer and reputed Sufi master in the 18th century Delhi, 'Andalib had deep connection to both of the Sufi institution and politics which made him an effective master of his time. On the one hand, in addition to being a master of Naqshbandiyya, he connected to Qadiriyya order through his wife who was descended from 'Abdul-al-Qadir Jilani (1088-1166), the founder of Qadiriyya. His first master was Shah Sa'dullah Gulshan (d.1728), a famous poet who had been instrumental in early development of Urdu poetry in Delhi, and his second mystical master was Muhammad Zubair –the fourth and the last great master from the family of the Ahmad Sirhindi (1564–1624). On the other hand, he was a descendant of Baha'uddin Naqshband (1318 – 1389) – the founder of Naqshbandiyya order, and his ancestors had arrived in India in Emperor Awrangzeb's day, Married into the Mughal family, and given important positions in the administration. 'Andalib himself had a military career before choosing a life of contemplation and poverty. When Muhammad Zubair died in 1740, 'Andalib set up a new orthodoxy wave in Sufism by establishing of a new order called *Tariqa Muhammadiyya* or the Muhammadan Way. This “neo-Sufism” which has its counterparts in Islamic world from North Africa to south Asia tried to couple Sufi discipline with Shari'a orthodoxy.

'Andalib's Muhammadan Way – as it was explained in *Nale-yi-'Andalib* – was a part of Mujaddidiyya Naqshbandiyya that pursued Sufi revival current in context of Delhi. 'Andalib in his *Nale-yi-'Andalib* discussed and elaborated upon the principles of his new order not in an unalloyed treatise on Sufi doctrines, but in a book of the *Dastan* genre (fables or tales). His *Dastan* revolved around the exploits of a prince and reads like an imagined construction of the process of the making of Mughal political culture. This book on mysticism and theology is a mine of information for the religious and cultural history of medieval India, which represents the Delhi of the 18th century with all its hope, faith and buoyancy. Mir Dard considered this book the highest expression of mystical wisdom and the source book for the teaching of

the Muhammadan path, and stated that he had gained his gnostic knowledge and learning only from the abundant grace of this book.

There are at least two other points which adds to the importance of *Nale-yi-'Andalib*. Firstly, this book was written in Delhi, one of the centers of the Chishtiyya and Naqshbandiyya, the two orders which not only helped in Islamizing the country but also contributed to the development of literature and music including mystical poetry in Persian and later in the regional languages. One of these literary developments was emergence of the literary style of *Malfuzat*, the words and saying of Sufi masters, which has been considered as the most important literary achievement of Medieval India. Among the numerous books written in this style, *Nale-yi-'Andalib* is believed to be the best work composed in *Malfuzat* in the 18th century Delhi.¹¹ This style, in addition to be an influential style of writing which could attract a variety of readers, allows us to know about the spiritual as well as the social life of the author's circumstance.

Secondly, *Nale-yi-'Andalib* is written in Persian, a language that for many years was the most important language for literary works in the subcontinent. Persian was the official language of the Muslim rulers in India which had settled in the northern part of the subcontinent shortly after 1000. However, while Delhi became a center for Persian after Aurangzeb's death around 1700, Indian cultural history was surprised because the members of 'Anti-artistic Naqshbandiyya order were influential in the development of a new literary medium to supersede Persian and to become the typical language of Indian Muslims, that was Urdu. In spite of flourishing Urdu in his time, 'Andalib used Persian to state delicate mystical thought in his work that is one of the last good Indian mystical book in Persian came to an end.

¹¹ Nizami, Khaliq Ahmad, *On History and Historians of Medieval India*, Munshiram Manoharlal, Pvt. Ltd, 1983, pp.163-166.

Abstract

This article discusses the significance of “Nala-e-Andalib” a collection of the words and sayings of a renowned Naqshbandiyya Sufi of the 18th century in Dehli. Nasir Andalib was the father of famous Urdu poet Khawaja Mir Dard who was not given as much attention by the scholars and researchers as he deserved. His work throws light on the contribution of Sufi Orders that played a vital role in the development of literature and music in the Medieval India.

Indian mystical writer and reputed Sufi master in the 18th century Delhi, 'Andalib had deep connection to both of the Sufi institution and politics which made him an effective master of his time. On the one hand, in addition to being a master of Naqshbandiyya, he connected to Qadiriyya order through his wife who was descended from 'Abdul-al-Qadir Jilani (1088-1166), the founder of Qadiriyya. His first master was Shah Sa'dullah Gulshan (d.1728), a famous poet who had been instrumental in early development of Urdu poetry in Delhi, and his second mystical master was Muhammad Zubair –the fourth and the last great master from the family of the Ahmad Sirhindi (1564–1624). On the other hand, he was a descendant of Baha'uddin Naqshband (1318 – 1389) – the founder of Naqshbandiyya order, and his ancestors had arrived in India in Emperor Awrangzeb's day, Married into the Mughal family, and given important positions in the administration. 'Andalib himself had a military career before choosing a life of contemplation and poverty. When Muhammad Zubair died in 1740, 'Andalib set up a new orthodoxy wave in Sufism by establishing of a new order called *Tariqa Muhammadiyya* or the Muhammadan Way. This “neo-Sufism” which has its counterparts in Islamic world from North Africa to south Asia tried to couple Sufi discipline with Shari'a orthodoxy.

'Andalib's Muhammadan Way – as it was explained in *Nale-yi-'Andalib* – was a part of Mujaddidiyya Naqshbandiyya that pursued Sufi revival current in context of Delhi. 'Andalib in his *Nale-yi-'Andalib* discussed and elaborated upon the principles of his new order not in an unalloyed treatise on Sufi doctrines, but in a book of the *Dastan* genre (fables or tales). His *Dastan* revolved around the exploits of a prince and reads like an imagined construction of the process of the making of Mughal political culture. This book on mysticism and theology is a mine of information for the religious and cultural history of medieval India, which represents the Delhi of the 18th century with all its hope, faith and buoyancy. Mir Dard considered this book the highest expression of mystical wisdom and the source book for the teaching of

the Muhammadan path, and stated that he had gained his gnostic knowledge and learning only from the abundant grace of this book.

There are at least two other points which adds to the importance of *Nale-yi-'Andalib*. Firstly, this book was written in Delhi, one of the centers of the Chishtiyya and Naqshbandiyya, the two orders which not only helped in Islamizing the country but also contributed to the development of literature and music including mystical poetry in Persian and later in the regional languages. One of these literary developments was emergence of the literary style of *Malfuzat*, the words and saying of Sufi masters, which has been considered as the most important literary achievement of Medieval India. Among the numerous books written in this style, *Nale-yi-'Andalib* is believed to be the best work composed in *Malfuzat* in the 18th century Delhi.¹¹ This style, in addition to be an influential style of writing which could attract a variety of readers, allows us to know about the spiritual as well as the social life of the author's circumstance.

Secondly, *Nale-yi-'Andalib* is written in Persian, a language that for many years was the most important language for literary works in the subcontinent. Persian was the official language of the Muslim rulers in India which had settled in the northern part of the subcontinent shortly after 1000. However, while Delhi became a center for Persian after Aurangzeb's death around 1700, Indian cultural history was surprised because the members of 'Anti-artistic Naqshbandiyya order were influential in the development of a new literary medium to supersede Persian and to become the typical language of Indian Muslims, that was Urdu. In spite of flourishing Urdu in his time, 'Andalib used Persian to state delicate mystical thought in his work that is one of the last good Indian mystical book in Persian came to an end.

¹¹ Nizami, Khaliq Ahmad, *On History and Historians of Medieval India*, Munshiram Manoharlal, Pvt. Ltd, 1983, pp.163-166.

Abstract

This article discusses the significance of “Nala-e-Andalib” a collection of the words and sayings of a renowned Naqshbandiyya Sufi of the 18th century in Dehli. Nasir Andalib was the father of famous Urdu poet Khawaja Mir Dard who was not given as much attention by the scholars and researchers as he deserved. His work throws light on the contribution of Sufi Orders that played a vital role in the development of literature and music in the Medieval India.